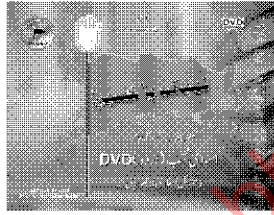


یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶  
۹۲۱۱۰  
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

[www.sabelesakina.page.tl](http://www.sabelesakina.page.tl)

[sabelesakina@gmail.com](mailto:sabelesakina@gmail.com)

Contact : [jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

<http://fb.com/ranajabirabbas>

NOT FOR COMMERCIAL

[www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

تذکرہ

# علامہ جلال الدین سیوطی

احد

ان کی سوانح حیات، علمی کمالات  
دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ،

مشہور عربی تصنیفات کا تعارف اور ان پر  
مختصر و جامع تبصرہ، نیز گونا گوں علوم میں ان کی  
تالیفات کی مختلف اور مکمل فہرست

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبد السلام حقی  
فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن مصنف  
مؤقیس و مدیر

الحیۃ کی

تذکرہ  
سید ابوالکلام آزاد پرنٹ برہما

علامہ جلال الدین سیوطی

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم حسینی

فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غصنف

مؤسس و مدیر

الرحیم لکچر

۷/۷، عظیم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد  
کراچی ۷۵۹۰۰



# بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ: محمد رفیع الرحمن  
پیش کش: رانا جابر عباس

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۸۴۹ - ۹۱۱ھ — ۱۴۴۵ - ۱۵۰۵ء)

اور

ان کی سوانح حیات، علمی کمالات  
دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ،

مشہور عربی تصنیفات کا تعارف اور ان پر  
مختصر و جامع تبصرہ، نیز گونا گوں علوم میں ان کی  
تالیفات کی مختلف اور مکمل فہرستیں

انز

مولانا اکبر محمد عبدالعظیم چشتیؒ

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفی

مؤسس و مدیر

الرحیم بک پبلی

۱/۴، گلبرگ پورٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

## جملہ حقوق طباعت و اشاعت بہتمام و کمال حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطی  
نام مصنف : مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ  
ناشر : ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غففر  
مؤسس و مدیر ارجمین اکیڈمی A 7/7  
اعظم نگر لیاقت آباد کراچی 75900  
تاریخ اشاعت : ۱۴ شوال المعظم ۱۴۲۱ھ  
تعداد : ۱۰۰۰  
قیمت : Rs:220/=  
ٹیلیفون نمبر : 4913916

ملنے کے پتے

مکتبہ اسلامی، مکتبہ قاسمیہ، مکتبہ الحبيب، در خواستی کتب خانہ علامہ موری ٹاون کراچی  
عباسی کتب خانہ، مکتبہ استحاقیہ، جونا مارکیٹ کراچی  
مکتبہ نعمانیہ، مکتبہ اسلامیہ، بری کالونی لائڈھی کراچی  
مکتبہ سید احمد شہید، مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور۔  
امداد اللہ اکیڈمی، مکتبہ اصلاح و تبلیغ مارکیٹ حیدر آباد سندھ  
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، مکتبہ اسلامیہ، مکتبہ حقانیہ کونہ بلوچستان

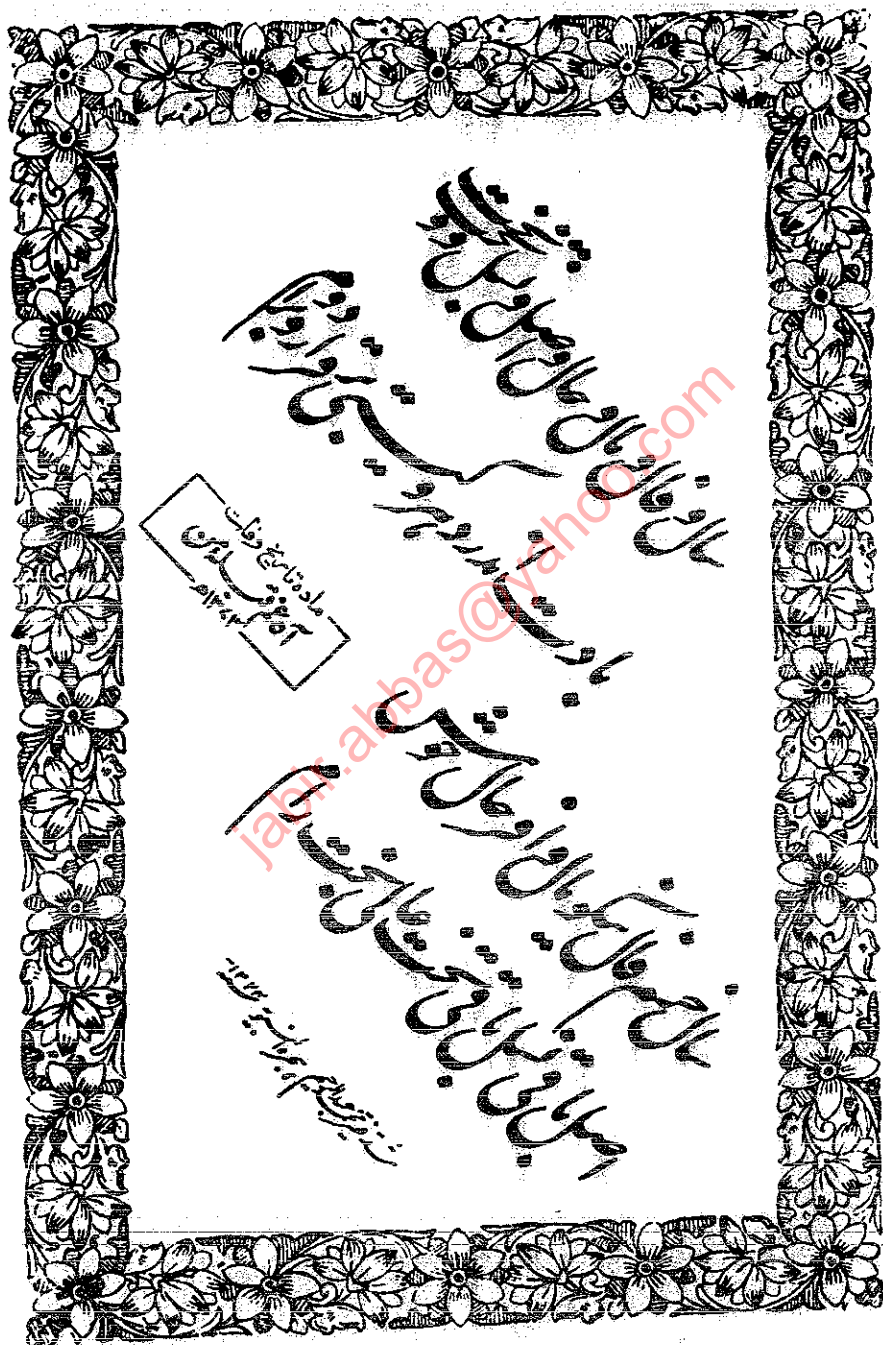
## فہرست ابواب

صفحہ نمبر	عنوان
۵	پیش لفظ.....
۱۵	باب اول - حسب و نسب، تعلیم و تربیت.....
۱۶	نام و نسب.....
۱۸	ولادت، تعلیم و تربیت.....
۲۳	طبقات شیوخ.....
۲۶	حافظ ابن حجر عسقلانی سے تلمذ کی نوعیت.....
۲۸	اجازت عامہ کی حیثیت.....
۲۹	حافظ سخاوی سے استفادہ.....
۳۲	سیوطی اپنے اساتذہ کی نظر میں.....
۳۹	حج اور دعا.....
۴۰	قیام مکہ.....
۴۰	سلوک و تصوف کی تحصیل اور بیت اللہ میں اجازت و خلافت سے سرفرازی.....
۴۳	باب دوم - درس و تدریس اور خلوت گزینی.....
۴۳	ابن ظہیرہؒ کی مجلس ختم بخاری میں شرکت.....
۴۳	درس و تدریس.....
۴۴	اطلاع حدیث.....
۴۷	اطلاع لغت.....
۴۷	افتاء میں احتیاط.....



صفحہ نمبر	عنوان
۴۹	قاضی القضاۃ کے عہدہ پر انتخاب.....
۵۱	خانقاہ پُرسیدہ میں مشیختہ التصوف کے منصب پر تقرر.....
۵۹	شاہان وقت سے تعلقات.....
۶۵	سیر و سیاحت.....
۶۶	خلوت گزینی و یاد الہی.....
۶۸	وفات.....
۷۳	باب سوم - اخلاق و عادات.....
۷۳	عبادت و ریاضت.....
۷۳	استغناء و بے نیازی.....
۷۴	فضل و کمال.....
۷۵	حافظہ.....
۷۷	وسعت نظر.....
۸۱	ہفت علوم میں مہارت.....
۹۱	جامع شریعت و طریقت.....
۹۳	شعر و شاعری.....
۹۴	معاصرانہ چشمک.....
۱۰۴	اجتہاد کا دعویٰ.....
۱۱۱	مجدد عصر ہونے کا دعویٰ.....
۱۱۷	باب چہارم - تصنیفات و تالیفات.....
۱۱۷	زود نویسی و زود تالیفی.....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۹	تصنیفی زندگی میں سرحد کا الزام.....
۱۲۴	انداز تصنیف و تالیف.....
۱۲۴	تصانیف کے متعلق اہل علم کی آراء.....
۱۲۹	سیوطی کی تصانیف میں رطب ویابس کا الزام اور اس کی حقیقت.....
۱۳۴	تالیفات سیوطی کا اقسام ثلاثہ.....
۱۳۶	کثرت تصانیف کے اسباب.....
۱۳۹	تصانیف کی تعداد.....
۱۴۱	شہرت و قبولیت.....
۱۴۲	تصانیف کی شہرت و قبولیت.....
۱۴۵	تصانیف سے اہل علم کا اعتناء.....
	باب پنجم - تفسیر، حدیث، فقہ، لغت و عربیت، سیر
۱۴۹	تاریخ و تذکرہ کی مشہور و متداول کتابوں پر تبصرہ.....
۲۲۷	باب ششم - مؤلفات سیوطیؒ کے فہرست نگاروں پر ایک نظر
۲۳۱	تالیفات سیوطیؒ کے ہفتگانہ اقسام.....
	باب ہفتم - تالیفات سیوطیؒ
	موضوعی اور حروف تہجی پر مرتب فہرستیں
	فہرست مآخذ و مراجع
	مؤلف کا تعارف.....



بسم الله الرحمن الرحيم

یہ ایک بین الاقوامی علمی شہرت کی مالک شخصیت کی دینی، فکری، علمی و تحقیقی خدمات کا تذکرہ ہے جس نے متداول و مشہور اسلامی علوم و فنون میں اپنی تالیفات کا نادر و بیش بہا ذخیرہ اہل علم کے لئے یادگار چھوڑا جو بایں ہمہ وسعت و ترقی علوم و فنون، آج بھی ہر عالم و محقق کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ مبالغہ نہ ہو گا کہ نویں صدی ہجری کے بعد سات علوم ۱- تفسیر ۲- حدیث ۳- فقہ ۴- نحو ۵- معانی ۶- بیان ۷- بدیع، جن میں سیوطیؒ کو اجتہاد کا دعویٰ تھا کسی زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں مل سکے گی جس میں علامہ موصوف کی کسی کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔ علامہ موصوف کی شخصیت افادۂ علمی، وسعت نظر، کثرت معلومات، کثرت تالیفات اور اختصار علم میں مثالی شخصیت کی حیثیت اختیار کر گئی تھی، چنانچہ مذکورہ بالا صفات کی جامع شخصیت کو آخری دور میں ”سیوطی دوراں“ کے لقب سے یاد کیا جانے لگا تھا، علامہ مغرب حافظ محمد بن عبد السلام ناصری التونی ۱۲۲۹ھ نے اپنے استاد، صاحب تاج العروس حافظ سید مرتضیٰ بلخامی تم الزبیدی التونی ۱۲۵۵ھ کو ”رحلۃ الحجازیہ“ میں ”ہو سیوطی زمانہ“ (وہ اپنے زمانہ کا سیوطی تھا) کے الفاظ سے یاد کیا ہے (۱)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی مفصل سوانح حیات ”کتاب التحدیث بمعمرۃ اللہ“ میں قلمبند کی تھی۔ جسے مستشرقہ مریم سارتن (E M, SARTAIN) نے "JALALUKKIN AL SYUTI-BIOGRAHY AND BACKGROUND" کے

(۱) عبدالحی الکتانی، فہرست الفہارس والأثبتات، معجم المعاجم والأشبات، المسلسلات، تحقیق احسان عباس، ط ۲۰، بیروت، دار التراث الاسلامی، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۱ء، ج ۱ ص ۵۳۰۔



نام سے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ یہ کتاب ۱۹۵۷ء میں یکمیرج یونیورسٹی پریس سے دو جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔ پہلی جلد ”کتاب التحدیث بحمدہ اللہ“ کے عربی متن پر اور دوسری جلد انگریزی میں موصوفہ کی تشریحی تحقیقات پر مشتمل ہے۔

موصوف کے دو نامور شاگرد شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداودی المالکی التوفی ۹۵۰ھ نے سیوطی کے حالات میں ایک ضخیم کتاب لکھی تھی اس لئے الداودی نے سیوطی کا تذکرہ طبقات المفسرین میں نہیں کیا۔ دوسرے شاگرد شیخ عبدالقادر بن احمد الشاذلی المالکی التوفی ۹۴۵ھ نے ”بہجة العابدین بترجمة جلال الدین“ لکھا تھا۔ یہ دونوں تذکرے شائع نہیں ہوئے، ان کے علاوہ اس زمانے میں بھی موصوف کے حالات میں چھوٹی موٹی کتابیں جیسے عبدالوہاب حمودہ کی ”صفحات من تاریخ مصر فی عصر السیوطی“ مصر ۱۳۱۲ھ عربی میں شائع کی گئی ہیں۔ لیکن وہ تحقیقی اور جامع نہیں۔

علامہ سیوطی نے اپنے اور اپنے آباء و اجداد کے مختصر حالات ”حسن الحاضرة“ میں قلمبند کئے ہیں، یہی تذکرہ نگاروں کا بیادای مآخذ ہیں، سیوطی کی تالیفات پڑھ کر کسی نے تحقیقی کتاب مرتب کی ہو ایسی کتاب میرے علم میں نہیں، یہی وجہ ہے کہ علامہ موصوف کے حالات اختصار سے ملتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی کی سب سے بڑی خوبی جو انہیں اپنے ہمعصروں میں ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کتابوں سے عقیدہ متنبہ و بدعقیدہ و مخالف، مصنف، مدرس، محقق اہل علم و ارباب قلم کو ان کی چھوٹی بڑی ہر کتاب

سے کم و بیش اعتناء رہا ہے۔

علامہ سیوطی کی زندگی میں ان کے برملا علمی دعووں اور نامور معاصرین کی شدید مخالفت کے باوجود نہ ان کے علمی مرتبہ اور شہرت میں کمی آئی نہ ان کی تالیفات کی قبولیت میں کوئی فرق پڑا، بلکہ علمی معرکہ آرائی سے ان کی علمی وسعت نظر کا چرچا ہوا، ان کی تالیفات جیسے پہلے نقل کی جاتی، کرائی جاتی، پڑھی جاتی، پڑھائی جاتی اور دوسرے اسلامی ملکوں میں پہنچائی جاتی تھیں اس کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ورق دو ورق کی کتاب بھی (جیسے ریح النسرین فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرين وغیرہ ہیں) اہل علم کے لئے حرز جاں بنتی رہی اور اب بھی وہ تحقیق کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں، ان کا پانچ سو سالہ جشن منایا جاتا ہے اور یوں ان کے علمی کارناموں پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے، اسلامی جامعات میں ان کے مختلف علمی کارناموں پر ڈاکٹریٹ کر لیا جاتا ہے، نامور محققین ان کی کتابوں پر تحقیق کرتے ہیں، یہ سب ان کی علم سے محبت و شغف، حسن نیت، خلوص ولہیت اور خلق خدا کو علوم نبوت سے بہرہ ور کرنے کی انتھک کوشش اور لگن کا صلہ ہے جو انہیں اس دنیا میں مل رہا ہے۔

یہ کہنا جاہے علامہ سیوطی کو علمی استحضار، کثرت تالیفات و حسن قبول میں جیسی سرفرازی حاصل ہے ان کے ہم عصروں میں کسی کو نصیب نہیں۔  
ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل عظیم۔

اردو زبان میں ایسی جامع شخصیت پر تحقیقی انداز میں بہت کم لکھا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جلال الدین سیوطی پر اردو میں کوئی مختصر و جامع تذکرہ موجود نہیں

‘میں نے موصوف کی علمی زندگی اور تحقیقی خدمات پر تحقیقی مقالات لکھے تھے جو آج سے چوالیس برس پہلے ہندوستان کے مشہور مؤقر علمی رسالہ ”معارف“ اعظم گڈھ‘ شمارہ ۲-۶ جلد ۹۵‘ فروری-جون ۱۹۶۵ء اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے ماہنامہ ”الرحیم“ شمارہ نمبر ۹-۱۰ جلد ۲‘ رمضان‘ شوال ۱۳۸۲ھ‘ شمارہ ۱۰‘ جلد ۳- محرم ۱۳۸۵ھ میں شائع کئے گئے اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گئے تھے‘ بعض علمی شخصیات نے میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غففر صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے) اور انہیں ظاہری و باطنی کمالات سے سرفراز کرے) کو اس کی اشاعت پر توجہ دلائی وہ اسے شائع کرنے لگے‘ میں نے عرض کیا کہ اس حالت میں اسے شائع کرنا مناسب نہیں‘ مجھے اس پر نظر ثانی کرنے کی مہلت دیجئے‘ وہ آمادہ ہو گئے‘ چھٹیوں میں ان مقالات کو لیکر جامعہ بایروکانو (BAYERO UNIVERSITY KANO) تاجیریا آگیا‘ اپنی مصروفیات کی وجہ سے فوری طور پر نظر ثانی نہ کر سکا مگر انکا تقاضا ہوتا رہا آخر وقت نکال کر دیکھنا شروع کیا اور مراجع سے مراجعت کی تو یوں سمجھئے کہ علامہ موصوف کو پھر سے پڑھا اور لکھا‘ کہیں ترمیم کہیں اضافہ کیا‘ خاص طور پر ان کی مشہور تصانیف کا تعارف کرایا ان پر تبصرے لکھے‘ ان کی تالیفات کی موضوعی اور ابوالی فہرستیں بڑھائیں اور اس طرح کئی ابواب کا اضافہ ہوا‘ اس لئے کہ ان کی شہرت کی بنیادی وجہ ان کی تالیفات کی جامعیت‘ قبولیت و شہرت ہے‘ یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا روحانی فیض ہے کہ مختلف مصروفیات کے باوجود گاہ بگاہ یہ کام بھی ہوتا رہا اور کسی نہ کسی طرح محمد اللہ اس میں گونا گون معلومات کا اضافہ ہوتا گیا۔

عصر حاضر کے محققین نے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لکھا، ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے مختصر حالات تحقیقی انداز میں قلمبند کئے جاتے، ان کے علمی کارناموں کا کافی الجملہ تعارف کرایا جاتا، ان کی تصانیف پر قدرے روشنی ڈالی جاتی، تاکہ اہل علم اور عام پڑھے لکھے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے، مجھے امید ہے کہ اردو ادب میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی زندگی کے حالات اور ان کے دینی و علمی کارناموں کے سلسلہ میں یہ کوشش انشاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔

اس کتاب میں جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کا واحد سبب میری کوتاہیاں ہیں اور جو خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ علامہ سیوطیؒ کی حسنت کا فیضان ہیں، اپنی کوتاہی اور مصروفیات کے باوجود یہ کتاب سات ابواب میں مکمل ہوئی، اس کی تکمیل و اشاعت میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا ہے ورنہ میں کیا ہوں، مجھ سے کیا ہو سکتا ہے۔ اس دور کے ثقافتی اور سیاسی حالات اور علامہ موصوف کے اساتذہ اور تلامذہ کے تذکرہ کی کمی کو انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں پورا کیا جائے گا۔

میں اس کتاب کو جے پور (راجستان ہندوستان) کے خادم قرآن و خوشنویس میرے تایا حافظ عبدالکریم صاحب سوداگر التتویٰ ۱۱ شعبان ۱۴۲۵ھ، ۶ جولائی ۱۹۴۶ء کے نام معنون کرتا ہوں، جن کی زبان تلاوت قرآن سے تررہتی تھی۔

رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى  
وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ. وَاَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي اِنِّي  
تُبْتُ إِلَيْكَ وَاِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (الاحقاف)



اے میرے پروردگار مجھے اس بات پر ہمیشہ قائم رکھ کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا کی اور اس پر کہ میں نیک کام کرتا رہوں کہ تو خوش ہو، اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صالحیت پیدا کر، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

فالحمد لله اولاً و آخراً و به تتم الصالحات

محمد عبدالجلیم چشتی

خادم قسم التخصص في علم الحديث النبوي الشريف

جامعة العلوم الاسلاميه عوري ثان كن كراچي

C-23 جامعہ نگر۔ جامعہ کراچی

۹ رجب ۱۴۲۰ھ - ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء

## علامہ جلال الدین سیوطیؒ

### باب اول

### حسب و نسب، تعلیم و تربیت

متاخرین علمائے اسلام میں علامہ سیوطیؒ کو اپنی علمی خدمات کی بناء پر جو شہرت اور قبولیت حاصل رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ وہ نہایت باکمال ائمہ فہن میں سے تھے فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ولایت کی گئی تھیں درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء، رشد و ہدایت، تقویٰ و طہارت میں انہیں کمال حاصل تھا، علامہ موصوف نامور مصنف، بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مورخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ اس عصر کے مجدد بھی تھے، علامہ موصوف کے دو نامور شاگرد شیخ عبدالقادر بن محمد شاذلی مصری التوفی ۹۳۵ھ اور شیخ محمد بن علی داودی مصری التوفی ۹۴۵ھ نے ان کی مستقل سوانح عمریاں لکھی تھیں، جو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئیں بعد کے تذکرہ نگاروں نے ان کے حالات سے پورا اعتناء نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ تذکرہ کی کتابوں میں ان کے حالات نہایت اختصار سے ملتے ہیں۔ ہم نے اس مقالہ میں نہایت تفصیل و تلاش کے بعد جو حالات و واقعات جمع کئے ہیں وہ ہدیہ ناظر ہیں۔

## نام و نسب

عبدالرحمن نام، ابو الفضل<sup>(۱)</sup> کنیت، جلال الدین لقب اور ابن الکلب<sup>(۲)</sup> عرف ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے: عبدالرحمن بن کمال الدین<sup>(۳)</sup> ابی بکر بن محمد بن

(۱) مورخ نجم الدین محمد غزی شافعی المتوفی ۶۱۰ھ نے الکواکب السارہ فی اعیان المائتہ العاشرہ طبع بیروت جلد ۱ ص ۲۲۶ میں تصریح کی ہے کہ موصوف ایک مرتبہ اپنے استاد قاضی القضاۃ شیخ عز الدین احمد بن ابراہیم کنانی حنبلی المتوفی ۶۷۸ھ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے ان سے پوچھا کہ کنیت کیا ہے موصوف نے عرض کی کچھ نہیں۔ شیخ کنانی نے فرمایا تمہاری کنیت ابو الفضل ہے اور اپنے قلم سے یہ کنیت لکھی پھر یہی کنیت مشہور ہو گئی۔

(۲) اس عرف کی وجہ بھی نہایت عجیب ہے، مشہور تذکرہ نگار شیخ محی الدین عبدالقادر عیدروی المتوفی ۱۰۳۸ھ انور السافر عن اخذ القرن العاشر طبع بغداد ۱۳۵۳ھ ص ۵۴ میں رقم طراز ہیں۔ علامہ سیوطی کے والد شیخ کمال الدین نے ایک موقع پر اپنی بیوی سے کسی کتاب کو اٹھا کر لانے کے لئے کہا، وہ کتاب لینے کے لئے گئیں، اتنے میں دروازہ شروع ہوا اور ان کی ولادت ہو گئی، اس لئے ابن الکلب عرف ہو گیا، مصنفین اسلام میں غالباً علامہ سیوطی ہی اس عرف میں منفرد و مشہور ہیں۔

(۳) شیخ کمال الدین المتوفی ۸۵۵ھ شیخ الاسلام، فقیہ، شمس الدین محمد قلابانی المتوفی ۸۵۰ھ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کے تلمیذ بلند پایہ ادیب، سحر طراز خطیب، نامور مدرس، مصنف اور اسیوط کے مشہور قاضی تھے، ان کے اثر و سونگ کا یہ حال تھا کہ جب ۸۴۵ھ میں مستکفی باللہ ابو الریح سلیمان المتوفی ۸۵۴ھ سریر آرائے خلافت ہوا تو اس کی بیعت کا محضر نامہ موصوف نے مرتب کیا تھا، خلیفہ نے ان کو اپنا امام صلوٰۃ بھی مقرر کر دیا تھا۔ علامہ سیوطی کے خاندان میں علم کی خدمت ان ہی کے حصہ میں آئی تھی، موصوف کے حالات کے لئے دیکھو۔ (۱) الضوء الملمع ج ۱ ص ۵۲، ۷۳ (۲) التہ المسبوک فی ذیل السلوک (جاری ہے)

باب اول

(۱۷)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

سابق الدین بن فخر الدین بن عثمان بن ناظر ابن محمد بن سیف الدین خضر بن فخر  
الدین ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن ہمام (۱) الخفیری (۲) الاسیوطی  
الشافعی (۳)

(بقیہ گزشتہ صفحہ) طبع یولاق مصر ۱۸۹۶ھ ص ۳۵۶، ۳۵۷ (۳) بغیۃ الوعاة فی طبقات  
اللغویین والنحاة ص ۲۰۶ (۴) حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ طبع مصر ۱۲۹۹ھ ج ۱ ص  
۲۵۱، ۲۵۲ (۵) نظم العقیان فی اعیان الاعیان طبع نیویارک ۱۹۲۷ء ص ۹۶، ۹۷ (۶)  
شذرات الذہب ج ۷ ص ۲۸۳، ۲۸۵

(حاشیہ صفحہ ہذا) (۱) شیخ ہمام الدین کا شمار وقت کے نامور صوفیہ میں تھا علامہ سیوطی کا بیان ہے  
اماجد الاعلیٰ ہمام الدین فکان من اهل الحقیقة ومن مشایخ الطریق و سیاتی  
ذکرہ فی قسم الصوفیۃ

میرے جد اعلیٰ ہمام الدین کا شمار مشائخ طریقت اور اہل حقیقت میں تھا ان کا تذکرہ صوفیہ  
کے باب میں آئے گا۔

لیکن حسن المحاضرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ”ذکر من کان بمصر من الصلحاء  
والزہاد والصوفیۃ“ میں علامہ سیوطی سے ان کا تذکرہ رہ گیا ہے ان کے علاوہ خاندان  
کے دوسرے افراد حکومت کے بڑے بڑے مناصب پر ممتاز ہوئے اور بعض نے تجارت بھی  
کی گویا اس خاندان میں درویشی کمارت تجارت اور علم سب جمع تھے۔

(۲) خفیریہ بغداد میں ایک محلہ کا نام ہے خفیری اس طرف نسبت ہے اس سے ثابت ہوتا  
ہے کہ یہ خاندان بغداد سے آکر مصر میں آباد ہوا تھا علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں  
بصرہ لکھا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عجمی تھے مورخ سلطانی اور عیدروسؒ نے علامہ سیوطی کی  
والدہ کو بھی ترکی کنیز بتایا ہے جس سے ان کے عجمی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (جاری ہے)

## ولادت و تعلیم و تربیت

علامہ سیوطیؒ یکم رجب مطابق ۳ اکتوبر ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، ناز و نعمت میں پلے بڑھے، ان کے والد خلیفہ وقت کے امام

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) (۳) سیوط اور اسیوط مصر میں نیل کے غری جانب ایک نہایت قدیم بارونق اور زر خیز شہر ہے، سید مرتضیٰ بلگرامی کا بیان ہے۔

قلت: أما المشهور على الألسنة العامة من أهلها سيوط كصور - و على الألسنة الخاصة اسيوط بالفتح و على الاخير اقتصر ياقوت في معجمه - قلت وقد دخلتها و شاهدت من عجائبها و هي في سفح الحبل الغربي المشتمل على اسرار و غرائب الف فيها الكتب ولهذه المدينة تاريخ حافل في مجلدين ألفه الحافظ جلال الدين عبدالرحمن خاتمة المتأخرين في سائر الفنون (تاج العروس ماده س، و ط)

میں کہتا ہوں، عوام اہل سیوط کی زبان پر سیوط و وزن صبور مشہور ہے اور خواص کی زبان پر اسیوط بالفتح ہے، یاقوت نے معجم البلدان میں موخر الذکر بیان پر اکتفاء کیا ہے، میں یہاں دو مرتبہ گیا ہوں اور میں نے عجیب و غریب امور کا مشاہدہ کیا ہے یہ مغرب کی جانب دامن کوہ میں واقع ہے یہاں عجائب و غرائب دیکھنے میں آتے ہیں اس کے حالات میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں، خاتمة المتأخرین فی سائر الفنون حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر اسیوطی نے اس شہر کی دو جلدوں میں نہایت جامع تاریخ لکھی ہے۔

سید مرتضیٰ بلگرامی ثم الزبیدی نے اس کتاب کا نام نہیں لکھا علامہ سیوطی نے خاص اسیوط کے حالات میں جو کتاب لکھی ہے اس کا نام مضبوط فی اخبار اسیوط ہے

(کتاب التحدیث بحکمۃ اللہ ص ۱۲-۱۶)



صلوٰۃ تھے، اس لئے ان کا نشوونما قصر شاہی میں ہوا تھا۔

علامہ سیوطی کا بیان ہے :

اما نحن فلم تنشأ الا في بيته و فضله (۱)

ہم قصر شاہی میں شاہ وقت کے سایہ شفقت میں پلے بڑھے۔

ابھی وہ پانچ برس کے تھے اور قرآن مجید سورہ تحریم تک پڑھا تھا کہ پدر بزرگوار شیخ کمال الدین کا انتقال ہو گیا شیخ موصوف کو فرزند دلپسند کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال تھا اس لئے انہوں نے انتقال سے پیشتر اپنے دیرینہ دوست شیخ شہاب الدین بن الطبرخ اور محقق ابن ہمام کو ان کی تعلیم و تربیت اور نگرانی کی وصیت کی تھی چنانچہ خورد و نوش کی کفالت اور نگرانی کا کام شیخ ابن الطبرخ نے انجام دیا اور محقق ابن ہمام نے کم و بیش چھ برس تک ان کی تعلیم و تربیت کی جانب خاص توجہ کی، ان کو جامع شیخونہ میں داخل کر لیا (۲) جہاں کے اساتذہ نے ان کو محنت و محبت سے پڑھایا۔

(۱) ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء طبع قاہرہ ۱۹۵۲ء ص ۵۱۲

(۲) محقق ابن ہمام کو شیخ ابو بکر کمال الدین نے قدیم تعلقات کی بناء پر ان کے فرزند علامہ سیوطی سے بڑی محبت تھی وہ ان کو بیمار کرتے تھے اور شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ حافظ سید نور شاہ کشمیری السنو فی ۳۵۲ھ فیض الباری ج ۴ ص ۳۴۳ میں فرماتے ہیں۔

كان الشيخ كمال الدين ابو السيوطي اوصى الشيخ ابن الهمام ان ينظر في

امرابنه و يتعاهده بعده فكان السيوطي في حجره و كان الشيخ يمسح رأسه

علامہ سیوطیؒ کے والد ماجد شیخ کمال الدین نے شیخ ابن ہمام کو اس کی وصیت کی تھی کہ وہ ان

کے بعد سیوطی کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتے رہیں گے، اس لئے علامہ سیوطی کی (جاری ہے)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۲۰)

باب اول

علامہ سیوطیؒ کا حافظہ نہایت قوی تھا، انہوں نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، پھر العمده، المنہاج اور الفیہ لن مالک وغیرہ کو یاد کیا، اور وقت کے نامور فرضی (ماہر علم میراث) شیخ شہاب الدین شار مساجی المتوفی ۸۶۵ھ سے علم فرائض کی تحصیل کی شیخ علم الدین بلقینی المتوفی ۸۶۸ھ سے فقہ پڑھی، علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

لازمته فی الفقہ الی ان مات (۱)

موصوف کی وفات تک فقہ میں ان سے استفادہ کرتا رہا  
شیخ شرف الدین یحییٰ مناوی المتوفی ۸۷۱ھ سے منہاج کا کچھ حصہ پڑھا  
اور شرح البھیہ کے چند سبق کا سماع کیا، تفسیر بیضاوی بھی ان ہی سے پڑھی، شیخ تقی الدین ابو العباس احمد شمشی المتوفی ۸۷۲ھ سے حدیث اور عربیت کی تعلیم پائی، چنانچہ ان کا بیان ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (علمی) ترمذی لن ہمام کی آغوش میں ہوئی وہ پیار سے ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرتے تھے۔

علامہ سیوطیؒ کو بھی شیخ موصوف سے خاص تعلق تھا بغیۃ الوعاة (طبع مصر ۱۳۲۶ھ ص ۷۱ میں ان کے وصی ہونے کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے ان کے الفاظ ہیں)  
کان احد الاوصیاء علی موصوف میرے نگرانوں میں سے تھے  
(حاشیہ صفحہ ۱۸۱) (۱) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

سمعت عليه قطعة كبيرة من المطول ومن التوضيح لابن هشام

قرأه تحقيق و سمعت و قرأت عليه في الحديث عدة اجزاء (۱)

میں نے مطول کے بڑے حصہ کا ان سے سماع کیا اور ابن هشام کی توضیح بڑی تحقیق سے پڑھی اور حدیث میں متعدد اجزاء کا ان سے سماع کیا اور پڑھا۔

شیخ محی الدین محمد بن سلیمان کافيجی التوفی ۸۷۹ھ سے معانی و بیان، اصول و تفسیر کی تکمیل کی اور شیخ عبد القادر بن ابی القاسم انصاری مالکی التوفی ۸۸۰ھ سے حدیث پڑھی، علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

قرأت عليه جزء الامالي لابن عفان (۲)

میں نے موصوف سے امالی حافظ ابن عفان (التوفی ۲۲۰ھ) کے چند اجزاء پڑھے

محقق دیار مصر شیخ سیف الدین محمد بکتسری التوفی ۸۸۱ھ سے کشف، توضیح، تلخیص، المفتاح اور رسالہ عضدیہ وغیرہ پڑھا ہے، جن نامور محدثین سے موصوف کو روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے ان کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہیں، جن میں شیخ صلاح الدین محمد ابی عمر التوفی ۸۷۰ھ کے آخری شاگرد شیخ ابن مقبل حلبی التوفی ۸۷۰ھ جیسے نامور مسند و قت بھی ہیں، چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں سند عالی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس دور میں ایسی عالی سندیں جن میں رسول اللہ ﷺ تک دس واسطے ہوں بہت ہی کم پائی جاتی ہیں، اور بطور مثال جو روایت نقل کی ہے وہ شیخ محمد بن مقبل کی سند سے کی ہے جس کے

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاة ص ۱۶۲

(۲) ایضاً کتاب مذکور ص ۳۱۰

الفاظ یہ ہیں۔

لم يقع لنا بذلك الا احاديث قليلة جدا في معجم الطبرانی الصغير  
اخبرني مسند الدنيا ابو عبدالله محمد بن مقبل الحلبي اجازة مكتوبة  
منها في رجب سنة ثمانمائة وتسعة وستين عن محمد بن ابراهيم ابن  
ابي عمر المقدسي وهو آخر من حدث عنه بالاجازة الخ (۱)  
(اس قسم کی چند) عالی اسناد حدیثیں ہمیں صرف معجم صغیر طبرانی میں ملی ہیں جن

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۰ھ ص ۱۸۴۔ یہاں یہ  
بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ مقبلی ان خوش نصیب محدثین میں سے ہیں جن کو  
ابن الدین حلبی کی حسب خواہش شیخ صلاح الدین ابن ابی عمر نے ایسے وقت میں روایت  
حدیث کی اجازت دی تھی جب یہ کل سال بھر کے تھے، کیونکہ ان کا سال ولادت ۷۶۷ھ  
اور محدث صلاح بن ابی عمر کا سال وفات ۸۰۷ھ ہے، مورخ محمد بن عبدالرحمن سخاوی  
اتوفی ۹۰۲ھ الضوء للمامع ج ۱۰ ص ۵۳ میں رقم طراز ہیں۔

اجازله فی استدعاء البرهان الحلبي سنة و ثمانون نفسمانهم صلاح بن ابی عمرو  
موصوف کو برہان الدین حلبی کی استدعا پر چھپاسی مسندیں سے اجازت ملی تھی جن میں سے  
صلاح بن ابی عمر بھی تھے۔

علامہ سیوطیؒ نے شیخ محمد بن مقبلؒ حلبی کی سند سے ایک روایت بغیۃ الوحاۃ ص ۲۷۱  
میں بھی نقل کی ہے ان کے حالات ملاحظہ ہوں الضوء للمامع ج ۱۲ ص ۵۳۔ فرس الفہارس  
والاثبات، طبع فاس ۱۳۶۱ھ ج ۲ ص ۴۱۳۔ نیز فوائد جامعہ برعالمہ نافعہ، از راقم السطور طبع  
کراچی ۱۹۶۳ء ص ۷۶ و ۷۸

کو میں مسند دینا ابو عبد اللہ محمد بن مقبل حلبی کی سند سے جو مجھ کو موصوف نے ۸۶۹ھ میں مکاتبۃ (تحریری) دی تھی روایت کرتا ہوں شیخ محمد حلبی شیخ محمد بن ابراہیم بن ابی عمر مقدسی سے اجازۃ آخری راوی ہیں۔

### طبقات شیوخ

علامہ سیوطی کو جن شیوخ حدیث سے روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی وہ ان کے تلمیذ شیخ عبد الوہاب شعرائی کے بیان کے مطابق حسب ذیل چار طبقات میں منقسم ہیں۔

پہلا طبقہ وہ ہے جو فخر الدین ابوالحسن بن علی مقدسی المعروف بابن البخاری المتوفی ۶۹۰ھ حافظ شرف الدین عبدالمومن بن خلق دمیاطی المتوفی ۸۰۸ھ امام محمد بن الوزراء المعروف بوزیرہ المتوفی ۸۱۶ھ شہاب الدین احمد بن ابی طالب المعروف بحجاز المتوفی ۸۳۰ھ مسند شام شیخ سلیمان بن حمزہ مقدسی المتوفی ۸۱۵ھ اور زین الدین ابو نصر ابراہیم بن عبد الرحمن المعروف بابن الشیرازی المتوفی ۸۱۴ھ جیسے بلند پایہ محدثین کے شاگردوں پر مشتمل ہے جن سے موصوف کو روایت حدیث کی سعادت حاصل ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو سراج الدین بلقینی المتوفی ۸۰۵ھ اور حافظ ابو الفضل عراقی جیسے حفاظ و محدثین سے روایت کرتا ہے اور ان سے علامہ سیوطی کو حدیث روایت کرنے کا فخر حاصل ہے، علو اسناد میں یہ طبقہ پہلے طبقہ سے فروتر ہے۔

تیسرا طبقہ شرف الدین ابو طاہر محمد بن عزالدین المعروف بابن الکواکب المتوفی ۸۲۱ھ وغیرہ کے تلامذہ پر مشتمل ہے یہ طبقہ مرتبہ میں دوسرے طبقہ سے کمتر ہے۔

چوتھا طبقہ وہ ہے جو شیخ ابو زرہ ابن زین الدین عراقی اور ابن الجزری جیسے حفاظ و محدثین سے روایت کرتا ہے، ان کی تعداد زیادہ ہے، لیکن ان کی سند سے

باب اول

(۲۴)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

سیوطی نے صرف علماء یا تخریج و تالیف میں کوئی روایت نہیں کی ہے۔<sup>(۱)</sup>  
 علامہ سیوطی کے زمانہ تک مسلم خواتین میں علوم اسلامیہ کا چرچا تھا،  
 اس دور کی جن باکمال محدثہ خواتین سے علامہ سیوطی کو روایت و سماع حدیث کا  
 شرف حاصل ہے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) خدیجہ بنت عبد الرحمن بن علی عقیلی (وفات ۸۷۶ھ) (۲)

(۲) آسیہ بنت جابر اللہ بن صالح طبری (وفات ۸۷۳ھ) (۳)

(۳) صفیہ بنت یاقوت مکیہ (وفات ۸۷۲ھ) (۴)

(۴) رقیہ بنت عبد القوی بن محمد جانی (وفات ۸۷۴ھ) (۵)

(۵) ام حبیبہ زینب بنت احمد بن محمد بن موسیٰ سوکی (وفات ۸۷۶ھ) (۶)

(۶) کمالیہ بنت احمد بن ناصر مکی (وفات بعد ۸۶۵ھ) علامہ سیوطی نے ان کی (۷)

سند سے ایک روایت بغیرہ الوعاة کے باب المنقی من احادیث النحاة میں نقل کی ہے۔

(۷) ام الفضل ہاجر بنت اشرف مقدسی (۸) (وفات ۸۷۴ھ) علامہ سیوطی نے

۸۷۰ھ میں ان سے حدیث کا سماع کیا، ان کی سند سے تدرب الراوی طبع مصر

(۱) ملاحظہ ہو فرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۴

(۲) موصوفہ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو الضوء للمراجع ج ۱۲ ص ۴۸ کتاب التحدث بجمعة اللہ ص ۴۳-۴۰

(۳) ایضاً کتاب مذکور ج ۱۲ ص ۲

(۴) ایضاً ج ۱۲ ص ۷۱ و ۷۲

(۵) ایضاً ج ۱۲ ص ۳۴

(۶) ایضاً ج ۱۲ ص ۴۰

(۷) ایضاً ج ۱۲ ص ۱۱۹

(۸) موصوفہ کے حالات کیلئے ملاحظہ ہو الضوء للمراجع ج ۱۲ ص ۱۳۲

- ص ۸۷ اور بغیۃ الوعاة باب المنتقی من احادیث النحاة میں کئی حدیثیں نقل کی ہیں۔
- (۸) خدیجہ بنت علی بن الملقن (وفات ۸۷۳ھ) (۱) بغیۃ الوعاة کے باب المنتقی میں کئی روایتیں ان کی سند سے بھی منقول ہیں۔
- (۹) صالحہ بنت علی بن الملقن (وفات ۸۷۶ھ) (۲)
- (۱۰) سارہ بنت محمد بالسی (وفات ۸۶۹ھ) (۳)
- (۱۱) ام ہانی بنت ابی الحسن ہوریتی (وفات ۸۷۱ھ) (۴) بغیۃ الوعاة کے باب المنتقی میں ان کی سند سے متعدد روایتیں مذکور ہیں۔
- (۱۲) کمالیہ بنت محمد بن مرجانی (وفات ۸۸۰ھ) (۵)

مذکورہ بالا محدثات کے علاوہ چند اور محدثین عصر سے بھی علامہ سیوطی نے باب المنتقی من احادیث النحاة میں کئی روایتیں نقل کی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

- (۱) نشوان بنت عبد اللہ عسقلانی (وفات ۸۸۰ھ) (۶)
- (۲) امۃ الخلق بنت عبد اللطیف عقبی قاہری (۷)
- (۳) امۃ العزیز بنت محمد انبالی (۸)
- (۴) فاطمہ بنت علی البالیسی (وفات ۸۶۹ھ) (۹)

(۱) ایضاً ص ۲۹

(۲) ایضاً ص ۷۰

(۳) ایضاً ص ۷۳

(۴) ایضاً ص ۱۸۷

(۵) ایضاً ص ۱۲۱

(۶) ایضاً ص ۱۳۰

(۷) ایضاً ص ۹

(۸) ایضاً ص ۱۰

(۹) ایضاً ص ۹۶



علامہ سیوطیؒ کو جن بہت سے شیوخ سے روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے ان کو موصوف نے معجم الشیوخ میں نام بہ نام گنایا ہے۔ اور لکھا ہے

ولم اکثر من سماع الروایة لا شتغالی بما هو اہمّ وهو قراءة الدرایة

میں نے حدیث کا زیادہ سماع اس لئے نہیں کیا کہ میں حدیث کو سمجھ کر پڑھنے میں مصروف تھا جو اس سے زیادہ اہم کام تھا۔

### حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے تلمذ کی نوعیت

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے علامہ سیوطیؒ کا تلمذ علماء کا خاص موضوع بحث رہا ہے کیونکہ شیخ ابن حجر عسقلانی کا انتقال ۸۵۲ھ میں ہوا تھا اور علامہ سیوطیؒ کی ولادت ۸۴۹ھ میں ہوئی تھی (جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے) اس حساب سے حافظ ابن حجر عسقلانی کی وفات کے وقت ان کی عمر تین سال کی قرار پاتی ہے اس عمر میں کوئی کیا پڑھ سکتا ہے اس بناء پر حافظ ابن حجر سے ان کے تلمذ میں علماء کا اختلاف ہے اس اخیر دور میں نواب صدیق حسن قنوجی اور مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی میں اس موضوع پر بڑی بحث رہی ہے اول الذکر تلمذ کے قائل اور موخر الذکر اس کے منکر تھے۔ (۱)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ سے ان کے تلمذ کے بارے میں کلام کی گنجائش

(۱) ملاحظہ ہو تذکرۃ الراشدین و تبصرۃ الناقد، مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی، مطبع انوار محمدی لکھنؤ  
۱۳۰۴ھ ص ۳۰۴۔

ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس میں ان کی حاضری متحقق و ثابت ہے، مؤرخ نجم الدین غریؒ فرماتے ہیں۔

”ایک مرتبہ شیخ کمال الدینؒ اپنے فرزند جلال الدینؒ کو شیخ ابن حجرؒ کی مجلس درس میں لے گئے، یہ بڑی باہرکت، پر کیف اور بارونق مجلس تھی اس لئے اس کا نقشہ علامہ سیوطیؒ کے ذہن میں مرتسم ہو گیا، اور جب کبھی علامہ موصوف کو وہ مجلس یاد آتی تو یہی خیال ہوتا کہ ہونہ ہو یہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس کا واقعہ ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے والد کے ایک شاگرد شیخ شمس الدین محمد مناویؒ التونیؒ ۹۰۸ھ سے کیا، شیخ مناویؒ اس وقت علامہ سیوطیؒ کو سواری میں اپنے آگے بٹھائے ہوئے تھے، انہوں نے سن کر کہا یہ قصہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس کا ہے“ (۱)

مذکورہ بالا واقعہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس میں شرکت کی نہایت واضح دلیل ہے مگر اس قسم کی شرکت محدثین کے یہاں چنداں قابل اعتبار نہیں، غالباً اس وجہ سے علامہ سیوطیؒ نے اجازت عامہ کے اعتبار سے جو اہل عصر کے ساتھ خاص ہوتی ہے خود کو ابن حجر عسقلانیؒ کے زمرہ تلامذہ میں شمار کیا ہے (۲) نیز

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ طبع بیروت ج ۱ ص ۷۴

(۲) اس عمومی اجازت کے تحت علامہ سیوطیؒ نے شیخ بدر الدین عینی التونیؒ ۸۵۵ھ سے بھی بغیۃ الوعایہ کے باب المستفی من احادیث النحاة میں بلا واسطہ روایت نقل کی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیوطیؒ ان کے بلا واسطہ شاگرد تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ابانی العلامة بدر الدین محمود بن احمد العینی فی عمیم احازتہ الخ۔

ان کے والد شیخ کمال الدین کی اپنے استاد حافظ ابن حجر کے یہاں آمد و رفت بھی تھی اس لئے خصوصی اجازت کا بھی احتمال ہے، موصوف ذیل طبقات الحفاظ میں رقم طراز ہیں۔

ولي منه اجازة عامة ولا استبعد ان يكون منه اجازة خاصة

فان والدي كان يتردد اليه (۱)

اور مجھے بھی ان سے اجازت عامہ کے تحت روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے۔ اور میں بعید نہیں سمجھتا جو اجازت خاصہ بھی ہو کیونکہ میرے والد ماجد کی ان کے یہاں آمد و رفت تھی (انہوں نے خصوصی اجازت و روایت لی ہو)

اجازت عامہ کی حیثیت

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے وقت کے جلیل القدر مسند اور نامور حافظ حدیث تھے اس لئے ان سے اجازت عامہ بھی باعث فخر اور موجب برکت ہے ورنہ اجازت عامہ محدثین کے یہاں زیادہ اہمیت نہیں رکھتی علامہ سیوطی نظم العقیان فی اعیان الایمان میں شیخ شار مساجی التوفی ۸۶۵ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

والا اجازة العامة لا يعمل بها اليوم (۲)

اس زمانہ میں اجازت عامہ قابل عمل نہیں

(۱) ملاحظہ ہو ذیل طبقات الحفاظ للذہبی از علامہ سیوطی طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۳۸۱

(۲) ملاحظہ ہو نظم العقیان ص ۴۴

علامہ موصوف نے اپنی تالیفات میں ابن حجر عسقلانی کی سند سے بلا واسطہ صرف دو روایتیں نقل کی ہیں ایک مسلسل بالفاظ ہے اور دوسری ابن ہشام کی مشہور تالیف مغنی اللیب کے سلسلہ میں ہے جیسا کہ زاد المسیر فی فرس الصغیر میں مذکور ہے (۱)

علامہ سیوطی کا حسن المحاضرہ میں اپنے شیوخ کے تذکرہ میں حافظ ابن حجر کا ذکر نہ کرنا اور نظم العتیان میں ان کا مبسوط تذکرہ کرنے کے باوجود ان سے تلمذ کی طرف اشارہ نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اجازت عامہ ان کی نظر میں بھی اہم نہیں ہے۔

حافظ سخاوی سے استفادہ

حافظ سخاوی التوفی ۹۰۲ھ حافظ ابن حجر عسقلانی التوفی ۸۵۲ھ کے ارشد تلامذہ میں ہیں وہ عمر میں علامہ سیوطی سے بڑے اور ہمہ صفت موصوف تھے علامہ موصوف ان کے یہاں اکثر آتے جاتے رہتے تھے بقول حافظ سخاوی گاہ نگاہ حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی التوفی ۸۷۹ھ اور حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی شافعی التوفی ۸۸۵ھ کی مجلس میں بھی جاتے تھے اہل علم کی مجلس میں مسائل علیہ پر گفتگو ہوتی ہے جس سے اہل علم کے جوہر کھلتے ہیں اور

(۱) ملاحظہ ہو زاد المسیر بحوالہ التبیہ والایضاح لمافی ذیل تذکرۃ الحفاظ از شیخ احمد رافع حسینی قاسمی

ایک کو دوسرے سے افادہ و استفادہ کا موقعہ ملتا ہے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہی علمی مجلسوں میں علامہ موصوف نے ان سے کچھ استفادہ کیا ہوگا اور اسی قسم کی علمی مجلسوں میں گفتگو سے حافظ سخاوی ان کے علم و فضل کے قائل ہوئے اور علامہ سیوطی ان کے فضل و کمال کے معترف ہوئے اور ان کی تعریف میں قصیدے تک لکھے۔ ان کی اس حق پسندی کا حافظ سخاوی کو بھی اعتراف ہے چنانچہ علامہ سیوطی کے والد شیخ ابو بحر سیوطی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

وهو والد الفاضل جلال الدين عبدالرحمن احد من اكثر

من التردد على و مد حتى نظما و نشرأ نفع الله به (۱)

(یہ ابو بحر) فاضل جلال الدین عبدالرحمن کے والد ہیں، جلال الدین ان لوگوں میں سے ہیں جن کی میرے پاس بہت آمد و رفت رہی ہے انہوں نے نظم و نثر میں میری تعریف کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے علوم سے نفع پہنچائے۔

اسی استفادہ کو تلمذ سمجھا گیا، حالانکہ اس قسم کے علمی استفادہ کو تلمذ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کی حقیقت اہل علم معاصرین کے باہمی افادہ و استفادہ سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نہ کسی تذکرہ نگار نے علامہ سیوطی کو حافظ سخاوی کے زمرہ تلامذہ میں شمار کیا ہے اور نہ خود علامہ موصوف نے ان کا اپنے شیوخ میں کہیں ذکر کیا ہے، البتہ بغیۃ الوعاة میں ایک موقعہ پر حافظ سخاوی کے لئے صاحبنا کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے بظاہر تلمذ کا گمان ہوتا ہے حافظ سید عبدالحی کتانی، قمرس الفہارس والا ثبات میں لکھتے ہیں۔

(۱) ملاحظہ ہوا تہر المسبوک، طبع بولاق مصر ۱۸۹۶ھ ص ۳۵ نیز الضوء المجمع ص ۴۶

ولم ياخذ عن السخاوى ولا عده من شيوخه هو ولا من وقتت على  
كلامه من اصحابه بل رأيت نقل عنه مرة فى بغية الوعاة فقال رأيت  
بخط صاحبنا المحدث شمس الدين السخاوى (نظر ص ۳۱۳  
منها فعده من مشيخته) (۱)

نہ سیوطی نے سخاوی سے علوم کی تحصیل کی اور نہ علامہ سیوطی نے ان کو  
اپنے شیوخ میں شمار کیا اور نہ ان کے شاگردوں نے جن سے میں واقف  
ہوں ان کو سیوطی کے شیوخ میں ذکر کیا ہے، بغیۃ الوعاة میں ایک جگہ میں  
نے سیوطی کے قلم سے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ میں نے ہمارے صاحب  
(شیخ) محدث شمس الدین سخاوی کے قلم سے (ایسا) لکھا ہوا دیکھا ہے،  
ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۳۱۳ اس موقع پر سیوطی نے ان کو اپنے شیوخ  
میں سے شمار کیا ہے۔

حافظ عبدالحی کتانی کا صرف ”صاحبنا“ کے لفظ سے حافظ سخاویؒ کو علامہ  
سیوطی کا شیخ قرار دینا زیادہ قرین قیاس نہیں کیونکہ عربی محاورہ میں صاحبنا کا لفظ  
جس طرح استاد کے لئے بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق شاگرد، ہم درس،  
خواجہ تاش اور رفیق پر بھی ہوتا ہے ہمارے خیال میں یہاں اخیر معنی زیادہ موزوں  
اور قرین قیاس ہیں کیونکہ حافظ سخاوی کو نہ علامہ سیوطی نے اپنے شیوخ میں ذکر  
کیا ہے اور نہ ان کے تلامذہ نے کسی کتاب میں موصوف کو ان کا شاگرد بیان کیا ہے  
اس کے برعکس بغیۃ الوعاة میں مذکورہ بالا اقتباس سے پیشتر علامہ سیوطی نے

(۱) ملاحظہ ہو فرس الفہارس موالا ثابت طبع فاس ج ۲ ص ۳۵۵

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۳۲)

باب اول

اپنے استاد شیخ احمد بن محمد شمش حنفی المتوفی ۸۷۲ھ کے تذکرہ میں حافظ سخاوی کے لئے صاحبنا کا لفظ استعمال کیا ہے، اس پر سید عبدالحی کتانی کی نظر نہیں ہے، اس میں بھی اخیر معنی زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں، علامہ موصوف کے الفاظ ہیں۔

خرج له صاحبنا الشيخ شمس الدين السخاوى مشيخته

حدث بها (۱)

ہمارے صاحب (رفیق) شیخ شمس الدین سخاویؒ نے موصوف کا ایک مشیخہ (فہرست شیوخ) مرتب کیا اور اس کو بروایت بیان کیا ہے۔

سیوطی اپنے اساتذہ کی نظر میں

علامہ سیوطیؒ اپنی محنت، ذکاوت اور کثرت مطالعہ کی وجہ سے اپنے اساتذہ و شیوخ کی نظروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، وہ ان کی صلاحیت و استعداد کو دیکھ کر ان کو درس و تدریس کی اجازت دیتے، ان کی تالیفات پر تقریظیں لکھ کر ان کا دل بوحالتے، ان کی محنت کا اعتراف کرتے تھے، چنانچہ فقیہ شیخ علم الدین بلقینی المتوفی ۸۶۸ھ نے علامہ موصوف کی سب سے پہلی تالیف شرح الاستعاذۃ و البسملة پر تقریظ لکھی، جیسا کہ علامہ کا بیان ہے۔

قد الفت شرح الاستعاذۃ و البسملة و وقفت علیہ شیخنا

علم الدین البلقینی فکتب علیہ تقریظا (۲)

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاظ ص ۱۶۳

(۲) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹



بات اول

(۳۳)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

میں نے اعوذ باللہ وبسم اللہ کی شرح لکھی، ہمارے شیخ علم الدین بلقینی نے اس کو دیکھا تو اس پر تقریظ لکھی۔

علامہ سیوطی شیخ تقی الدین شنی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

شیخنا الامام العلامة تقی الدین الشمنی الحنفی - کتب لی تقریظا علی شرح الفیہ ابن مالک و علی الجمع الجوامع فی العربیۃ تالیفی و شہد لی غیر مرۃ بالتقدم فی العلوم بلسانہ وبنانہ (۱)

ہمارے شیخ امام علامہ تقی الدین شنی حنفی نے میری تالیف شرح الفیہ ابن مالک اور جمع الجوامع پر جو علم نحو میں ہیں تقریظ لکھی اور بارہا علوم میں میری قابلیت اور برتری کی زبان و قلم سے تعریف کی ہے۔

شیخ محی الدین کافیجی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

کتب لی اجازۃ عظیمۃ (۲)

انہوں نے میرے لئے نہایت شاندار اجازت نامہ لکھا تھا۔

اور شیخ عبدالقادر انصاری مالکیؒ کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کتب علی شرحی الذی علی الالفیۃ تقریظاً بلیغاً (۳)

انہوں نے میری شرح الفیہ پر نہایت فصیح و بلیغ تقریظ لکھی تھی۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی کو اپنے اساتذہ سے

(۱) ایضاً ابغیۃ الوعۃ ص ۱۶۴

(۲) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

(۳) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعۃ ص ۳۱۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۳۴)

باب اول

اور ان کو اپنے ہونہار اور لائق شاگرد سے خاص تعلق تھا، علامہ کافیحیؒ علامہ سیوطی کے والد شیخ ابو بکر کے دوستوں میں سے تھے اس تعلق سے علامہ موصوف سے بھی بڑی محبت کرتے تھے اور یہ بھی ان کو باپ کی جگہ سمجھتے تھے، علامہ کافیحی علوم و فنون کے بحرناپید اکنار تھے، علامہ سیوطی با این ہمہ وسعت نظر اور کثرت مطالعہ ان کے علم و فضل کے بہت قائل تھے چنانچہ تحصیل علوم کے بعد بھی شیخ کافیحی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے اکتساب فیض کرتے تھے استفادہ علمی کا یہ سلسلہ کم بیش چودہ برس تک قائم رہا، علامہ کافیحی کی وسعت نظر اور علامہ سیوطی کے ذوق طلب اور علم سے شغف کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے، موصوف کا بیان ہے -

لزمته اربع عشرة سنة فما حنته من مرة الا وسمعت منه من  
التحقيقات والعجائب ما لم اسمعه قبل ذلك قال لي يوماً اعرب  
زيد قائم فقلت قد صرنا في مقام الصغار ونسأل عن هذا فقال لي  
في زيد قائم مائة و ثلاثة عشر بحثنا فقلت لا اقوم من هذا  
المجلس حتى استفيدها فاخرج تذكرته فكتبها منها وما كنت  
اعد الشيخ الا والدا بعد والدي لكثرة ماله على من الشفقة والا  
فاداة وكان يذكر ان بينه وبين والدي صداقة تامة (۱)

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاہ ص ۳۸ اور البدر الطالع محاسن من بعد القرن السابع از محمد علی شوکانی  
طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج ۲ ص ۱۷۲ و ۱۷۳ علامہ سیوطی نے یہ معرکتہ الآراء بحث کتاب الاشباہ  
والنظائر جلد چہارم کے آخر میں نقل کی ہے جو حیدر آباد دکن سے شائع ہو گئی ہے۔

میں چودہ برس ان کے ساتھ رہا جب کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا عجیب و غریب تحقیقات سننے میں آتیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھیں ایک روز انہوں نے مجھ سے فرمایا زید قائم کے وجوہ اعراب بیان کرو میں نے عرض کی۔ ہم چھوٹے ہیں ہم سے اس کے متعلق پوچھا جاتا ہے انہوں نے فرمایا زید قائم میں ایک سوتیرہ بخشیں ہیں، میں نے عرض کیا میں جب تک ان کو معلوم نہ کر لوں گا اس جگہ سے نہیں اٹھوں گا تب انہوں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) نکالی اور میں نے ان بخشوں کو نقل کر لیا ان کی غیر معمولی شفقت و فیضان علمی کے باعث میں ان کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتا تھا وہ فرماتے تھے ان میں اور میرے والد میں گہری دوستی تھی۔

لیکن اس احترام و عقیدت کے باوجود اگر علامہ سیوطی کو ان کی تالیفات میں کہیں کوئی غلطی نظر آجاتی تو بلا تکلف ان سے عرض کر دیتے تھے۔

چنانچہ معاذ بن مسلم الرءاء المتوفی ۱۸۷ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

قلت من هنا لمحت ان اول من وضع التصريف معاذ هذا وقد وقع في شرح القواعد لشيخنا الكافيخي اول من وضعه معاذ بن جبل وهو خطاء بلا شك وقد سألته عنه فلم يجبني بشئ (۱)

یہاں سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ علم صرف کا مدون اول معاذ بن مسلم ہے ہمارے شیخ علامہ کافیی نے شرح القواعد میں لکھا ہے کہ اس کے واضع اول حضرت معاذ بن جبلؒ ہیں جو یقیناً غلط ہے، میں نے اس کے متعلق ان سے سوال بھی کیا مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

علامہ شمشی کی محبت و شفقت بھی ان پر کچھ کم نہ تھی، فرماتے ہیں۔

لم یزل اطلال الله عمره یودنی و یحبنی و یعظمنی و یشی

علی کثیراً (۱)

اللہ تعالیٰ شیخ کی عمر دراز کرے وہ مجھ پر مہربان ہیں مجھ سے محبت

کرتے ہیں، میری عزت اور میری تعریف کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے ان سے جس طرح افادہ کیا ہے اس کے متعلق ان کا بیان پڑھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں۔

لزمتم فی الحدیث والعربیة شیخنا الامام العلامة تقی الدین .

فواظبتہ اربع سنین . ولم انفک عن الشیخ الی ان مات (۲)

میں نے عربیت اور حدیث کی تحصیل اپنے شیخ امام و علامہ تقی الدین

سے کی۔ میں چار برس تک ان کے ساتھ اس طرح رہا ہوں کہ ان

کے انتقال کے وقت تک ان سے جدا نہیں ہوا۔

علامہ شمشی بھی علامہ سیوطی کی قدر کرتے اور ان کی رائے پر اعتماد کرتے تھے، اس

کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے، موصوف کا بیان ہے۔

”ایک مرتبہ میں نے اپنے استاد علامہ تقی الدین شمشی حنفی کی کتاب

شرح الشفا کا مطالعہ کیا تو اس میں حدیث ابن عمرؓ کو جو امراء کے

متعلق ہے ابن ماجہ کے حوالہ سے منقول پایا، مجھے اس کی سند درکار تھی

(۱) فیہ الوعایہ ص ۱۶۵

(۲) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

میں نے اس کو ابن ماجہ میں تلاش کیا مگر نہ ملی پھر ابن ماجہ کو پورا پڑھا مگر حدیث نظر نہ آئی میں نے اس کو اپنی نظر کی غلطی سمجھا اور اس کو پھر پڑھا مگر پھر نہ ملی آخر وہ معجم ابن قانع میں ملی، میں نے شیخ شمش کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا انہوں نے میرے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے نسخہ سے اسی وقت ابن ماجہ کے الفاظ قلمزد کر دیئے اور حاشیہ میں ابن قانع کا حوالہ دے دیا۔“ (۱)

علامہ سیوطی کا بیان ہے کہ اس واقعہ سے شیخ موصوف کی قدر و منزلت میری نظر میں اور بڑھ گئی اور میرا نفس میری نگاہ میں حقیر ہو گیا میں نے شیخ شمش سے عرض کی کہ آپ اتنی غفلت نہ فرمائیں مراجعت کر لیں انہوں نے فرمایا میں نے ابن ماجہ کے حوالہ میں شیخ برہان الدین حلبی کی تقلید کی تھی (۲) علامہ سیوطی نے ان کی مدح میں اپنا ایک نہایت عمدہ قصیدہ بغیۃ الوعایہ میں نقل کیا ہے جو ان کے باہمی تعلقات کا آئینہ دار ہے۔

علامہ سیوطی کے ساتھ شیخ عبدالقادر کلی کی محبت و شفقت کا بھی یہی عالم تھا علامہ سیوطی جب حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تو انہی کے یہاں اترے انہوں نے ان کی بڑی خاطر مدارت کی جتنے عرصہ تک مکہ معظمہ میں علامہ سیوطی کا قیام رہا موصوف کے پاس رہے اور کہیں کا رخ نہیں کیا، علامہ موصوف کا بیان ہے

(۱) ایضاً واضح رہے کہ یہاں ابن قانع میں تصحیف ہو کر ابن ماجہ بن گیا تھا۔

(۲) بغیۃ الوعایہ ص ۳۱۰۔

ولم یضفنی فی مکة احد غیرہ ولم اتر ددفیہا الی غیرہ  
ولم اجالس بها سواہ .

مکہ معظمہ میں ان کے سوا کسی نے میری ضیافت نہیں کی اور نہ میں نے ان کے علاوہ کسی کے یہاں آمد و رفت رکھی اور نہ ان کے سوا کسی کے پاس بیٹھا تھا۔

علامہ سیوطی کی یہ بڑی خوش قسمتی تھی کہ انہیں ابتدا ہی سے ایسے صاحب کمال اور مشفق اساتذہ ملے جن کی تعلیم و تربیت نے ان کے علمی ذوق کو ابھارا، نکھارا، اور علم کو ان کا مشغلہ زندگی بنایا، علامہ موصوف کو اپنی اس خوش بختی پر خود بھی فخر تھا اپنے حاسدوں پر تعریض کرتے ہوئے کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں۔

کیف یقاس من نشاء فی حجر العلم مذکان فی مہدہ ودأب فیہ  
غلاماً و شاباً و کھلاً حتی وصل الی قصده لدخیل أقام سنوات فی  
لہو ولعب، و قطع اوقاتا یحترف فیہا و یکتسب، ثم لاحت منہ  
التفاتہ الی العلم فظفر فیہ وما احکم و قنع منہ بتحلیۃ القسم، و رضی  
ان یقال عالم و ما التسم.

لڑکپن ہی سے جو علم کی گود میں پلا ہو اور اس میں لڑکپن، جوانی اور کمولت، او بیڑ عمر میں کوشاں رہ کر اپنی مراد کو پہنچا ہو اس کو ایسے نووارد علم پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے جو برسوں کھیل کود میں لگا رہا اور اپنے اوقات عزیز کو پیشہ و حرفت اور روزی کمانے میں صرف کرنے کے بعد اس نے علم کی طرف توجہ کی اس لئے اس میں پختگی نہ آئی اور

باب اول

(۳۹)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

قسم کھانے کے لئے اس پر قانع رہا اور محض اس بات پر خوش ہو گیا کہ  
اس کو عالم کہا جائے حالانکہ علم کا کوئی اثر اس میں ظاہر نہیں ہوا۔  
انا ابن دارة (۱) معروف بہا نسبی ☆ وہل بدارة یا للناس من عارا!  
میں دارہ کا بیٹا ہوں اس سے میرا نسب مشہور و معروف ہے اور کیا چاند  
کے ہالہ میں اے لوگو! کوئی عار و عیب ہے۔

### حج اور دعا

علامہ سیوطیؒ نے ۸۶۹ھ میں جب کاروان عمرانیسویں منزل طے  
کر رہا تھا فریضہ حج ادا کیا اور جس وقت آب زمزم پیا تو یہ دعا کی۔  
بار الہا! فقہ میں مجھے سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر  
عسقلانی کا رتبہ عطا فرما!  
بارگاہ الہی میں ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور ان کا شمار اس دور کے حفاظ  
حدیث اور بلند پایہ فقہاء میں ہوا تاریخ شاہد ہے کہ ان کی ذات سے مسلمانوں کو  
ایسا ہی فیض پہنچا ہے جیسا علامہ بلقینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہنچا تھا  
حافظ محمد طولون کا بیان ہے۔

(۱) ابن دارہ۔ نام سالم ہے دارہ اس کی ماں کا لقب ہے یہ ہجو گو شاعر تھا اس نے دور جاہلی اور  
اسلامی دونوں پائے میں اس لئے اس کا شمار مخضر مین میں کیا جاتا ہے (دیکھو خزائنہ الادب و لب  
لباب، لسان العرب تالیف عبد القادر بن عمر البغدادی۔ تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، مصر،  
مکتبہ الخانجی، ۱۳۵۵ھ ص ۳۵۵)



وهو من بورك في علمه مع شدة الدين .

یہ بزرگ ہیں جن کے علم میں اللہ نے برکت عطا فرمائی حالانکہ دینی

امور میں یہ بڑے متشدد اور سخت تھے۔ (۱)

## قیام مکہ

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ مکہ معظمہ میں موصوف کا قیام شیخ عبد القادر کی کے یہاں رہا، حالانکہ ان کو گود میں کھلانے والے ان کے والد کے نامور شاگرد برہان الدین ابراہیم ابن ظہیرہ المتوفی ۸۹۱ھ مکہ معظمہ کے قاضی تھے، اور ان کو بڑا جاہ و منصب حاصل تھا مگر مصاحبوں نے ان کو خوشامد پسند بنا دیا تھا وہ سیوطی سے بھی اس کے خواہش مند تھے خوشامد علامہ سیوطی کے مزاج کے خلاف تھی، اسی لئے انہوں نے ان کے یہاں قیام پسند نہیں کیا۔

سلوک و تصوف کی تحصیل اور بیت اللہ میں اجازت و خلافت سے سرفرازی۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے تصوف و سلوک کی تعلیم نامور صوفی شیخ کمال الدین محمد بن محمد مصری شافعی المعروف بابن امام کالیہ مکہ سے حاصل کی اور انہی کے دست حق پرست سے خرقہ پہنا، اور اس طریقہ سے بھی لوگوں کی اصلاح کی اور انہیں فائدہ پہنچایا اور انہیں اجازت و خرقہ سے سرفراز کیا۔

(۱) ملاحظہ ہو مناقبہ الخلفاء فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۹۶۲ء

موصوف نے اپنے سلوک کی داستان ”لبس خرقۃ التصوف و تلقین الذکر والصحبتہ ص ۳۱-۳۶ میں ان الفاظ میں زیب قرطاس کی ہے۔

لبست الخرقۃ المبارکۃ من ید الشیخ الإمام العالم الصالح الورع الزاهد کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن المصری الشافعی الصوفی المعروف بابن امام الکاملیۃ بمکۃ المشرفہ تجاه الکعبۃ المعظمۃ فی شوال سنۃ تسع و تسعین و ثمان مائۃ بشارتہ بذلك - واما تلقین الذکر فتلقیت من الشیخ کمال الدین ابن امام الکاملیۃ بالمسجد الحرام۔

آخرها : قال الشیخ عبدالقادر المؤذن : نقلتہ من نسخۃ الشیخ الصالح الفاضل المفید المبارک جرا مرد الناصری الحنفی من الأشرفیۃ التی ہی بخط یدہ وقرأها علی سیدنا و مولانا صاحب السند العالی المشار الیہ رحمہ اللہ و شرفہ علیہا بخطہ الکریم بالاحازۃ وألبسہ الخرقۃ المبارکۃ و لقنہ الذکر الشریف واذن له أن تلبس و یلقن من شاء و کذا تفضل شیخنا رضی اللہ عنہ علی کاتبہا الفقیر الی اللہ تعالیٰ عبد القادر بن محمد بن احمد الشاذلی المالکی المؤذن غفر اللہ له ولوالدیہ ولا خوتہ ولذریتہ ولمشاخیہ ولمن له علیہم حق وللمسلمین والبسہ الخرقۃ و لقنہ الذکر و لمن حضر معنا من طلبۃ الشیخ عبداللطیف العجمی و کان ذلك فی یوم مبارک عظیم مشہود و هو یوم الثلاثاء ثالث جمادی الأولى عام تسع و تسعمائۃ و الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی -

میں نے شیخ امام عالم صالح متقی زاہد کمال الدین محمد بن محمد بن عبد الرحمن مصری شافعی صوفی المعروف بابن امام کاملیہ کے دست مبارک سے کعبۃ اللہ کے سامنے ماہ شوال ۸۹۹ھ میں خرقہ خلافت پہنا اور ذکر کی تلقین بھی شیخ موصوف سے مسجد حرام میں حاصل کی۔

آخر رسالہ میں شیخ عبدالقادر مؤذن کامیان ہے کہ میں نے یہ بیان شیخ صالح فاضل فیض رساں جرارد الناصری حنفی کے رسالہ سے جو موصوف نے علامہ جلال الدین سیوطی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخہ سے نقل کیا ہے اور وہ نسخہ موصوف نے علامہ جلال الدین کو پڑھ کر سنایا اور موصوف کے دست سے مشرف بنایا اجازت تصوف و سلوک حاصل کی علامہ سیوطیؒ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور انہی سے تلقین ذکر وغیرہ سیکھی اور انہوں نے سالکین راہ کو خلافت و خرقہ سے سرفراز کرنے کی انہیں اجازت دی اور اس طرح اجازت و خلافت سے ممتاز کیا ہمارے شیخ وسند وسید رحمۃ اللہ علیہ نے کاتب فقیر عبدالقادر بن محمد بن احمد شاذلی مالکی مؤذن کو اللہ تعالیٰ اس کی اس کے والدین کی بھائیوں کی اس کی آل اولاد کی اور اس کے مشائخ کرام کی اور ان کی جن کا اس پر حق ہے اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرمائے آمین۔ شیخ موصوف نے اس حقیر کو خرقہ پہنایا اور ذکر کی تلقین کی اور انہیں بھی جو ہمارے ساتھ حاضر تھے اور اس کے اہل تھے طلبہ میں سے شیخ عبداللطیف عجمی کو اجازت دی یہ دن ایک مبارک عظیم اجتماع کا دن تھا اور یہ منگل کا دن تین جمادی الاولیٰ ۹۰۹ھ کا واقعہ ہے (۱)

(۱) رسالہ لبس الخرقہ ص ۳۹-۳۶ ماجد الذہبی مؤلفات السیوطی المخطوطة فی دار الکتب الظاہریہ ص ۶۶۴ مجلہ مجمع اللغة العربیہ بدمشق الجزء الرابع ربيع الآخر ۱۴۱۴ھ المحل الثامن والستون .

## باب دوم

### درس و تدریس اور خلوت گزینی

#### ابن ظہیرہ کی مجلس ختم بخاری میں شرکت

انہی ایام میں اتفاق سے شیخ ابن ظہیرہ کے یہاں ختم بخاری کی مجلس منعقد ہوئی، علامہ موصوف بھی اس مبارک مجلس میں تشریف لے گئے شیخ ابن ظہیرہ نے انہیں دیکھ کر انکسار کی فضیلت اور کبر کی مذمت پر تقریر شروع کی، علامہ موصوف سمجھ گئے کہ یہ ان پر تعریض ہے، ابن ظہیرہ نے تقریر میں جو حدیثیں بیان کیں علامہ موصوف نے ان کے متعلق شیخ موصوف سے کچھ سوالات کئے شیخ بایں ہمہ علم و فضل ان کا معقول جواب نہ دے سکے اور اس سلسلہ میں انہیں علامہ موصوف سے استفادہ کا اعتراف کرنا پڑا۔<sup>(۱)</sup>

اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نوعمری میں علامہ موصوف کو علوم و فنون میں کتنا کمال حاصل ہو گیا تھا۔

#### درس و تدریس

تحصیل علوم کے بعد شوال ۸۷۰ھ میں علامہ سیوطی نے اس دولت کو وقف عام کرنے کے لئے تدریس کا اور ۸۷۱ھ میں افتاء کا شغل اختیار کیا، ملک کی مشہور درسگاہوں میں تدریس کے اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہوئے رجب ۸۷۱ھ

(۱) نظم العتقان فی اعیان الاعمیان، طبع نیویارک، ۱۹۲۷ء، ص ۲۰-۲۱

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۲۲)

باب دوم

میں جامع شیخونہ میں مشیختہ الحدیث کا منصب ملا۔ رجب ۸۷۲ھ میں جامع ابن طولون میں مسند درس کو زینت بخشی جس سے ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور ہزاروں طالبان حدیث ان سے اکتساب فیض کے لئے آنے لگے (۱)

املائے حدیث

قدرت کی طرف سے علامہ سیوطی کو قوت حافظہ غیر معمولی ملا تھا۔ بے شمار حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں اس کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ ۸۷۲ھ میں موصوف نے مرکز علم قاہرہ میں املاء کو جو قداماء کا طریقہ درس تھا از سر نو زندہ کیا، موصوف نے متقدمین کے دستور کے مطابق نماز جمعہ کے بعد جامع ابن طولون میں املائے حدیث کی مجلس کا آغاز کیا۔ موصوف پہلے زبانی حدیثیں بیان کرتے پھر ہر حدیث کے مالہ و ما علیہ پر سیر حاصل بحث کرتے شاگرد اس کو قلمبند کرتے۔ اس طرح سے کم و بیش اسی (۸۰) مجلسوں میں املا کر لیا، پھر بقیہ کی ایک روایت کے مطابق املاء کا وقت بدل دیا اور نماز عصر کے بعد حدیثیں املاء کرنا شروع کیں، کم و بیش پچاس مجلسوں میں حدیث املاء کرائیں، مجموعی طور پر یہ سلسلہ ڈھائی سال تک قائم رہا۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ املائے حدیث کی تاریخ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”تخریج املاء میں ہماری عادت یہ ہے کہ ہم موضوع بحث کو ایک کراستہ (کاپی) میں لکھتے ہیں، پھر زبانی لکھاتے ہیں، جب بحث پوری ہو جاتی ہے تو املاء کا ہماری اس اصل سے جو ہم نے لکھی تھی مقابلہ کیا جاتا ہے اور یہ سب سے اچھا طریقہ ہے۔ ابن صلاح کے بعد سے حافظ ابو الفضل عراقی کے آخر دور تک

(۱) کتاب الخدث بحمدہ اللہ، ص ۸۸-۸۹

املاء کا طریقہ ختم ہو گیا تھا عراقی نے ۹۶ھ میں اس کا دوبارہ افتتاح کیا اور اپنے سال وفات ۸۰۶ھ تک چار سو دس سے اوپر مجلسوں میں املاء کرایا پھر ان کے فرزند (ولی الدین عراقی) نے زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رکھا اور چھ سو چھپیس سے زیادہ مجلسوں میں املاء کرایا اس کے بعد شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنے سال وفات ۸۵۲ھ تک ایک ہزار سے زیادہ مجلسوں میں املاء کرایا، پھر انیس برس تک یہ سلسلہ بند رہا اور ۸۷۲ھ میں میں نے اس سلسلہ کو پھر شروع کیا اور اسی (۸۰) مجلسوں میں املاء کرایا۔ اس کے بعد پچاس مجلسیں املاء کرائیں اور صحیحین کی حدیث کے پیش نظر جو حضرت ابو واہلؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف جمعرات کے دن لوگوں کو نصیحت کرتے اور وعظ کتے تھے۔ اس لئے مناسب یہ سمجھا گیا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ املاء کی مجلس منعقد کی جائے املاء کرانے والوں میں سے کسی سے وقت املاء اور یوم املاء کی تعیین کے سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں مل سکی مگر اکثر حفاظ حدیث جیسے ابن عساکر، ابن السمعانی اور خطیب جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ املاء کراتے تھے میں نے بھی اس امر میں انہی کا اتباع کیا پھر مجھے ایک حدیث مل گئی جو بروز جمعہ بعد نماز عصر املاء حدیث کے استحباب پر دلالت کرتی ہے یہ حدیث شافعی نے کتاب شعب الایمان میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جس نے عصر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر املاء کرایا تو یہ آٹھ لودا سا میل کو آزا کرانے سے بھر ہے (۱)

افسوس ہے کہ بعض علماء کی مخالفت کی وجہ سے یہ سلسلہ زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا اسی سے متاثر ہو کر موصوف نے یہ شعر کہے تھے۔

(۱) ملاحظہ ہو ترمذیاب الروی طبع اول مصر ۱۳۰۷ھ ص ۱۷۶۔

باب دوم

۴۶

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

عاب الا ملاء للحديث رجال قد سعوا في الضلال سعيا حثيثا  
بعض لوگوں نے املاء حدیث کو عیب قرار دیا۔ انہوں نے گمراہی میں بڑی کوشش  
کی ہے۔

انما ينكر الا مالي قوم لا يكادون يفقهون حديثا (۱)  
امالی کا انکار وہی قوم کرتی ہے جو بات کو نہیں سمجھ پاتی ہے۔  
حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں :-

ثم انقطعت بعده بالكلية (۲)

علامہ سیوطی کے بعد امالی کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا  
یہ بات صحیح نہیں کہ علامہ سیوطی کے بعد امالی کا سلسلہ بالکلیہ ختم نہیں  
ہوا بلکہ ہندوستان کے نامور عالم حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زیدی التوفی  
۱۲۰۵ھ نے اس سلسلہ کو پھر سے زندہ کیا اور کم و بیش چار سو مجلسوں میں  
حدیثوں کو املاء کر لیا تھا۔ حافظ عبدالحی کتانی التوفی ۱۳۸۲ھ فرس الفہارس  
والاثبات میں لکھتے ہیں -

بهما ختم الاملاء فاحياه المترجم بعد مماته او صلت اماليه

اربع مائة مجلس (۳)

(۱) ملاحظہ ہو الکوآب السارحہ ص ۲۳۰

(۲) ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ج ۲ ص ۳۱۳

(۳) ملاحظہ ہو فرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۲۱۱ واضح رہے کہ حافظ سید انور شاہ کشمیری کا طریقہ  
درس اگرچہ طریقہ املاء نہیں تھا مگر اس طرح درس دینے میں انہیں دستگاہ کامل حاصل تھی جیسا کہ ان کی  
درس کی تقریروں سے عیاں ہے اگر وہ چاہتے تو اس طریقہ درس کو سر زمین ہند میں زندہ کر سکتے تھے مگر  
اس طرح استفادہ کرنے والے یہاں کہاں تھے ؟

باب دوم

(۳۷)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

حافظ سخاوی و سیوطی پر املاء حدیث کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا مگر صاحب تذکرہ نے اس طریقہ کو پھر زندہ کیا ان کی امالی کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے۔  
املائے لغت

لغت علامہ سیوطی کا خاص فن تھا اور اس فن میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا انہوں نے اس فن میں بھی امالی کا سلسلہ جو عرصہ سے مردہ ہو چکا تھا دوبارہ زندہ کرنا چاہا اور املاء کی مجلس بھی منعقد کی مگر طلبہ کی بے رغبتی کو دیکھ کر پہلی ہی مجلس کے بعد اس سلسلہ کو بند کر دیا جو آج تک بند ہے کتاب المزہر میں طریقہ املاء پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولما شرعت فی املاء الحدیث سنة اثنتین و سبعین و ثمانمائة  
اردت ان اجددا ملاء اللغة واحیته بعد د ثوره فاعلمت مجلسا  
واحدا فلم اجدله حملة ولا من یرغب فیہ فترکته (۱)

جب ۸۷۲ھ میں میں نے املاء حدیث کا سلسلہ شروع کیا تو میں نے چاہا کہ  
املاء لغت کے طریقہ کی بھی تجدید کروں اور اس کے مردہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ  
کروں چنانچہ میں نے ایک مجلس میں کچھ املاء بھی کرایا مگر اس سے استفادہ کرنے والا  
نہیں پایا اور اس کا طلبگار اور خواہاں نہیں دیکھا ناچار اس سلسلہ کو ترک کیا۔  
افتاء میں احتیاط

علامہ سیوطی کو تقفہ کی دولت سے بھی حصہ وافر ملا تھا اور اس فن میں  
بھی انہیں بصیرت حاصل تھی درس و تدریس سے قبل اکیس (۲۱) سال کی عمر میں

(۱) ملاحظہ ہو کتاب المزہر، طبع دوم، قاہرہ ج ۲ ص ۳۱۴



۱۷۸ھ سے افتاء کے فرائض انجام دینا شروع کئے مگر احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک بزعم خویش اصحاب ترجیح میں رہے ترجیح نووی سے آگے نہیں نکلے اور جب اجتہاد کا ملکہ راسخ ہو گیا تو بھی فتوے میں شافعی مذہب سے باہر قدم نہیں رکھا، شیخ عبد الوہاب شعرانی التوفی ۱۰۷۹ھ موصوف سے نقل ہیں۔

ولما بلغت رتبة الترجيح لم اخرج في الافتاء عن ترجيح النووي

ولما بلغت الى مرتبة الاجتهاد المطلق لم اخرج في الافتاء عن

مذهب الشافعي -

جب میں مرتبہ ترجیح کو پہنچا تو افتاء میں ترجیح نووی سے آگے نہیں نکلا اور جب اجتہاد مطلق کے مرتبہ کو پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعی سے باہر نہیں گیا۔  
 ثن افتاء میں ان کی مہارت و وسعت نظر کا اندازہ ان کی کتاب الحاوی للفتاویٰ سے ہو سکتا ہے جس میں کم و بیش بیاسی رسالے ہیں جن میں فقہ، حدیث، تفسیر، اصول، تصوف، نحو اور اعراب وغیرہ سے متعلق اہم سوالات کا جواب دیا گیا ہے اور کمال یہ ہے کہ اگر سوالات منظوم آئے ہیں تو جوابات بھی نظم میں دیئے گئے ہیں۔

بائیں ہمہ تجربہ علمی فتوے دینے میں احتیاط و خشیت کا ایسا غلبہ رہتا تھا کہ فتویٰ دیتے وقت بارگاہ الہی میں حاضری کا منظر ہمیشہ ان کی نگاہ کے سامنے رہتا تھا، نواب صدیق حسن قنوجی، اتحاف البلاء میں طبقات شعرانی کے حوالہ سے رقم طراز ہیں۔  
 ”وازہر مسئلہ کہ جواب می گویم موقف خود را روز حساب و عرض آں جواب بر خود یاد می کنم“ (۱)

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف البلاء، متنیں با حیا، مآثر القہماء والحدیثین، مطبع نظامی کالج پور، ۱۳۸۸ھ ص ۲۹۱۔

ہر وہ مسئلہ جس کا میں جواب لکھتا ہوں قیامت کے دن بارگاہ الہی میں کھڑے رہنے اور اس جواب کو اپنے ہامنے پیش کئے جانے کو یاد رکھتا ہوں۔

قاضی القضاۃ کے عہدہ پر انتخاب

۹۰۲ھ میں سلطان عبدالعزیز نے علامہ سیوطی کو قاضی القضاۃ کا عہدہ سپرد کیا یوں تو قاضی القضاۃ کا عہدہ ہر حکومت میں تھا لیکن ایک مملکت میں کئی قاضی القضاۃ ہوتے تھے پوری مملکت کے قاضی القضاۃ کا عہدہ تاریخ میں صرف دو شخصیتوں کو ملا دولۃ بنی ایوب میں قاضی تاج الدین ابن الاعز کو ملا اور عباسیہ مصر کے زمانہ میں علامہ سیوطی کو اس میں قاضی موصوف کے سوا علامہ سیوطی کا کوئی ہمسر نہیں، علامہ موصوف منصف مزاج، انتظام میں سخت گیر تھے اس لئے جب ان کو یہ عہدہ سپرد ہوا تو پورا ملک حرکت میں آگیا اور ان کا اثر اتنا بڑھ گیا کہ خلیفہ کو اپنے مصالح کی بناء پر ان کو اس عہدہ سے معزول کرنا پڑا، ان کے تلمیذ خاص مصر کے نامور مورخ لکن یاس حنفی المتوفی ۹۳۰ھ کا بیان ہے۔

و فیہ من الحوادث ان الخلیفۃ المتوکل علی اللہ عبدالعزیز عہدہ للشیخ جلال الدین الا سیوطی بوظیفۃ لم یسمع بمثلھا قط، وھوانہ جعلہ علی جمیع القضاۃ قاضیاً کبیراً یولیٰ منھم من یشاء و یعزل منھم من یشاء مطلقاً فی سائر ممالک الا سلام و ھذہ الوظیفۃ لم یلقھا سوی القاضی تاج الدین ابن بنت الاعز فی دولۃ بنی ایوب فلما بلغ القضاۃ ذلک شق علیھم و استخفط عقل الخلیفۃ فی ذلک و قالوا لیس للخلیفۃ مع وجود السلطان حل ولا ربط ولا ولایۃ ولا عزل و لکن الخلیفۃ استخف بالسلطان لکونہ صغیراً فلما قامت الدائرۃ

والا لسنة على الخليفة رجع عن ذلك وقال ايش انا الشيخ جلال الدين هو الذى حسن لى ذلك وقال لى هذه كانت وظيفة قديمة وكان الخلفاء يولوا منها من يختارونه من العلماء ثم اشهد و اعلى الخليفة بالرجوع عن ذلك و بعث اخذ العهد الذى كتبه للشيخ جلال الدين الاسيوطى و كادت ان تكون فتنة كبيرة ذلك و وقعت امور يطول شرحها ثم سكن الحال بعده مدة (۱)

۹۰۲ھ کے واقعات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ خلیفہ متوکل علی اللہ عبدالعزیز نے شیخ جلال الدین سیوطی کو ایک ایسے منصب پر مامور کر دیا جس کے متعلق پہلے سے سنا بھی نہیں گیا تھا اس نے تمام قاضیوں پر ان کو قاضی بنایا اور ان سب کے عزل و نصب کا پورا پورا اختیار ان کو دیا یہ ایک ایسا عمدہ تھا جو دولت بنی ایوب میں سوائے قاضی تاج الدین (۲) ابن الاعز کے کسی کو نہیں ملا تھا جب

(۱) ملاحظہ ہو دلائل الزہوری و قائع الدہور طبع و لاق مصر جزء ۲ ص ۷۰۷

(۲) فقیہ تاج الدین ابو محمد عبد الوہاب بن خلف العلما الشافعی المعروف بان سبب الاعز المتوفی ۹۶۵ھ کے مرتبہ و مقام کا اندازہ حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۴۷ھ کے حسب: بیان سے ہو سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

كان ديناً عفيفاً نزهاً لا يتأخذه في الله لومة لائم ولا يقبل شفاعته احد و جمع له قضاء الديار المصرية بكما لها و الخطابة و الحسبة و مشيخة الشيوخ و نظر الاحباش و تدريس الشافعي و الصلاحية و امامة الجامع و كان يده خمسة عشرة وظيفة و باشر الوزارة في بعض الاوقات و كان السلطان يعظمه و الوزير ابن حنا يخاف منه كثيراً (البداية و النهاية ج ۳ ص ۲۴۹)

وہ دیندار پاکیزہ اور پرہیزگار تھے اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرتے اور نہ کسی سفارش قبول کرتے تھے پورے دیار مصر کی قضاء، خطابت، احتساب، مشیختہ الشیوخ، لشکر کی نگرانی، مدرسہ شافعیہ صلاحیہ میں درس و تدریس کی خدمات اور امامت جامع وغیرہ کے سارے منصب ان کو حاصل تھے۔

ایک وقت چودہ (۱۵) منصب ان کے پاس تھے بعض اوقات وزارت عظمیٰ کے فرائض بھی انجام دیے بادشاہ بھی ان کی تعظیم کرتا تھا اور وزیر لہن حنا بھی ان سے ڈرتا تھا۔

یہ خبر قاضیوں کو پہنچی تو ان پر بڑی گراں گزری اور انہوں نے اس معاملہ میں خلیفہ کو نا سمجھ ٹھہرایا اور کہا کہ خلیفہ کو اقتدار کے باوجود حل و عقد اور عزل و نصب کا اختیار نہیں رہا، خلیفہ کم عمر ہے اس لئے اس کو اقتدار کی قدر و قیمت معلوم نہیں، جب خلیفہ کے خلاف شورش برپا ہوئی اور زبان طعن دراز ہوئی تو اس کو اپنے فیصلہ سے رجوع کرنا پڑا، خلیفہ نے کہا، میرا اس میں کیا ہے شیخ جلال الدین ہی نے مجھ سے اس عہدہ کی تحسین کی تھی اور کہا تھا کہ یہ قدیم عہدہ ہے علماء میں سے جس کو چاہتے ہیں خلفاء اس عہدہ پر مامور کرتے تھے، پھر لوگوں نے خلیفہ کے اس سے رجوع کرنے کی شہادت دی اور اس عہد نامہ کو جو اس نے شیخ جلال الدین سیوطی کو لکھ کر دیا تھا واپس منگایا، ورنہ قریب تھا کہ بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا اس سلسلہ میں اور بہت سی باتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے اور ایک مدت کے بعد حالات پر سکون ہوئے۔

### خانقاہِ بہر سیہ میں مٹختہ التصوف کے منصب پر تقرر

۸۹۱ھ میں شیخ جلال الدین بحری کی وفات کے بعد خانقاہِ بہر سیہ میں مٹختہ التصوف کے منصب پر علامہ سیوطی کا تقرر عمل میں آیا اس خانقاہ میں انہوں نے کم و بیش تیرہ برس صدارت کے فرائض انجام دیئے رجب ۹۰۳ھ میں بعض ناگزیر اسباب کی بناء پر (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اس خانقاہ کی اصلاح کا بیڑ اٹھایا اور وظیفہ خور صوفیہ کی دار و گیر شروع کی بعض غیر مستحق صوفیہ کا وظیفہ بند کر کے ان کی جگہ دوسروں کا تقرر کیا انہوں نے اس اقدام کو سیوطی کے محل پر محمول کیا اور اپنے حقوق میں دخل اندازی سمجھا جو سراسر غلط تھا اس لئے کہ محل اس وقت ہو تا جب علامہ سیوطی ان کی جگہ پر دوسروں کا تقرر نہ

کرتے، انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کی جگہ پر مستحق طلبہ کا تقرر کیا اور صوفیہ کو ان کا حق غصب کرنے سے روکا، مستحق طلبہ کو ان کا حق دلوا یا اور اس جرم میں صوفیہ علامہ کی عزت و آبرو کے درپے ہو گئے اور ان کے جانی دشمن بن گئے، انہوں نے ان کو وضو کے سقاوے میں اٹھا کر پھینک دیا، مورخ ابن ایاس مصری کا بیان ہے۔

فیه من النواذات ان الصوفیۃ الذی بالخانقاه البیروسیۃ ناروا علی شیخہم  
جلال الدین الاسیوطی وکادوا ان یقتلوه ثم حملوه اثوابہ ورموه فی  
السقیۃ جری بسبب ذلک امور یطول شرحہا (۱)

۹۰۳ھ کے واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ خانقاہ بیہر سیہ میں جو صوفیہ قیام پذیر تھے وہ شیخ جلال الدین سیوطی پر ٹوٹ پڑے اور قریب تھا کہ وہ ان کو قتل کرتے، انہوں نے ان کو کپڑوں سمیت وضو کرنے کے سقاوے میں پھینک دیا اس کی وجہ سے بہت سے واقعات پیش آئے جن کا ذکر موجب طوالت ہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے لؤلؤ الانوار القدسیہ میں ان اسباب کی بھی نشاندہی کی ہے جن کی بناء پر علامہ سیوطی کو صوفیہ کا وظیفہ بند کرنا پڑا، اور یہی وہ اسباب تھے جن کی بناء پر خانقاہ بیہر سیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا پڑا تھا۔ علامہ شعرانی فرماتے ہیں:-

لما تولی الشیخۃ علی الخانقاه البیروسیۃ، فانہم لا یحضرون لا بانفسہم  
ولا بنائبہم ولہم عیب و بقال و سراری و اموال فقال: شرط الواقف

(۱) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الدہ ہجری ۲ ص ۳۳۹

ان الخبز والجوامک انما هی للفقراء المحتاجین الذین اجتمعت فیہم  
شروط الصوفیۃ المذكورۃ فی رسالۃ القشیری وغیرہا فتجمعوا علی  
الشیخ و ضربوہ و رموہ فی المیضاۃ بتیابہ فعزل نفسه و حلف ان لا  
یسکن مصر ما عاش فاتام فی روضۃ مقیاس النیل حتی مات (۱)

علامہ سیوطی جب خانقاہ بھیر سیہ میں مثنیۃ التصوف کے عہدہ پر ممتاز  
ہوئے تو انہوں نے وظیفہ خور صوفیہ کو نیکی اور خیر خواہی کا حکم دیا کیونکہ نہ وہ خود  
خانقاہ میں آتے تھے اور نہ ان کے نائب حالانکہ ان کے پاس غلام اور لونڈیاں  
تھیں اور وہ سواریاں بھی رکھتے تھے ان کے پاس مال و دولت بھی تھا اس لئے سیوطی  
نے ان سے کہا کہ واقف کی شرط یہ ہے کہ روٹی اور کپڑا صرف حاجت مندوں  
فقیروں کے لئے ہے، اور اس کے وہی صوفیہ مستحق ہیں جن میں وہ شرطیں پائی  
جاتی ہیں جو رسالہ قشیریہ وغیرہ میں مذکور ہیں۔ اس پر ناراض ہو کر سب شیخ  
سیوطی پر ٹوٹ پڑے اور ان کو کپڑوں سمیت وضو کی جگہ پر اٹھا پھینکا اس کے  
بعد علامہ نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی (۲) اور قسم کھالی کہ جب تک زندہ  
رہیں گے مصر میں (خانقاہ بھیر سیہ میں) نہیں رہیں گے چنانچہ مرتے دم تک  
روضہ مقیاس نیل میں سکونت پذیر رہے۔

ان صوفیہ کا جذبہ انتقام اس سے بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور وہ برابر ضرر رسانی  
کے درپے رہے جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے اس گستاخی اور سوء

(۱) (لوائح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ مطبعۃ مصطفیٰ الباہلی العلیی قاہرہ ۱۹۶۱ء ص ۴۱)

(۲) یعنی موصوف نے خانقاہ بھیر سیہ میں صرف رہائش ترک کی تھی فرانکس مئی ۱۹۰۶ء تک انجام دیتے

ادبی کی معافی مانگی اور آئندہ کے لئے ان افعال سے توبہ کی، علامہ سیوطی نے انہیں معاف کیا، انہوں نے تحصیل علم کے بہانے موصوف سے تعلقات استوار کئے، اس کے بعد کچھ اور لوگ علامہ موصوف کے درپے آزار ہوئے، اس وقت وہ صوفیہ جو علامہ کی محبت و عقیدت کا دم بھرتے تھے ان کی نصرت و حمایت کو کھڑے ہو گئے علامہ موصوف ان کے اس جذبہ ہمدردی سے بہت متاثر ہوئے ان کے بعض عقیدت مندوں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ارباب کشف میں ہیں خلیفہ وقت کے متعلق کوئی ایسی خبر دیجئے کہ وہ لوگ جو ہماری طرح آپ کی بدگوئی اور مخالفت میں مبتلا ہیں اس خبر کی صداقت کو دیکھ کر اپنی حرکتوں سے توبہ کریں، علامہ کچھ دیر سرافگندہ رہ کر فرمانے لگے خلیفہ وقت جان بلاط کی فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو گردن ماری جائے گی اس کے بعد فلاں حاکم خلیفہ ہو گا ان لوگوں نے عرض کیا یہ پیشین گوئی تحریر فرمائیں تاکہ لوگوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے ان کی درخواست پر انہوں نے لکھ دیا انہوں نے یہ تحریر سلطان وقت کے حضور میں لجا کر پیش کی، ملک جان بلاط نے اس کو پڑھتے ہی علامہ موصوف کی گرفتاری کا حکم دیدیا اس طرح صوفیہ نے علامہ سیوطی کو سخت ترین آزمائش میں ڈالا، لیکن ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ تعالیٰ نے لاج رکھی، ورنہ ان نام نہاد صوفیوں نے اس موقع پر ان کی ہلاکت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ ان کی یہ پرفریب داستان بھی شیخ عبدالوہاب شعرانی کی زبانی سنئے، وہ فرماتے ہیں:-

”جس شخص نے مجھ کو مذکور بالا واقعہ کی خبر دی تھی اسی کا بیان ہے کہ جب ہم ہر طرح علامہ سیوطی کو تکلیف پہنچانے سے عاجز ہو گئے تو تقریباً دس

آدمی ان کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ آپ فرض کیجئے ہم کافر تھے اور اب مسلمان ہوئے ہم نے استغاثہ کیا ہے، ہم آپ سے کچھ پڑھنا چاہتے ہیں شاید ہمارے لئے کچھ خیر کا باعث ہو اور ہماری اصلاح ہو جائے ہم ان سے تقریباً ایک سال پڑھتے رہے اور وہ ہم سے احتیاط کرتے رہے ایک سال کے بعد بعض لوگوں نے ان کو اذیت پہنچائی تو ہم ان کی حمایت کو کھڑے ہو گئے اور ہم نے شیخ موصوف سے غیر معمولی محبت و عقیدت کا اظہار کیا اس سے ان کا میلان ہماری طرف ہو گیا ہم نے ان سے عرض کی سیدی! آپ محمدؐ ارباب کشف میں سے ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں والیان امور کے واقعات میں سے کسی واقعہ کی خبر دیجئے تاکہ وہ صحیح ثابت ہو جائے تو ہم ان کو بتائیں جن کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار ہے، اور وہ بھی توبہ کریں جیسے ہم نے توبہ کی ہے، اور یہ ان کے حق میں بہتر ہوگا، شیخ موصوف کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے سلطان جان بلاط کی اتوار کے دن ۱۷ جمادی الاولیٰ<sup>(۱)</sup> (جمادی الاخریٰ) کو گردن اڑا دی جائے گی۔

اور اس کے بعد فلاں حاکم بادشاہ نے گانہوں نے اس واقعہ کے متعلق علامہ کی تحریر بھی حاصل کی، اسے سلطان جان بلاط کے حضور میں پیش کی، اور اس خبر کو مصر میں پوری شہرت دی اس سے مملکت میں شور مچ گیا سلطان جان بلاط نے حکم دیا کہ شیخ کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔

(۱) واضح رہے کہ یہاں جمادی الاولیٰ کہتے یا طاعت کی غلطی ہے صحیح جمادی الاخریٰ ہے مورخ مصر شیخ محمد ابن الیاس حنفی نے بدائع الزہور ج ۲ ص ۸۶ میں بصرہ لکھا ہے کہ ملک عادل طوماناسی کا لشکر ۱۱ جمادی الاخریٰ ۹۰۶ میں قاہرہ میں داخل ہوا اور تقریباً سات روز کے محاصرہ کے بعد اس نے وہ قلعہ فتح کیا جس میں ملک جان بلاط پناہ گزیں تھا۔ اور اس کو حالت قید قتل کیا۔



میں انہیں اپنے قتل سے پہلے قتل کروں گا، چنانچہ علامہ سیوطی کی تلاش شروع ہوئی مگر وہ ۷۴ روز تک روپوش رہے یہاں تک کہ سلطان جان بلاط کی گردن مار دی گئی، اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ شیخ موصوف نے فرمایا تھا “ (۱)

علامہ کو اس قسم کے دوست نما دشمنوں سے بڑی بڑی تکلیفیں پہنچیں مگر انہوں نے ان سے کبھی انتقام نہیں لیا اور علمائے سلف کی طرح ان تکالیف کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہے۔ فرماتے ہیں۔

مجھے علم محبوب بنایا گیا ہے، اس کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر غور کرنا اور اس کے حقائق تک پہنچنا اور دقائق سے آگاہ ہونا اور اسکے اصول کا کھوج لگانا میری طبیعت ثانیہ بن گئی ہے، میرے رونگٹے رونگٹے میں علم رچ بس گیا ہے مجھے کو تاہ نظر اور جاہلوں سے بڑی تکلیف پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت علمائے سلف میں بھی جاری رہی ہے کہ وفی الطبع اور علم سے بے بہرہ لوگوں سے ان کو بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے نافع بن ازرق کے ہاتھوں جو

(۱) ملاحظہ ہو لؤلؤ الانوار القدسیہ ص ۳۴۰۔ واضح رہے کہ علامہ موصوف نے اور بھی بعض پیش گوئیاں مصر اور اہل مصر کے متعلق اپنی ایک جداگانہ کتاب میں لکھی تھیں جن کی صداقت کا اعتراف اس دور کے نامور مؤرخ ابن ابیاس حنفی نے بھی بدائع الزہور (ج ۳ ص ۷۱۳) میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

وقد وقفت علی کتاب تالیف الشیخ جلال الدین السیوطی ذکر فیہ ان فی هذا القرن یدو الخراب فی سنة ثلاث وعشرين وتسعمائة ثم یتزاید الامر الی سنة خمسين وتسعمائة فیقع فیها فساد عظیم حتی یغنی من اهل مصر نحو النصف وقد ظهر ذلك فی هذه السنة

شیخ جلال الدین سیوطی کی ایک تالیف میری نظر سے گزری ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس صدی ہجری میں مصر میں خون خرابہ کا سلسلہ شروع ہو گا اور یہ سلسلہ ۹۲۳ھ سے ۹۵۰ھ تک برابر بڑھتا رہے گا اور ایسی بربادی ہوگی کہ کم و بیش نصف اہل مصر اس میں ہلاک ہو جائیں گے اس کے آثار کا ظہور اسی سال سے ہو گیا ہے۔

تکلیفیں اٹھائی ہیں، ان سے حدیث و تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں نافع بن ازرق کے حضرت ابن عباسؓ سے سوالات بسند متصل ہم نے تین کراسوں میں جمع کیے ہیں اور اس کا بیشتر حصہ الاثقان فی علوم القرآن میں بھی نقل کیا ہے<sup>(۱)</sup> اسی وجہ سے علامہ سیوطی فرماتے تھے۔

ماکان کبیر فی عصر قط الا کان له عدومن السفلة اذ

الاشراف لم تزل تبغی بالاطراف<sup>(۲)</sup>

جس زمانہ میں بھی کوئی صاحب کمال پیدا ہو گیا پست درجہ لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور ہمیشہ شرفاء و ذیلیوں کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا رہے ہیں<sup>(۳)</sup> علامہ کے صبر کا یہ نتیجہ نکلا کہ جن لوگوں نے علامہ کے ساتھ گستاخی کی تھی تاحیات ان کو خوشی میسر نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کو نمودہ عبرت بنایا شیخ عبد الوہاب شعرانی کا بیان ہے۔

”ان میں سے ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ میں نے سیوطی کی شانہ پر کھڑاؤں ماری تھی میں نے نہایت بے حر حالت میں دیکھا افلاس کے باوجود زبان کا چنچارہ اس پر ایسا غالب تھا کہ وہ سر راہ کھڑا رہتا اور جس کے ہاتھ میں مرغی یا باط، مٹھائی یا شہد دیکھتا مانگتا اور اس کو گھریبا کر کھاتا، چھپ جاتا یہاں تک کہ لوگ اس سے عاجز آگئے“<sup>(۴)</sup>

(۱) ملاحظہ ہو تعریف الفقہ باجوبہ الاسئلۃ اللدنیۃ (الحدیث ج ۱ ص ۳۰۰) نیز سوالات نافع بن ازرق کے لئے ملاحظہ ہو الاثقان فی علوم القرآن (اردو طبع نور محمد اصح المطابع کراچی ج ۱ ص ۳۵۶ تا ۳۹۷۔

(۲) فہرست العہد اس والاثبات ج ۱ ص ۴۱۲

(۳) اصح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کی ہے کہ عمد صحابہ و تابعین ان باتوں سے پاک تھا۔

(۴) ملاحظہ ہو لؤلؤ الخوارق ص ۴۱۷

علامہ سیوطی کی پیشین گوئی کے مطابق جب سلطان جان بلاط کے قتل کے بعد اس کے جانشین ملک عادل طو ما تبا سی کے زمانہ میں بھی علامہ کو روپوش رہنا پڑا کیونکہ اس کو علامہ سے دیرینہ عداوت تھی اس نے زمام اقتدار ہاتھ میں آتے ہی ان کو طلب کیا مگر وہ روپوش رہے، جب کوئی سراغ نہ لگا تو اس نے فرائض منصبی سے کوتاہی کو بہانہ بنا کر علامہ موصوف کو مشیختہ التصوف کے عہدہ سے برطرف کیا، اور خانقاہ بھیر سیہ میں شیخ یلین بلیسی المتوفی ۹۰۹ھ کو ان کی جگہ مامور کیا مورخ ابن یاس حنفی کا بیان ہے۔

فیه اختفی شیخنا جلال الدین السیوطی وقد طلبہ لیفنتک بہ  
وکان بینہما حظ نفس من حین کان السلطان العادل فی الدوا  
دارية الکبری و جرى بینہما امور شتی يطول شرحها فلما  
اختفی قرر السلطان الشیخ یس البلیسی فی مشیخة الخانقاہ  
البیروسیۃ عرضاً عن الجلال السیوطی بحکم صرفہ عنہا (۱)

اس سال ۹۰۶ھ میں ہمارے شیخ جلال الدین سیوطی روپوش ہو گئے کیونکہ سلطان وقت نے انہیں طلب کیا تھا تاکہ موقع پا کر انہیں قتل کرائے اور ان دونوں میں اس وقت سے چلی آرہی تھی جب سلطان عادل دوا دار یہ کبری کے عہدہ پر مامور تھا ان میں بہت سی ایسی باتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے جب شیخ موصوف روپوش ہو گئے تو سلطان نے انہیں معزول کر کے شیخ یلین بلیسی کا خانقاہ بھیر سیہ کی صدارت کے منصب پر تقرر کر دیا۔

شاہان ممالیک میں ملک عادل طوما نہای جو روستم اور خوزیزی و سفاکی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ اس کا دور حکمرانی تین ماہ اور چند یوم سے زیادہ نہیں رہا یہ پوری مدت علامہ موصوف نے روپوشی میں بسر کی بدائع الزہور میں ہے۔

وکان طوما نہای الدوادار محطا علیہ فلما تسلطن فیما بعد

اختفی الشیخ جلال الدین الاسیوطی فی مدة سلطنته (۱)

طوما نبادوادار علامہ موصوف سے ناراض تھا بعد میں جب اس کو اقتدار حاصل ہوا تو اس کے دور حکمرانی میں جلال الدین سیوطی کو روپوش ہی رہنا پڑا۔

یہ روپوشی ملک عادل طوما نہای کے قتل کے بعد عزلت نشینی میں تبدیل ہو گئی اور علامہ موصوف پھر ایسے گوشہ نشین ہوئے کہ ۹۰۹ھ میں جب خانقاہ پھر سیہ کی صدارت دوبارہ پیش کی گئی تو اس کو قبول نہیں کیا اور تاحیات گوشہ عزلت سے باہر قدم نہیں رکھا جیسا کہ آگے آئے گا۔

شاہان وقت سے تعلقات

علامہ سیوطی کا خاندان دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے بہت ممتاز تھا، پھر موصوف کی پرورش شاہی محل میں ہوئی تھی اس لئے سلاطین اور امراء سب ان سے واقف تھے دربار میں ان کا اثر تھا، سلطان عبدالعزیز متوکل باللہ ثانی جو ۸۸۴ھ میں سریر آرائے خلافت ہوا بہت نیک دل، متواضع، ہوشمند، صاحب علم اور اہل علم کا قدردان تھا مورخ لکن لیاں حنفی کا بیان ہے۔

کفوہ للخلافة، وافر العقل، سدید الرای، لہ اشتغال بالعلم

متواضع، کثیر العشرة للناس من خيار بنی العباس (۲)

(۱) بدائع الزہور ج ۲ ص ۳۳۹

(۲) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الزہور طبع بولاق مصر ج ۲ ص ۳۳۳

یہ خلافت کا اہل نہایت دانشمند صاحب الرائی، علم سے والستہ، متواضع،  
ملفشار اور بنی عباس میں سب سے بہتر تھا۔

علامہ سیوطی اس کے مخدوم زادہ اور اپنے وقت کے نامور عالم تھے اس  
لئے ان کی قدر کرتا اور نہایت ادب و احترام سے پیش آتا تھا موصوف بھی اس کو  
مولانا، امیر المؤمنین و خلیفہ رسول اللہ ﷺ و ابن عم، سید  
المرسلین، الامام، المتوکل علی اللہ و اعزہ الدین<sup>(۱)</sup> کے الفاظ سے یاد  
کرتے اور دعائیں دیتے تھے علامہ سیوطی کے کہنے سے مسندین وقت نے خلیفہ  
کو روایت حدیث کی سند دی، موصوف نے شیوخ وقت کی ان روایات کو جو  
انہوں نے خلیفہ سے بیان کی تھیں ایک کتاب میں یکجا کی ہیں علامہ سیوطی حسن  
المحاضرہ میں فرماتے ہیں۔

و اجازلہ باستدعائى جماعة من المسندین وقد خرجت له

عنہم جزاء حدث به (۲)

میری استدعا پر مسندین وقت نے خلیفہ کو روایت حدیث کی اجازت  
دی اور ان حدیثوں کو جو انہوں نے ان سے بیان کی تھیں میں نے ایک جزء میں  
تخریج کر دی ہے۔

اسی خلیفہ کے لئے علامہ سیوطی نے بنی عباس کے فضائل میں دو  
کتابیں لکھی تھیں وہ حسن المحاضرہ میں رقم طراز ہیں۔

(۱) کتاب الاعلام حکم بھٹی علیہ السلام یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں شامل ہے ”الحاوی للفتاویٰ“

ج ۲ ص ۱۲۳

(۲) حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۵

والفت برسمہ کتاب الاساس فی فضل بنی العباس و کتاب

رفع الباس عن بنی العباس (۱)

میں نے انہی کے ایماء پر کتاب الاساس فی فضل بنی العباس اور کتاب  
رفع الباس عن بنی العباس لکھی تھیں۔

متوکل باللہ ثانی فرمائش کر کے ان سے کتابیں لکھواتا تھا قرآن مجید میں  
غیر زبانوں کے الفاظ کی تحقیق میں علامہ سیوطی کا جو رسالہ ہے وہ بھی اسی کے  
ایماء سے لکھا تھا اسی لئے وہ التوکل کے نام سے موسوم ہے علامہ جب کسی شاہی  
تقریب کے موقع پر اس کے دربار میں جاتے تو وہ کسی نادر کتاب سے کوئی نہ کوئی  
عجیب و غریب سوال دیکھ کر ان سے پوچھتا چنانچہ جب ۸۹۹ھ میں سال نو کی  
تقریب میں قلعہ میں دربار منعقد ہوا اور اعیان مملکت اور علماء خلیفہ کو سال نو کی  
مبارکباد دینے وہاں گئے تو علامہ سیوطی بھی تشریف لے گئے (۲) خلیفہ نے  
ملاقات کے بعد ان سے سوال کیا کہ ایسا فعل مسنون کونسا ہے جو رسالت مآب  
ﷺ نے نہیں کیا پھر بھی وہ سنت ہے علامہ اس وقت تو خاموش رہے مگر بعد

(۱) حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۸۵

(۲) ملحوظ خاطر رہے کہ سال نو کی تمنیت اور مبارکبادی کو فقہانے مباح لکھا ہے موصوف  
التهنیه بالفضائل العلیہ و المناقب الدینیۃ میں حافظ عبد العظیم منذری سے ناقل ہیں۔

انہ مباح لیس بسنة ولا بدعة نقله الغزی فی شرح المنہاج ولم یزد علیہ

(الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۸۳)

یہ امر مباح ہے نہ سنت ہے نہ بدعت علامہ غزی نے شرح المنہاج میں یہی نقل کیا ہے اور اس  
سے زائد کچھ نہیں لکھا ہے۔

میں اس کا نہایت جامع جواب لکھ کر خلیفہ کو بھیجا، مورخ ابن ایاس کا بیان ہے۔

”پھر جب ۸۹۹ھ شروع ہوا اس اور محرم میں قاضی سال نو کی مبارکباد پیش کرنے قلعہ شاہی میں پہنچے تو شیخ جلال الدین سیوطی بھی گئے جب وہ بیٹھ گئے تو سلطان وقت نے ان سے ایک ایسی سنت کے بارے میں سوال کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسنون قرار دیا اور خود نہیں کیا جلال الدین سیوطی با انہماک تجرد و سعت معلومات کوئی جواب نہ دے سکے سلطان کے پاس ایک کتاب تھی جس کا نام حیرۃ الفقہاء تھا (وہ اس میں سے دیکھ کر سوال کیا کرتا تھا) اس کے بعد شیخ جلال الدین نے اس مسئلہ کا نہایت بہتر اور شافی جواب لکھ کر بھیجا کہ اس فعل سے مراد اذان ہے اذان آپ ﷺ نے کبھی نہیں دی پھر بھی وہ سنت ہے اور صحیح واقعہ یہ ہے کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے اذان دی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے علامہ نے اس موضوع پر ایک کراسہ لکھا اور اس میں بہت سی وہ باتیں بیان کیں جو مسنون ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی ہیں (۱)

خلیفہ متوکل باللہ ثانی کی نظر میں علامہ سیوطی کی جو قدر و منزلت تھی اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ قاضی القضاۃ (امیر عدلیہ) جیسے اہم اور جلیل القدر منصب پر اس نے انہی کا انتخاب کیا تھا۔

علامہ سیوطی کو جس طرح عباسی خلفاء کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل تھا، اسی طرح شاہان چرکھ اور ممائیک کے دربار میں بھی انہیں اعزاز و اکرام حاصل تھا ملک اشرف قایتبای جرکسی سے ان کے بڑے مراسم تھے علامہ نے

(۱) ملاحظہ ہو تاریخ ابن ایاس، طبع، ملاق مصر ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۲۸۰

تاریخ الخلفاء میں اس کے حج کا واقعہ نقل کیا ہے اور اس کی داد و دہش کی تعریف کی ہے (۱) جب علامہ سیوطی کو موقع ملا اس کو نصیحت اور سلطنت کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے اور قیام سلطنت کی ترغیب دیتے تھے ملک اشرف کے لئے علامہ سیوطی نے الاحادیث المنیفہ فی السلطنة الشریفہ لکھی تھی جس میں قیام سلطنت کی ترغیب اور اس کی ذمہ داریوں سے عمدہ برآہونے کے متعلق حدیثوں میں جو فضیلتیں آئی ہیں ان کو بیان کیا ہے (۲)

سلطان ابو النصر سیف الدین قانصوہ غوری المتوفی ۹۲۲ھ سے بھی جو شعر و ادب کا لدادہ اور نہایت شجاع تھا علامہ کے نہایت خوشگوار تعلقات تھے اس کے بعض موشحات کی انہوں نے شرح بھی لکھی ہے جس کا نام النفع الطریف علی الموشح الشریف ہے اس کے دربار کی علمی مجلسوں میں موصوف بھی شریک ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان قانصوہ غوری کی مجلس میں سبز چادر جسے علماء و مشائخ شانوں پر ڈالتے تھے جسے عربی میں طیلسان کہتے ہیں موضوع بحث بن گئی یہ چونکہ عجیبوں کا لباس تھا اس لئے بعض علماء نے اس کا استعمال مکروہ کہا ہے، مگر علامہ موصوف نے اس کو مستحب قرار دیا اس کے ثبوت میں کف اللسان عن ذم الطیلسان اور الاحادیث الحسان فی فضل الطیلسان نامی دو رسالے لکھے، اول الذکر کے متعلق سید انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں۔

(۱) تاریخ الخلفاء طبع قاہرہ ۱۹۵۲ء ص ۵۱۵

(۲) کشف الظنون ج ۱ ص ۱۳



الطیلسان ثوب كان العرب يلقونه على رؤسهم وفيه دليل على  
ان الطیلسان كان من سيماء اليهود فهل يكون مكروها فحقق  
السيوطی فی رسالة تسمى بكف اللسان عن ذم ليس الطیلسان  
استحبا به وادعى ان الصالحين كانوا يستعملونه و كتب ان  
الشيخ ابن الهمام كان يلبسه (۱)

طیلسان ایک کپڑا (چادر) ہے جو عرب اپنے سروں پر ڈالا کرتے تھے اس  
حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ طیلسان یہود کے ملبوسات کی علامت  
خصوصی تھی، کیا ایسی صورت میں اس کا استعمال مکروہ ہو گا شیخ جلال الدین  
سیوطی نے اس موضوع پر ایک رسالہ میں جس کا نام کف اللسان عن ذم  
الطیلسان ہے محققانہ کلام کیا ہے اور اس کو مستحب لکھا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ  
بورگان دین اس کو استعمال کرتے تھے اور ابن الہمام بھی اس کو لوڑھتے تھے۔

امراء میں نائب طرابلس و حلب اینال الاشقر اور امیر برکبای جرکسی سے  
بھی موصوف کے خصوصی مراسم تھے جامع شیخونہ میں مشیخ الحدیث کے منصب  
پر تقرر میں اس کی مساعی کو بھی دخل تھا۔

(۱) ملاحظہ ہو فیض المبارک ج ۱ ص ۱۳۴ واضح رہے علامہ سیوطی نے بغیر الوعاة میں محقق  
ابن ہمام کے تذکرہ میں ان کے استعمال طیلسان کا ذکر کیا ہے موصوف کے الفاظ ہیں۔

كان الشيخ يلازم ليس الطیلسان كما هو السنة و يرخيه كثيرا على وجهه وقت  
حضور الشيخونية

شیخ ابن ہمام ہمیشہ طیلسان کو اوڑھتے تھے جیسا کہ سنت ہے اور جامعہ شیخونہ میں حاضری کے  
وقت اس کو چہرہ پر زیادہ تر لٹکاتے تھے۔

امراء و ملوک سے علامہ کے جو مراسم و تعلقات تھے ان سے خلق خدا کو فائدہ پہنچتا تھا ۹۰۶ھ میں جب علامہ دنیا چھوڑ کر روضۃ المقیاس میں عزت نشین ہو گئے تو بعض احباب نے عرض کی ایسا کرنا اسلاف کے طرز عمل کے خلاف ہے وہ لوگوں کے مفاد کی خاطر شاہان وقت کے یہاں آمد و رفت رکھتے تھے علامہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ سلف کا اتباع اور دین کی سلامتی اب ان سے ترک تعلقات میں ہے اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام ما رواہ الاساطین فی عدم التردد الی السلاطین ہے۔ حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی نے اتحاف السادة المتقين بمرح احیاء علوم الدین میں شاہان وقت سے اجتناب کے ثبوت میں اس رسالہ سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے (۱) محدث نجم الدین غزی نے الکواکب السائرة میں بصراحت لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو نظم کا جامہ پہنایا ہے اور یہ نہایت جامع و لطیف منظومہ ہے اس میں میرے کچھ اضافے بھی ہیں (۲)

### سیر و سیاحت

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ علامہ سیوطی کو سیر و سیاحت کا بھی شوق تھا انہوں نے جن ممالک کی سیاحت کی ہے ان میں شام، یمن، حجاز، ہندوستان اور بلاد مغرب سب داخل ہیں وہ خود حسن المحاضرہ میں رقم طراز ہیں۔

سافرت بحمد الله تعالى الى بلاد الشام والحجاز واليمن  
والهند والمغرب والتكرور (۳)

(۱) اتحاف السادة المتقين ج ۲ ص ۱۲۶

(۲) الکواکب السائرة تذکرہ علامہ سیوطی

(۳) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

میں نے محمد اللہ تعالیٰ بلاد شام، حجاز، یمن، ہندوستان، بلاد مغرب اور

تکرور کی سیاحت کی ہے۔

خلوت گزینی اور یاد الہی

علامہ سیوطی کی خلوت نشینی کا آغاز تو ۸۹۰ھ میں ہو چکا تھا لیکن ۹۰۶ھ میں جو حالات پیش آئے ان کی وجہ سے ان کا دل دنیا اور اہل دنیا سے بالکل سرد ہو گیا اور وہ اپنے گھر میں جو روضۃ المقیاس میں واقع تھا ایسے خلوت نشین ہوئے کہ مرتے دم تک باہر قدم نہیں نکالا، تصنیف و تالیف کا زیادہ تر کام اسی زمانہ میں ہوا ہے، مورخ نجم الدین غری التوفی ۹۶۱ھ الکواکب السائرہ میں لکھتے ہیں۔

ولما بلغ اربعین سنة من عمره اخذ فی التجرّد للعبادة و الانقطاع الی اللہ تعالیٰ و الاشتغال بہ صرفاً و الاعراض عن الدنیا و اهلها کانه لم يعرف احد منهم و شرع فی تحریر مؤلفاتہ و ترک الافشاء و التدريس و اعتذر عن ذالک فی مؤلف الفہ فی ذالک و سماہ بالتفیس (۱)

اقام فی روضۃ المقیاس فلم تحول منها الی ان مات (۲)

کاروان عمر جب چالیسویں منزل میں پہنچا تو علامہ خلوت میں بیٹھے عبادت اور یاد الہی میں ہمہ تن مشغول رہنے لگے دنیا اور اہل دنیا سے اس طرح منہ موڑ لیا گویا کبھی ان دنیا داروں میں سے کسی سے شناسائی نہ تھی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا فتوے لکھنا اور درس دنیا چھوڑ دیا ایک رسالہ بھی عذر خواہی کے

(۱) اس رسالہ کا پورا نام التفیس فی الاعتذار عن ترک الافشاء والتدريس ہے

(۲) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۸

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۶۷)

باب دوم

سلسلہ میں لکھا جس کا نام التفتیش ہے روضۃ المقیاس میں اقامت پذیر ہوئے اور مرتے دم تک یہاں سے نہیں نکلے۔

خلوت نشینی کے دور کی اجازت روایت جن تلامذہ کو حاصل ہو سکی ہے وہ روضۃ المقیاس میں قرأت و سماعت کے بعد ہوئی ہے شیخ تاج الدین حنفی مکی کی اوائل العلقمی میں مذکور ہے۔

قال وذكر السنهوري انه سأل العلقمي كيف اخذتم الجامع عن مولفه قال كنا تذهب مع السيد الشريف يوسف الار ميوني الى الروضة نظرق باب الحافظ السيوطي فان كان السيد يوسف معنا فتح الباب والا فلا والسيد يوسف يقرأ ونحن نسمع (۱)

(حافظ باہلی فرماتے ہیں) سالم سنہوری نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے شیخ علقمی سے دریافت کیا کہ آپ کو علامہ سیوطی سے جامع الصغیر کی سند کیسے ملی (علامہ موصوف تو زمانہ تالیف میں عزلت نشین تھے) علقمی نے فرمایا کہ ہم سید شریف یوسف ار میونی کے ہمراہ روضۃ المقیاس جا کر حافظ سیوطی کا دروازہ کھٹکھٹاتے اگر ہمارے ہمراہ سید موصوف ہوتے تو دروازہ کھولا جاتا ورنہ نہیں سید یوسف قرأت کرتے اور ہم سنتے تھے۔

اس زمانہ میں طالبان حدیث روایت حدیث کی اجازت کے لئے در دولت پر حاضر ہوتے علامہ انہیں شرف تلمذ بخشے اور مشہور کتابوں سے کچھ حدیثیں سنکر روایت حدیث کی اجازت سے سرفراز فرماتے تھے شیخ عبد الوہاب شعرانی کا شمار اسی قسم کے تلامذہ میں ہے شیخ شعرانی کا بیان ہے۔

(۱) اوائل العلقمی از قاضی تاج الدین قلعی حنفی کی حوالہ فرس الفہارس والا ثبات ج ۱ ص ۶۳

ارسل لی ورقة مع والدی باجارتہ لی بجمع روایاتہ واجتمعت بہ  
مرة واحدة فقرأت علیہ بعض احادیث من الكتب الستة و شیئا من  
المنہاج فی الفقة تبرکا ثم بعد شهر سمعت نا عیہ ینعی موتہ  
فحضرت الصلوٰۃ علیہ عند الشیخ احمد الا باریقی بالروضة عقب  
صلوٰۃ الجمعة (۱)

(علامہ موصوف نے) میرے والد کے ہاتھ مجھے اپنی تمام مرویات و تالیفات کی  
اجازت تحریر فرما کر بھیجی پھر علامہ کی وفات سے کچھ پہلے میں مضر آیا اور مجھے بھی  
ایک مرتبہ ہنشینینی کی سعادت حاصل ہوئی میں نے علامہ سے صحاح ستہ کی  
چند حدیثیں اور فقہ میں المنہاج کا کچھ حصہ برکت کی غرض سے پڑھا اس کے ایک  
مہینہ کے بعد موت کی خبر کی منادی کرنے والے نے ان کی موت کی خبر سنائی نماز  
جنازہ میں شرکت کے لئے میں بھی بعد نماز جمعہ شیخ احمد باریقی کے پاس روضہ میں  
حاضر ہوا۔

## وفات

علامہ سیوطی کو آخر عمر میں دائیں بازو میں درد ہوا اور ورم آگیا تکلیف  
روز بروز بڑھتی گئی ایک ہفتہ بڑی تکلیف سے بسر ہوا اس مرض میں شب جمعہ ۱۹  
جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ و ۱۵۰۵ھ کو اپنے مکان واقع روضۃ المقیاس میں وفات پائی  
حسب تصریح غری انتقال کے وقت علامہ کی عمر ۶۱ سال ۱۰ مہینے اور اٹھارہ دن  
تھی (۲) جنازہ میں عوام و خواص سب نے شرکت کی جمعہ کے دن قرافہ کے باہر  
حوش قوصون میں دفن کئے گئے۔

(۱) ملاحظہ ہو ذیل طبقات للشرعی الخوالہ الامام السیوطیؒ مطبعہ سلفیہ قاہرہ ۱۳۶۶ھ ص ۳

(۲) ملاحظہ ہو الکواکب السائرۃ ج ۱ ص ۲۳۱

ان کی وفات کی خبر ممالک اسلامیہ میں پہنچی تو وہاں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی محدث شام حافظ محمد لکن طولون المتوفی ۹۵۳ھ کا جن کو علامہ سیوطی سے کتابہ روایت حدیث کی اجازت بھی حاصل ہے بیان ہے کہ پنجشنبہ ۱۵ رجب ۹۱۱ھ کو شیخ جلال الدین سیوطی کی وفات کی خبر مشہور ہوئی اور بعد نماز جمعہ جامع اموی دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی (۱) وفات کے تین سو برس بعد ۱۲۱۱ھ میں ان کے مزار پر قبہ تعمیر کیا گیا شیخ علی مبارک روجی المتوفی ۱۳۱۱ھ کا بیان ہے -

دفن بحوش قوصون خارج باب القرافة و قبره ظاهر یزار و  
علیه قبة و علی باب القبة تاریخ عمارة جوت فیها سنة احدى  
عشرة و مائین و الف و یعمل له بها مولد کل سنة فی شعبان (۲)  
حوش قوصون میں در قرافہ کے باہر ان کو دفن کیا گیا ان کا مزار زیارت  
گاہ خلائق ہے، مزار پر ایک قبہ ہے قبہ کے دروازہ پر تاریخ تعمیر ۱۲۱۱ھ تحریر ہے،  
ان کا یوم ولادت ہر سال ماہ شعبان میں منایا جاتا ہے -

باب قرافہ کے باہر حوش قوصون میں مدفون ہونے پر تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے، لیکن حوش قوصون میں کس جگہ دفن ہیں اس میں عصر حاضر کے تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے تیمور پاشا نے قبر الامام السیوطی کے نام سے جو مختصر رسالہ لکھا ہے اس میں حوش قوصون کے اندر جامع کبیر کے پاس مدفون بتایا

(۱) مفکمة الخللان فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۳۸۱ھ ج ۱ ص ۱۵

(۲) الحطط الترفیعیۃ الحدیدۃ لمصر القاہرہ و مدنها و بلادها القدیمۃ والشہیرۃ  
طبع اولیٰ لولاق مصر ۱۳۰۶ھ ج ۶ ص ۵۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۷۰)

باب دوم

ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ اب یہاں تمام قبروں کے آثار مٹ گئے ہیں صرف ان کی قبر پر ایک قبہ باقی رہ گیا ہے یہی علامہ سیوطی کی قبر کا نشان ہے یہ مقام آج بھی زیارت گاہ خلّاق ہے، لیکن شیخ محمد زاہد کوثری کی تحقیق ہے کہ حوش قوصون میں قلعہ کے نیچے مدفون ہیں<sup>(۱)</sup>

ان کی وفات پر شاعروں نے بڑے پردرد مرثیہ کہے تھے شیخ عبدالباسط بن خلیل حنفی نے بارہ شعروں پر مشتمل ایک بہت بُردرد مرثیہ لکھا ہے جس کو حافظ ابن طولون نے مفاہمۃ الخلان میں نقل کیا ہے اور اس کے حوالہ سے مؤرخ غری نے اس کو الکواکب السائرہ میں درج کیا ہے اس کے چند شعر ہدیہ ناظرین ہیں۔

مات جلال الدین غیث الوری مجتہد العصر امام الوجود  
جلال الدین وفات پا گئے جو مخلوق کے حق میں ابر کرم تھے، مجتہد دوراں اور امام خلق تھے۔

وحافظ السنۃ مہدی الہدی و مرشد الضال بنفع الوجود  
اور حافظ سنت اور راہ ہدایت کے ہادی تھے، اور گمراہ کیلئے فیض رساں درہم تھے  
فیا عیونی انہملی بعدہ ویا قلوب الفطری بالوقود  
اے میری آنکھو! ان کے بعد برابر روتی رہو اور اے قلوب آتش فراق سے پھٹ جاؤ۔

صبرنا اللہ علیہا واولادہ نعیماً حل دار الخلود

(۱) ذیل طبقات الخاظ للذہبی (ترجمۃ المصنف از محمد زاہد کوثری) طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۱۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۷۱)

باب دوم

اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ ہم کو اور ان کی اولاد کو صبر عطا فرمائے کیونکہ وہ غیر فانی جنت میں پہنچ گئے ہیں۔

وعمہ منه بوبل الرضی والغیث بالرحمة بین اللحد (۱)

رضائے الہی کی موسلا دھار بارش ان پر بر سے اور مزار پر باران رحمت ہو۔

ان کی ہر دلعزیزی اور قبولیت کا یہ عالم تھا کہ غسل نے غسل دینے کے بعد جب ان کی قمیص اور ٹوپی لی تو تبرک سمجھ کر کسی نے قمیص پانچ دینار اور ٹوپی تین دینار میں غسل سے خرید لی تھی۔

(۱) ملاحظہ ہو مفاتیح الخللان ص ۳۰۲ اور الکواکب السارہ ج ۱ ص ۲۳۱



پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

## باب سوم

## اخلاق و عادات

علامہ سیوطیؒ زہد و ورع، صبر و استقامت اور غفو و درگزر کے مجسم پیکر اور فضائل اخلاق کی مکمل تصویر تھے وہ نہ دشمنوں سے انتقام لیتے اور نہ دولت کی کوئی حقیقت سمجھتے تھے، شاہان وقت کے تحائف بھی واپس کرنے میں تامل نہ فرماتے تھے، وقار علمی اور عزت نفس کو کسی موقع پر ٹھیس نہ لگنے دیتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

## عبادت و ریاضت

عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز تھے، حافظ محمد بن طولون حنفی السنوی ۹۵۳ھ کا بیان ہے :-

كان في درجة المجتهدين في العلم والعمل<sup>(۲)</sup>

علم و عمل میں مجتہدین کے مرتبہ و مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔

اگر تہجد کبھی ناغہ ہو جاتی تو اتنا صدمہ ہوتا کہ بیمار پڑ جاتے تھے، سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں :-

كتب السيوطي انه كان اذا فات عنه التهجد مريض<sup>(۳)</sup>

شیخ سیوطی نے لکھا ہے کہ ان کی تہجد اگر رہ جاتی تو مارے صدمہ کے بیمار پڑ جاتے تھے۔

## استغناء و بے نیازی

ایک زمانہ تک علامہ موصوف کے امراء و ملوک سے مراسم رہے تھے، مگر

(۱) ملاحظہ ہو ذیل الطبقات للشعرانی حوالہ الامام السيوطي، مطبعة سلفية قاہرہ ۱۳۶۶ھ ص ۴

(۲) مناقبہ الخلفاء فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۹۲۶ء ص ۳۰۲

(۳) فیض الہادی ج ۴ ص ۳۶۶ و شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ج ۸ ص ۵۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۷۴)

باب سوم

جب سے ان کو تصوف سے شغف رہا، استغناء کا وہ مقام حاصل ہوا جو اولیاء اللہ میں بھی کمتر ہو رگوں کو حاصل ہو سکا ہے امراء و عمائد سلطنت ان کے در دولت پر حاضر ہوتے مگر علامہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کرتے وہ تحفے تحائف پیش کرتے اور علامہ واپس کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان اشرف قانصوہ غوری نے جسے علامہ سے بڑی عقیدت تھی خواجہ سر اور ہزار دینار بھیجے، علامہ موصوف نے دینار واپس کی اور خواجہ سر کو آزاد کر کے روضہ نبوی میں خادم مقرر کیا اور سلطان کے قاصد سے فرمایا کہ اب کبھی ہمارے پاس تحفے نہ لانا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قسم کے تحفوں سے مستغنی کیا ہے سلطان وقت نے کئی مرتبہ ان کو بلوایا مگر وہ ایک مرتبہ بھی نہیں گئے۔

## فصل و کمال

علامہ سیوطیؒ علمی و مذہبی دونوں کمالات کے اعتبار سے ان ائمہ اسلام میں سے تھے جن کے فضل و کمال اور جلالت علمی پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے شیخ الاسلام محمد غزالی المتوفی ۵۰۶ھ نے الکواکب السارہ میں ان کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا ہے:

الشیخ العلامة الامام المحقق المدقق المسند الحافظ شیخ الاسلام

جلال الدین . صاحب المؤلفات الجامعة والمصنفات النافعة (۱)

مؤرخ ابن العواد حنبلی متوفی ۵۸۹ھ نے "المسند الحق المدقق صاحب المؤلفات

الفائقة النافعة" (۲) سے ان کے ذکر کا آغاز کیا ہے حافظ شمس الدین محمد بن طولون نے

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السارہ ج ۱ ص ۲۲۶

(۲) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ج ۸ ص ۵۲

مفاہیمہ الخللان فی حوادث الزمان میں لکھا ہے۔ کان بارعاً فی الحدیث و غیرہ من العلوم (۱) (وہ علوم حدیث و غیرہ میں ماہر تھے) اور سید مرتضیٰ بلگرامی التوفی ۱۲۰۵ھ علامہ موصوف کو ”خاتمۃ المتأخرین فی سائر الفنون“ (۲) کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ قاضی محمد بن علی شوکانی التوفی ۱۲۵۰ھ البدر الطالع میں علامہ کی نسبت فرماتے ہیں :-

الامام الكبير صاحب التصانيف . برزفي جميع الفنون و فاق

الأقران واشتهر ذكره و بعد صيته (۳)

امام کبیر صاحب تصانیف تمام علوم میں ممتاز اور اپنے معاصرین سے فائق تھے دور دور ان کا چرچا اور شرہ تھا۔

حافظ سید عبدالحی کتانی فرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں۔

هذا الرجل كان نادرة من نواذر الاسلام في القرون الاخيرة

حفظاً و اطلاعاً و مشاركة و كثرة تأليف (۴)

سیوطی اس اخیر دور میں حفظ و اطلاع علوم سے واسطی اور کثرت تالیفات میں اسلام کی نادرہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے۔

حافظہ

علامہ سیوطی کو خدا نے حافظہ بھی غیر معمولی عطا کیا تھا لاکھوں حدیثیں

(۱) مفاہیمہ الخللان ص ۳۰۲

(۲) تاج العروس مادہ س۔ و۔ ط

(۳) البدر الطالع طبع قاہرہ ۱۳۳۸ھ

(۴) فرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۷۶)

باب سوم

زبانی یاد تھیں، محدث شمس الدین محمد بن قاسم یونی المتوفی ۱۱۳۹ھ کے ثبت (فہرس شیوخ) میں مذکور ہے۔

انه حفظ ثلاثمائة الف حديث وكان مراده ان يجمع جميعها

كلها في كتاب واحد (۱)

موصوف نے تین لاکھ حدیثیں یاد کی تھیں اور ان کا مقصد ان سب کو ایک کتاب میں جمع کرنا تھا۔

لیکن یہ بیان مبالغہ سے خالی نہیں، علامہ سیوطی نے تصریح کی ہے کہ انہیں دو لاکھ حدیثیں یاد تھیں، شمس الدین محمد داؤدی المتوفی ۹۳۵ھ موصوف سے ناقل ہیں۔

اخبر عن نفسه انه يحفظ مئتي الف حديث قال ولو وجدت اكثر

لحفظته قال ولعله لو يوجد على وجه الارض الآن اكثر من ذلك (۲)

کہ سیوطی نے اپنے متعلق بیان کیا تھا کہ انہیں دو لاکھ حدیثیں یاد ہیں، اور یہ

بھی فرمایا تھا کہ اگر مجھے اس سے زیادہ حدیثیں ملتی ہوتیں تو میں ان کو بھی یاد کر لیتا،

ان ہی کا قول ہے کہ اب روئے زمین پر شاید اس سے زیادہ حدیثیں موجود نہیں۔

حفاظ حدیث میں علامہ سیوطی کا پایہ اتنا بلند ہے کہ متاخرین علماء میں حفظ

حدیث کا ان پر خاتمہ ہے علامہ حافظ شہاب الدین احمد خفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ نسیم

الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض میں رقم طراز ہیں۔

الحافظ وصف لكل من اكثر رواية الحديث و اتقنها وقد انقطع

(۱) ثبت البیونی بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

(۲) الکواکب السائرة ج ۱ ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

باب سوم

۷۷

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

هذا في عصرنا و كان اخر الحفاظ السيوطي و السخاوي (۱)  
حافظ ہر اس عالم کا وصف و لقب ہے جس نے کثرت سے حدیثیں روایت  
کیں اور اس میں اتقان و پختگی حاصل کی، ہمارے زمانے میں یہ بات جاتی رہی،  
آخری زمانے میں علامہ سیوطیؒ اور سخاویؒ حافظ گزرے ہیں۔

## وسعت نظر

علامہ سیوطیؒ کو علوم اسلامیہ میں درک حاصل تھا اور ان علوم میں ان کی  
حذاقت و مہارت تمام معاصرین میں مسلم ہے علوم حدیث میں وسعت نظر، کثرت  
معلومات میں بھی ان کا مرتبہ اپنے معاصرین میں سب سے بلند ہے، ان کے سوانح نگار  
شمس الدین داؤدی التوفیؒ ۹۴۵ھ کا بیان ہے۔

كان معلم اهل زمانه بعلم الحديث و فنونه و رجاله و غريبه و  
استنباط الاحكام منه (۲)

علامہ سیوطیؒ علم حدیث، فنون حدیث، رجال، غریب حدیث اور حدیث سے  
احکام کے استنباط میں اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی التوفیؒ ۹۷۳ھ نے بھی طبقات الصغریٰ میں علامہ  
کے متعلق یہی الفاظ نقل کئے ہیں (۳) شیخ شمس الدین داؤدی اور علامہ شعرانی کے  
مذکورہ بالا بیان کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ علوم حدیث میں ان کا اگر کوئی ہمسر

(۱) نسیم الریاض طبع قاہرہ ج ۱ ص ۷۳

(۲) ملاحظہ ہو اللکواکب السارہ ج ۱ ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

(۳) فرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۷۸)

باب سوم

قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ حافظ شمس الدین سخاوی ہیں، حافظ سخاوی کے علوم میں اتقان و پختگی زیادہ پائی جاتی ہے تحریر میں شان ایجاز و جامعیت بھی ہے، مگر کثرت معلومات اور وسعت نظر میں حافظ سخاوی علامہ سیوطی کو نہیں پہنچتے متاخرین علماء میں اصول حدیث کی جیسی خدمت حافظ سخاوی اور علامہ سیوطی نے کی ہے اس میں ان کا کوئی سہم و شریک نہیں، حافظ سخاوی نے الفیہ عراقی کی نہایت مفید و جامع شرح فتح المغیث بشرح الفیہ الہدیث لکھی جس پر خود ان کو ناز ہے، فرماتے ہیں۔

فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث وهو مع اختصار فی مجلد ضخم  
و سبک المتن فیہ علی وجه بدیع لا یعلم فی هذا الفن اجمع منه ولا  
اکثر تحقیقاً لمن تدبره (۱)

فتح المغیث بشرح الفیہ الہدیث مختصر ہونے کے باوجود ایک ضخیم جلد بن گئی ہے، اس میں متن کتاب کو نہایت خوبی کے ساتھ انوکھے طریقے پر پیش کیا گیا ہے، جو بھی اس میں غور و فکر کرے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس فن میں یہ سب سے زیادہ جامع اور محققانہ کتاب ہے۔

علامہ سیوطی نے امام نوویؒ کی کتاب التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البخیر والذریعہ کی شرح تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی کے نام سے مرتب کی ہے، یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں کمال فن کا شاہکار ہیں، اگر دقت نظر میں حافظ سخاوی کا پایہ بلند ہے تو وسعت نظر اور کثرت معلومات میں علامہ سیوطی کا مقام بہت اونچا ہے، بلکہ تدریب الراوی میں بعض ایسی بحثیں بھی ہیں جن سے حافظ سخاوی کی کتاب فتح المغیث یکسر خالی ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو ترجمہ صاحب الضوء اللامع، طبع قاہرہ ۱۳۵۳ھ ص ۱۶

علامہ جلال الدین سیوطی

(۷۹)

باب سوم

احادیث مشتملہ (۱) کے موضوع پر حافظ سخاوی نے ”مقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتملۃ علی الاسنیہ“ لکھی تو علامہ سیوطی نے ”الدرر المتشرۃ فی الاحادیث المشتملۃ“ ترتیب دی، یہ دونوں کتابیں بھی اپنے موضوع پر بہت خوب ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں حافظ سخاوی کی کتاب زیادہ جامع ہے لیکن علامہ سیوطی کی کتاب معلومات کے اعتبار سے مقاصد الحسنہ سے بالکل مختلف ہے مورخ ابن العیاض حنبلی التونی ۱۰۸۹ھ کا بیان ہے۔

هو اجمع واتقن من كتاب السيوطي المسمى بالجواهر المنتشرة

فی الاحادیث المشتملۃ و فی کل منهما ما لیس فی الآخر (۲)

یہ (مقاصد حسنہ) علامہ سیوطی کی کتاب سے جس کا نام جواهر المتشرۃ فی الاحادیث المشتملۃ ہے، زیادہ جامع اور ٹھوس کتاب ہے لیکن ہر ایک میں معلومات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

متون احادیث میں علامہ سیوطی کی الجامع الکبیر کی کوئی نظیر نہیں۔

وسعت نظر اور کثرت معلومات میں علامہ سیوطی کا پایہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے بھی فی الجملہ بلند ہی ہے، شیخ عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الصغریٰ میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدد حدیثوں کی تبيين کی تھی لیکن ان حدیثوں کے مراتب اور مخزجین حدیث کا علم ان کو نہ ہو سکا تھا، علامہ سیوطی نے ان کی تخریج کی اور ان کے مراتب حسن وضعیف وغیرہ کو بیان کیا۔

(۱) احادیث مشتملہ سے مراد وہ مشہور حدیثیں ہیں جو زبان زد خاص و عام ہوں اور ان کی سند

علمت نہ ہو یا سند میں کلام ہو۔

(۲) ملاحظہ ہو شذرات الذہب فی اخبار من ذہب طبع قاہرہ ۱۳۵۳ھ ج ۸ ص ۱۶



علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۸۰)

باب سوم

شیخ الاسلام تقی الدین اوجاتی نے کچھ ایسی حدیثیں جن کی حافظ ابن حجر عسقلانی نے تبییض کی تھی اور وہ ان کے مرتبہ و مقام کو متعین نہیں کر سکے تھے بلکہ راویان حدیث کو بھی الٹ پلٹ کر دیا تھا وہ ان حدیثوں کو علامہ سیوطی کے پاس لے کر گئے انہوں نے ان کو دیکھ کر بتایا کہ فلاں فلاں کتابوں میں موجود ہیں اور ان کا درجہ یہ ہے شیخ الاسلام اوجاتی نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا۔

واللہ ما کنت اظن انک تعرف شیئاً من هذا فاجعلنی فی حل

طالما تغدیت و تعشیت بلحکمک و دملک (۱)

واللہ میں یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کو ان کے متعلق کچھ علم ہوگا میں نے آپ کی جو غیبت بھی کی ہو اس کو معاف کر دیجئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ”بستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین“ میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ میں نہایت عمدہ محاکمہ کیا ہے، فرماتے ہیں:-

”تصانیف ابن حجر زیادہ برہ صحت و پختہ کتابت و بہتر و محکم تر از تصانیف جلال الدین سیوطیؒ است زیرا کہ تصانیف جلال الدین سیوطیؒ در عدد بیشتر است امام تصانیف ابن حجر اکثر کلاں و کبیر الحجم واقع اند و مضامین جدیدہ و فوائد مفیدہ دارند بخلاف تصانیف جلال الدین سیوطیؒ چنانچہ بر عالم بحر پوشیدہ نمادند اتفاق و ضبط در علم حافظ ابن حجر بیشتر از علم جلال الدین سیوطیؒ است ہر چند در عبور و اطلاع فی الجملہ جلال الدین سیوطیؒ زیادہ باشد“ (۲)

(۱) فہرست الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

(۲) بستان المحدثین، نصرت المطابع دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۱۲۸

لن حجر عسقلانی کی ڈیڑھ سو سے زیادہ تصنیفات ہیں اور وہ جلال الدین سیوطی کی تالیفات سے بہتر اور زیادہ پختہ و محکم ہیں جلال الدین سیوطی کی تصانیف گو تعداد میں زیادہ ہیں لیکن لن حجر کی تصنیفات اکثر بڑی اور ضخیم ہیں اور نئے نئے مضامین اور مفید فوائد سے مالا مال ہیں سیوطی کی تالیفات میں یہ باتیں نہیں ہیں چنانچہ یہ حقیقت بحر عالم سے پوشیدہ نہیں، علم میں پختگی اور مضبوطی حافظ لن حجر کے یہاں سیوطی کی بنسبت زیادہ ہے، اگرچہ وسعت نظر اور فی الجملہ آگہی سیوطی کے یہاں زیادہ ہے۔

### ہفت علوم میں مہارت

یوں تو علامہ سیوطی جامع العلوم تھے لیکن سات علوم میں ان کو کمال حاصل تھا ان کا خود بیان ہے کہ :

”اللہ تعالیٰ نے مجھے سات علوم میں مہارت عطا کی ہے۔ ۱- تفسیر ۲- حدیث ۳- فقہ ۴- نحو ۵- معانی ۶- وہیان ۷- بدیع عرب اور بلخیوں کے طریقہ پر عجیبوں اور فلسفوں کے طرز پر نہیں، میرا اعتقاد ہے اور مجھے یقین ہے کہ فقہ اور نقول کے علاوہ ان سات علوم میں اس مرتبہ پر پہنچا ہوں کہ اس پر میرے استادوں میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا اور وہ کا ذکر ہی کیا ہے البتہ فقہ کے بارے میں ایسا نہیں کہہ سکتا اس میں میرے شیخ کو بڑی دسترس حاصل تھی اور ان کی نظر زیادہ وسیع تھی“

ان سات علوم سے کم مہارت اصول فقہ، مناظرہ اور علم صرف میں ہے اس سے کم انشاء و فرائض میں اس سے کم قرأت میں اور سب سے کم طب میں ہے۔

علم حساب میرے لئے سب سے بڑا بوجھ ہے، میرے ذہن کو اس سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہے جب حساب سے متعلق کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو گویا پہاڑ

اٹھانا پڑتا ہے ویسے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے مجھ میں اجتہاد کی شرطیں موجود ہیں یہ بات بطور شکر کہتا ہوں فخر کے طور پر نہیں دنیا میں کوئی چیز ہے جسے فخر یہ حاصل کیا جائے اب کوچ کا وقت قریب آگیا ہے بڑھاپا ظاہر ہو چکا اور زندگی کا خوشگوار حصہ گزر چکا ہے اگر میں کسی مسئلہ پر کوئی کتاب لکھنا چاہتا ہوں تو اس مسئلہ سے متعلق تمام اقوال مع دلائل عقیدہ و نقلیہ اور اس کے ماخذ اور مالہ و ماعلیہ کے لکھ سکتا اور مختلف مذاہب میں موازنہ کر کے تحریر کر سکتا ہوں اللہ کے فضل سے مجھے یہ قدرت حاصل ہے“ (۱)

مسائل الحنفی والدی المصطفیٰ میں لکھتے ہیں۔

وإني بحمد الله قد اجتمع عندي الحديث والفقه والأصول و

سائر الآلات من العربية والمعاني والبيان وغير ذلك فأنَا أعرف

كيف أتكلّم و كيف أقول و كيف أستدل و كيف أرحج (۲)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ میں حدیث، فقہ، اصول و عربیت اور معانی

و بیان سب جمع ہیں، میں جانتا ہوں کہ گفتگو کیسے کی جائے بات کیسے کہی

جائے، استدلال کس طرح کیا جائے، ترجیح کس طرح دی جائے۔

علامہ سیوطی کے اس بیان سے ان کی نیک نیتی، صاف گوئی اور راست

گفتاری کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی خوبیاں اور خامیاں دونوں بے کم و کاست

بیان کیں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ جب علوم ہفت گانہ میں ان کے تبحر کا چرچا ہوا تو

حاسدوں نے کہنا شروع کیا کہ ان کو اپنی ہمہ دانی کا بڑا دعویٰ ہے اور یہ اپنے آپ کو بہت

بڑا عالم سمجھتے ہیں، اس قسم کے دعوے بھی کوئی عالم کرتا ہے؟

(۱) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۹۰ او کتاب التحدیث بحمدہ اللہ ص ۲۰۳

(۲) مسائل الحنفی والدی المصطفیٰ، طبع دوم حیدر آباد دکن ۱۳۳۴ھ ص ۵۵ و ۵۶ نیز

الجاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۹

اس اعتراض کی تردید میں علامہ نے الصواعق علی النواعق نامی رسالہ لکھا جس میں بتایا ہے کہ مخالفین کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ میرے اقوال کا تعلق فخر و تزکیہ نفس سے نہیں ہے، اس قسم کی باتیں تعریف العالم اذا جہل مقامہ (عالم کا اپنے آپ کو متعارف کرانا جب لوگ اس کے مقام و مرتبہ سے نا آشنا ہوں) کے قبیل سے ہیں، ایسی باتیں صحابہ و تابعین سے بھی منقول ہیں اور پھر مقامہ مذکور میں صحابہ و تابعین کے وہ اقوال نقل کئے ہیں جن سے اس الزام کی پوری تردید ہو جاتی ہے (۱)

علامہ نے ابتدا میں منطق بھی پڑھی تھی مگر ان کو اس فن سے مناسبت کے بجائے کراہت ہو گئی، فرماتے ہیں۔

”زمانہ طالب علمی میں، میں نے منطق بھی کچھ پڑھی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی کراہت میرے دل میں ڈالی اور میں نے سنا کہ ابن الصلاح نے اس کی تحصیل ناجائز قرار دی ہے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں مجھے علم حدیث عطا کیا، جو علوم میں سب سے اشرف و افضل ہے (۲)

علامہ سیوطی کے مذکورہ بالا بیان میں کراہت سے مراد عداوت ہے، اس کا اندازہ ان کے رسالہ ”القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق“ (۳) کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے یہ رسالہ کسی سائل کے سوال کا جواب ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۸۳ نیز اس بحث کے لئے دیکھو اعذب المناہل فی حدیث من قال انما عالم فوجايل (الحادی للفتاویٰ)

(۲) حسن الحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

(۳) رسالہ القول المشرق، کتاب الحادی للفتاویٰ میں شامل ہے، اس کی شرح محدث محمد سلی حصری التونی ۱۰۹۳ھ نے کی تھی جس کا ذکر محمدی نے خلاصۃ الاثر ج ۳ ص ۳۳۸ میں کیا ہے۔ اسی وجہ سے غالباً حافظ عصر سید انور شاہ کشمیری نے فرمایا ہے۔ دعاء السیوطی ان یرزق الحدائق فی مسعہ فتون قلت تلك الفتون تكون من فتون الدين والا فالفتون العقلية فانه كان قائلا بعلم جوازها (فیض الباری ج ۳ ص ۱۰۹) سیوطی کی یہ دعا کہ سات علوم میں مہارت عطا ہو میری رائے میں ان علوم سے مراد علوم دینیہ ہیں، کیونکہ وہ علوم عقلیہ کے جواز کے قائل نہیں تھے۔

”توحید باری تعالیٰ علم منطق کی معرفت پر موقوف ہے اور فن منطق کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض ہے“

اس رسالہ میں موصوف نے یہاں تک لکھا ہے کہ منطق ناپاک اور خبیث علم ہے، اس سے دینی اور دنیوی کوئی فائدہ نہیں، اس کی تحصیل فضول اور اس کے ساتھ اشتغال و انسہاک حرام ہے، علمائے دین مثلاً امام شافعی، امام الحرمین، غزالی، سلفی، ابن عساکر، ابن الاثیر، ابن الصلاح، عزالدین عبدالسلام، ابوشامہ، نووی، ابن دقیق العید، ابو حیان، شرف الدین و میاطی، ذہبی، طیبی اور مالکیہ میں سے قاضی ابوجبر بن العربی، ابوجر طوطوشی، ابوالولید باجی، ابوطالب کلی، ابن المنیر، ابن رشد اور حنفیہ میں سے ابوسعید سیرانی، سراج قزوینی اور حنابلہ میں سے ابن الجوزی، سعد الدین حارثی اور تقی الدین ابن جمہیہ وغیرہ اس کی حرمت کے قائل ہیں (۱)۔ لیکن تھیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں منطق کی مذمت کی ہے اور اس کے اصول و قواعد کو توڑا ہے، اس کا نام نصیحتہ ذوی الایمان فی الرد علی منطق الیونان ہے۔ (۲)

علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ نے اتحاد السادۃ المتقین میں تصریح کی ہے کہ علامہ سیوطی کا یہ رسالہ دراصل ابن تھیہ کی مذکورہ بالا کتاب کا

(۱) مذکورہ بالا علماء میں ایسے علماء کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جو منطق و فلسفہ میں حافظ ہوئے ہیں اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان ائمہ دین میں سے اکثر کا مزاج اور انداز فکر مطلق ہو امام غزالی کی کتاب المستصفیٰ جو ان کی آخری تالیفات میں سے ہے اور اصول فقہ میں نہایت سلیجی ہوئی کتاب ہے، ان کے لہجہ آئی تیس صفحات کا مطالعہ بھی اگر کسی نے کیا ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ امام موصوف کی نظر میں منطق کا مرتبہ و مقام کیا ہے۔

(۲) یہ کتاب مکتبہ القیسیہ بسببی سے الرد علی اہل المنطق کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۸۵)

باب سوم

مختصر ہے جس میں کہیں کہیں انہوں نے کچھ اضافے اور تفریعات کی ہیں، علامہ بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے معاصرین میں سے فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الکریم مغیلی جو ان کے گھرے دوست اور متبحر عالم تھے اور علامہ سیوطی کی نظر میں ان کا علمی پایہ اتنا بلند تھا کہ جب وہ کوئی کتاب لکھتے تو ان کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے جب ”القول المشرق“ ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس کی تردید میں ایک رسالہ لکھا، سید مرتضیٰ بلگرامی فرماتے ہیں :-

رد عليه المغيلي غاية الرد و بالغ في الانكار عليه وقال في

ذالك قصيدة منها

مغیلی نے ان کی پر زور تردید کی، اور ان کے انکار میں مبالغہ سے کام لیا اور اس سلسلہ میں ایک قصیدہ بھی کہا ہے۔ جس کے چند شعر ہدیہ ناظرین ہیں :

سمعت بامر ما سمعت بمثله و كل حديث حكمه حكم اصله  
میں نے ایک ایسی بات سنی کہ اس جیسی بات میں سنی تھی ہر بات کا حکم  
اس کی اصل کے اعتبار سے ہوتا ہے

ایمکن ان المرء في العلم حجة و ينهى عن الفرقان في بعض قوله  
کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ایک شخص علم میں قابل حجت ہو اور وہ منطق سے جو  
خطا اور صواب میں فرق کرنے والی ہو منع کرتا ہو

هل المنطق المعنى الا عبارة عن الحق او تحقيقة حين جهله (۱)  
منطق حق اور معقول بات سے عبارت ہے یا جہالت سے تحقیق تک  
پہنچنے کا نام ہے

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف السادة المتعلمین مطبعہ مبینہ مصر ۱۳۱۱ھ ج ۱ ص ۸۷

فن منطق کی تحصیل میں شرعاً کوئی تباہت نہیں ہے البتہ اس میں ایسا انہماک جس سے احکام شریعت کی حیا آوری میں خلل آتا ہو بلاشبہ درست نہیں جن فقہاء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے وہ بھی ایسی ہی صورت میں دیا ہے عنوان کتاب میں لفظ اشتغال بھی اسی حقیقت کا غماز ہے۔

حیرت ہے کہ علامہ سیوطی کو منطق و فلسفہ سے اس قدر بیر ہے حالانکہ ان کو بھی نازک موقعوں پر اسی سے کام لینا پڑا ہے ان کے معاصر حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر قاعی شافعی التونی ۸۸۵ھ جن کے علم و فضل اور جلالت قدر کا سب کو اعتراف ہے انہوں نے فلاسفہ کے اس قول ”لیس فی الامکان ابدع مما کان“ (۱) پر اپنی معرکہ آراء تالیف ”دلالة البوهان علی ان فی الامکان ابدع مما کان“ اور

(۱) یہ ایک نہایت معرکہ آراء علمی مسئلہ ہے جس پر احناف السادة المتقین میں حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم نیدی التونی ۱۲۰۵ھ نے کم و بیش چھپیس صفحات میں نہایت محققانہ بحث کی ہے یہاں اس کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ جب یہ تسلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے، چیز کا اس کو علم ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے تو پھر یہ کہنا کہ لیس فی الامکان ابدع مما کان (کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو جس نادر نمونہ پر بنایا ہے اس سے بہتر بنانا اس کے امکان میں نہیں) صحیح نہیں، کیونکہ اس امر کے تسلیم کرنے سے اس کی قدرت پر حرف آتا ہے اس کو عاجز ماننا پڑتا ہے مثل کالزام بھی عائد ہوتا ہے جو اس کی جو دو سخا کے خلاف ہے اور ظلم بھی ہے جو عدل کے منافی ہے، اسی وجہ سے معتزلہ نے اولیٰ واصل اور بہتر کی رعایت کو باری تعالیٰ کے لئے واجب کہا ہے۔

اہل السنۃ والجماعت اصرار کی رعایت کو مانتے ہیں لیکن اس کو واجب نہیں کہتے ہیں بلکہ اس کا تعلق فضل کے قبیل سے قرار دیتے ہیں اس طرح فلسفہ کا یہ مسئلہ اسلامی عقائد سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے اور یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے (جاری ہے)

”تہدیم الارکان من لیس فی الامکان ابدع مما کان“ میں بڑے ٹھوس اور علمی اعتراضات کر کے اس مسئلہ کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور بتایا ہے کہ یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، امام غزالی نے چونکہ سب سے پہلے اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں جگہ دیکر اسلامی عقیدہ کا رنگ دیا تھا جس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھا، علامہ بقاعی کی اس بحث نے تکفیر غزالی کے مسئلہ کو نویں صدی ہجری میں ایک مرتبہ پھر سے زندہ کیا، اور سچ بات یہ ہے کہ علامہ بقاعی کے وزنی اعتراضات نے اس وقت کے اہل علم کو جو بدہی سے عاجز کر دیا تھا حافظ سخاوی اس مسئلہ میں علامہ بقاعی کے

جس حالت پر بنایا ہے وہی اس کے لئے سب سے بہتر شکل ہے، اللہ تعالیٰ حکیم ہے، وہی اس کی حکمت کو خوب سمجھتا ہے، ہم اس امر کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کی ضد نہیں بنائے گا بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بعد میں اگر اس کے خلاف پایا جائے گا تو وہ اس زمانہ میں اس کیلئے پہلے سے بہتر ہو گا یعنی ہر موجود اپنے وقت میں اپنے خلاف اور ضد کے اعتبار سے بدیع و بہتر ہے بہت سی اضداد جو یکے بعد دیگرے پائی جاتی ہیں ان میں ہر ایک اپنے وقت کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے بالفاظ دیگر ہر وہ چیز جو ایک وقت میں پائی گئی وہ پہلے والی شئی سے بہتر ہے اور اس میں جو حکمت مضمر ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے یوں سمجھو تمام کافروں کو مومن بنانا اس کی قدرت میں ہے، لیکن اس نے مومن و کافر بنائے جو اس کی حکمت کے اعتبار سے نہایت بدیع ہے، اور یہ قضا و قدر کا وہ راز سرستہ ہے جس کا افشا منظور نہیں، بظاہر اس میں حکمت کا ایک یہ پہلو بھی ہے کہ اگر کفر نہ ہوتا تو ایمان کی قدر و قیمت کا اندازہ کیونکر ہو سکتا تھا، معصیت نہ ہوتی تو طاعت کی قدر کیسے ہوتی یہی بعض اسرار اس کی سب سے زیادہ بدیع و بہتر ہوئے شاید ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے جو بہتر و اصل اور زیادہ بدیع تھا وہ بنایا اور یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہوا ہے، ایسا کرنا اس پر واجب نہیں تھا اس وجہ سے اہل السنۃ والجماعت اہل طاعت کا جھٹ میں دخول اس کے فضل کے قبیل سے مانتے ہیں، اس پر واجب نہیں کہتے۔



پہلے ہم نواتھے، علمائے وقت نے اس موقع پر علامہ سیوطی سے اس کی تردید لکھنے پر اصرار کیا مگر بایں ہمہ تنجر علمی اور وسعت نظر وہ تردید کرنے سے کتراتے رہے، آخر استخارہ کے بعد علامہ بقاعی کی تردید میں قلم اٹھایا اور ”تشہید الادراکان من لیس فی الامکان ابدع مم کان“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں مسئلہ کی وضاحت اور امام غزالی کی حمایت کا حق ادا کر دیا، موصوف کی تالیفات میں یہی ایک رسالہ ان کی ژرف نگاہی، دقت نظر اور متکملہ شان کا پتہ دیتا ہے، اتحاد السادة المتقين میں حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی جیسے متکلم اور وسیع النظر عالم نے لیس فی الامکان ابدع مم کان کی بحث میں موصوف کی اس معرۃ الآراحت سے کچھ استفادہ کرنے کے بعد ان الفاظ میں داودی ہے :-

رد علیہ الحافظ السیوطی فاحسن واجاد (۱)

حافظ سیوطی نے ان کی بہت بہتر اور نہایت عمدہ تردید کی۔

ایک اور موقع پر لکھا ہے :-

ذكر فيه اشیاء نفیسة و تحقیقات بدیعة واستدل علی المطلوب

بکلام الانمة واحادیث واثار واحسن فيه غاية الاحسان وقد

اداحت غالب ما اور ده فی اثناء ماتقدم من سیاق علی حسب

المناسبة (۲)

سیوطی نے اس رسالہ میں نہایت عمدہ باتیں اور نادر تحقیقات پیش کی ہیں، اور مدعا کو احادیث و آثار اور ائمہ کے کلام سے ثابت کیا ہے جو بیان کیا ہے بڑی خوبی سے بیان کیا

(۱) ملاحظہ ہو اتحاد السادة المتقين ج ۹ ص ۴۴۴ کتاب التحدیث بحمد اللہ ص ۱۸۷

(۲) اتحاد السادة المتقين ج ۹ ص ۵۶

ہے، میں نے اس کا اکثر حصہ حسب موقعہ گزشتہ اوراق میں نقل کر دیا ہے۔  
آگے یہاں تک لکھ گئے ہیں :-

قلت جواب السيوطي رحمه الله تعالى في غاية التحرير والافتقار

لو اطلع عليه المعترض لهدرت شقشقة (۱)

میں کہتا ہوں سیوطیؒ کا جواب پر زور و مدلل ہے، اگر معترض اس کو دیکھ  
لیتا تو اس کے منہ سے جھاگ نکل پڑتا۔

علامہ سیوطیؒ کی اس تحریر میں ان کی منطق کی ابتدائی تحصیل کا بہت کچھ اثر  
نمایاں ہے، اس طرح سیوطیؒ نے جب یہ فتویٰ دیا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت محال  
بیداری ممکن ہے (۲) اور حافظ سخاویؒ نے اس کی تردید کی اور ان کے قول کے خلاف  
فتویٰ دیا (۳) اور اس حد تک تجاوز کر گئے کہ اس کو ناممکن اور محال تک لکھا، سیوطیؒ نے  
اس کی تردید میں جو شعر کہے ہیں وہ منطق و فلسفہ ہی کی زبان میں کہے ہیں، فرماتے ہیں

رؤية الانبياء بعد الممات ادخلوها في حيز الممكنات

بعد وفات انبیاء علیہم السلام کی زیارت (محال بیداری) کو ممکنات

کے باب میں داخل کرو

قل من قال انه مستحيل اترك الخوض عنك في الغمرات

(۱) ایضاً ص ۷۵

(۲) اس فتویٰ کا نام توفیر الخلق فی امکان رؤیة النبی والملك ہے یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ کے  
ساتھ اور علیحدہ بھی شائع ہو گیا ہے

(۳) اس فتویٰ کا نام الارشاد والموعظة لزام رؤیة النبی ﷺ بعد موته فی البقعة ہے

جس شخص نے اس کو محال کہا ہے اس سے کہو کہ ایسی نازک اور دقیق بات میں غور و خوض کرنا چھوڑو۔

انت لا تعرف المحال ولا الممكن لا ما بالغير او بالذات  
کیونکہ تم نہ محال کو سمجھتے ہو اور نہ ممکن کو۔ نہ ممکن بالغير سے واقف ہو اور نہ ممکن بالذات سے

فاحترز ان تزل زلة كفر و توفى مواقع الزلات  
تم بچو، کہیں تمہاری لغزش کفر کی لغزش نہ ہو جائے۔ اور لغزش کے مقامات پر محتاط رہو۔

اس پر بھی علامہ سیوطی کا یہ فرمانا کہ اس فن کی تحصیل سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں صداقت سے بعید ہے علم کلام اور اصول فقہ جو نہایت دقیق فن ہیں جن سے واقفیت کے بغیر کوئی شخص ماہر عالم نہیں ہو سکتا یہ فن منطق سے آگاہی کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے، متاخرین علماء کی کتابیں مصطلحات منطق سے واقفیت کے بغیر کوئی شخص کیونکر سمجھ سکتا ہے، غالباً اس وجہ سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن کا مقام تفقہ، دقت نظر اور جامعیت میں علامہ سیوطی سے کم نہیں ہے اس دور میں منطق کو شرائط اجتہاد میں سے قرار دیا ہے، موصوف فتاویٰ عزیزی میں رقم طراز ہیں۔

”باجملہ اگر کسے اس وقت اجتہاد خواہد چند چیز رہ خود لازم گیر دتا و نروئے رب العالمین مالک یوم الدین شرمندہ نشو“ اول جودت فہم و ملکہ تدقیق در استنباط از کتب عربیت و قواعد منطق و ضوابط فہم و تکمیل و تحصیل دریں کتب (۱)

(۱) ملاحظہ ہو مجموعہ فتاویٰ عزیزی، مطبع مجتہبی، ۱۳۱۵ھ ص ۱۷۵

فی الجملہ اگر کوئی عالم اس وقت اجتہاد کرنا چاہے تو چند باتوں کا اپنے آپ کو پابند سمجھے تاکہ رب العالمین کے سامنے بروز قیامت شرمندہ نہ ہو۔ اول فہم و ادراک بہت اچھا ہو، مسائل کے استنباط میں ملکہ تامہ حاصل ہو، صرف و نحو اور قواعد منطق و ضوابط فہم سے متصف ہو نصاب کتب کی تحصیل و تکمیل کر چکا ہو۔

### جامع شریعت و طریقت

علامہ سیوطیؒ بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب اور مورخ ہی نہ تھے بلکہ بہت بڑے صوفی اور صاحبِ حال بزرگ و زاہد بھی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعت و طریقت دونوں کا جامع بنایا تھا، انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام شعلۃ نار (شعلہ نار) ہے، حاجی خلیفہ المتونیؒ نے اس کا کشف الظنون عن اسامی الکتاب و الفنون میں لکھتے ہیں۔

شعلة نار حقق فيها قوله جمعت له الشريعة والحقيقة (۱)

شعلہ نار میں موصوف نے اپنے اس قول کی کہ مجھے شریعت و حقیقت کا جامع بنایا گیا ہے ثبوت پیش کئے ہیں

علامہ کے مقامات عالیہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کو دربار رسالت میں حضوری کا مقام حاصل تھا، محال تہ بیداری رسالت مآب ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی، یہ وہ مقام ہے جو اکابر اولیاء اللہ میں بھی شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے، شیخ عبد الوہاب شعرانی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا

(۱) ملاحظہ ہو کشف الظنون جلد ۲ ک ۱۰۴۸

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۹۲

باب سوم

خط ان کے ایک شاگرد شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا جو انہوں نے اپنے اس دوست کو لکھا تھا جس نے ان سے سلطان قایتبای سے کسی معاملہ میں سفارش کی درخواست کی تھی، اس میں علامہ موصوف نے اس بات کو نہایت وضاحت سے لکھا ہے۔

اعلم یا اخی (انتی) قد اجتمعت برسول اللہ ﷺ الی وقتی هذا خمسا و سبعین مرة یقظة و مشافهة و لولا خوفی من احتجاجة ﷺ عنی بسبب دخولی للولاء لطلعت القلعة و شفعت فیک عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثہ ﷺ و احتاج الیہ فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها المحدثون من طریقهم و لا شک ان نفع ذالک ارجح من نفعک انت یا اخی (۱)

میرے بھائی! یہ بات تمہارے علم میں ہے کہ اس وقت تک مجھے پیداری میں پچھتر ۷۵ مرتبہ رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اور ہنگامی کا شرف حاصل ہوا ہے اگر حکام کے یہاں حاضری پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے باز پرس کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں جا کر وہایان امور سے تمہاری سفارش کرتا لیکن میں خادمان حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہوں اور جن حدیثوں کو محدثین نے اپنے طریقہ سے ضعیف قرار دیا ہے ان کی تصحیح کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف مجھے احتیاج ہے برادر من! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا فائدہ تمہارے فائدہ کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ کی نظر میں جماعت کا فائدہ فرد کے فائدہ سے زیادہ اہم تھا غالباً اس وجہ سے مفتی غلام سرور لاہوری نے علامہ موصوف کا تذکرہ

(۱) المیزان الشرائع طبع سوم ج ۸ ص ۳۸-۳۹

ہاء پونٹ نمبر ۸-۸۱

خزینۃ الاصفیاء میں نقل کیا ہے (۱)

## شعرو شاعری

علامہ سیوطی کو شعرو سخن کا مذاق بھی تھا (۲) بہت سے اشعار ان سے یادگار ہیں ان کے شعر بیشتر قواعد علمیہ پر مشتمل ہیں، مورخ غزی کا بیان ہے۔

ولد شعر کثیر و اکثرہ متوسط وجیدہ کثیر و غالبہ فی الفوائد العلمیۃ والا حکام الشرعیۃ (۳)

ان کے شعر بہت ہیں اکثر متوسط درجہ کے ہیں اور عمدہ شعر بھی کچھ کم نہیں ہیں زیادہ شعروں میں موصوف نے فوائد علمیہ اور احکام شرعیہ نظم کئے ہیں۔

فن شعرو سخن میں بھی ان کو دعویٰ ہے کہ جس کا اظہار اپنی تالیفات میں کیا ہے مثلاً شیخ تقی الدین شمش حنفی کی وفات پر جو قصیدے کہے ہیں اس کے متعلق بغیۃ الوعاة میں لکھتے ہیں

وہی من غرر القصائد التی لا نظیر لها (۴)  
یہ قصیدہ ان شاندار قصیدوں میں سے ہے جس کی نظیر نہیں۔

(۱) ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء طبع نو لکھنؤ کا پتہ ۱۳۹۱ھ ج ۲ ص ۷۲۷

(۲) حافظ سلاوی کا بیان ہے کہ اس فن میں موصوف نے شہاب الدین احمد بن محمد منصوری شافعی التونی ۸۸۷ھ وغیرہ سے مشق سخن کی ہے لیکن نظم العقیان میں علامہ موصوف نے شاعر عصر شہاب الدین منصوری کا تذکرہ کیا ہے اور نمونہ کلام بھی کئی صفحات میں نقل کیا ہے مگر نسبت تلمذ کی طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے۔

(۳) الکوآکب السائرہ ترجمہ سیوطی

(۴) بغیۃ الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة طبع قاہرہ ۱۳۲۶ھ ص ۱۶۵

بہت سے ارجوزے (منظومے) الحاموی للفتاویٰ میں منقول ہیں، جن میں سے بعض بہت خوب ہیں، الاقان، تاریخ الخلفاء، الاشباہ والنظائر میں بھی کہیں کہیں ان کی شاعری کے نمونے مل جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو شعر کہنے میں خوب ملکہ حاصل تھا۔

### معاصرانہ چشمک

حافظ سیوطی اور شمس الدین سخاوی کے تعلقات ابتدا میں نہایت خوشگوار تھے مگر بعد میں کسی بات پر رنجش ہو گئی اور ۸۷۷ھ میں یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جامع شیخونہ میں قاضی عیاض کی کتاب الشفافی حقوق المصطفیٰ جب علامہ سیوطی کے حلقہ درس میں ختم ہوئی (۱) اور قاری کتاب برہان الدین نعمانی نے خاتمہ کتاب کی عبارت ”ویخصنا بخصیصی زموۃ نبینا وجماعتہ“ میں بخصیصی کو پائے ساکنہ سے پڑھا تو علامہ موصوف نے ٹوکا کہ الف مقصورہ سے پڑھو، یہاں مقصورہ ہے الف محدودہ کے ساتھ اس کا استعمال شاذ ہے، اس مجلس میں علامہ سیوطی کے شیخ علامہ کافجی بھی موجود تھے انہوں نے بھی علامہ سیوطی کی تائید کی، برہان الدین نعمانی نے عرض کی یہاں دونوں طرح درست ہے، علامہ سیوطی نے فرمایا اس مقام پر صرف ایک ہی وجہ درست اور صحیح ہے، برہان نعمانی نے صورت واقعہ لکھ کر شیخ امین الدین اقصرائی، شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی، شیخ سراج الدین عبادی، حافظ فخر الدین دستمی اور حافظ سخاوی جیسے فضلا کے پاس بھیجی، تو انہوں نے برہان نعمانی کی تصویب کی، برہان نے یہ تحریر اپنے استاد علامہ سیوطی کو دکھائی، انہوں نے سیویہ سے لیکر

(۱) واضح رہے اس وقت علامہ سیوطی کی عمر ۳۸ سال کی تھی

وز آبادی تک تمام ائمہ لغت و ادب کی کتابوں سے اس کا جواب لکھ کر (حافظ سخاوی کے علاوہ کیونکہ ان سے انہیں رجوع کی امید نہ تھی) مذکورہ بالا علماء میں سے ہر ایک کے پاس بھیجا، انہوں نے اس سے اتفاق کیا، اور علامہ موصوف کے بیان کو صحیح تسلیم کیا، مگر برہان نعمانی پھر حافظ سخاوی کے پاس پہنچا انہوں نے اس کی تائید میں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شخصی کو یائے ساکنہ سے پڑھنا بھی درست ہے علامہ سیوطی نے حافظ سخاوی کی یہ تحریر دیکھ کر فرمایا جس کا مبلغ علم یہ ہو وہ تردید سے مستغنی ہے (۱) حافظ سخاوی کی یہ تحریر ان کے فتاویٰ حدیثیہ میں موجود ہے، علامہ خفاجی حنفی جو متاخرین علماء میں لغت و ادب کے امام مانے جاتے ہیں ان کے پیش نظر علامہ سیوطی اور حافظ سخاوی دونوں کی تحریریں ہیں انہوں نے اس بحث میں حافظ سخاوی کو غلطی پر بتایا ہے (۲)

حافظ برہان الدین ابن ابیہم بقای التتوی ۸۸۵ھ مسدوق محمد بن عبد المنعم جو جری شافعی التتوی ۸۸۹ھ قاضی ابو الوفاء ابراہیم بن عبد الرحمن کرکی التتوی ۹۲۲ھ اور حافظ سخاوی وغیرہ بہت سے معاصرین سے، علامہ سیوطی کا علمی اختلاف اور معاصرانہ چشمک رہی، لیکن حافظ سیوطی اور حافظ سخاوی کی چشمک انتہا کو پہنچ گئی تھی، چنانچہ ایک دوسرے پر طنز اور ناروا حملے آج بھی کتابوں میں محفوظ ہیں، علامہ سیوطی کے مندرجہ ذیل دو مشہور شعر اسی دور کی یادگار ہیں۔

(۱) تفصیل کے لئے دیکھو (الویۃ النصر فی خصیصی بالقصر) یہ رسالہ بھی الحواوی للفتاویٰ ج ۲ ص

۲۸۰ میں ہے

(۲) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض، طبع آستانہ قدس، ج ۲ ص ۶۳۱ و ۶۳۲



قل للسخاوی ان تعروک مشکلة علمی کبحر من الامواج ملتهم  
تو سخاوی سے کہہ دے کہ اگر کوئی (علمی) مشکل پیش آئے۔ تو میرا علم  
ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہے

والحافظ الדיمی غیث الغمام فخذ غر فاما من البحر او شفا من الایم (۱)  
اور حافظ دیمی (علم کا) موسلا دھارا باراں ہے، تم ایک چلو سمندر سے  
لے لویا لگا تا بارش سے کام دو، بن کو ترک کرو  
اور مقامہ سندسہ میں لکھتے ہیں :-

ان عز ان یبلغ البحر الخضم روی یالیتہ یستقی من وابل الایم (۲)

(۱) ملاحظہ ہو مقالات السیوطی طبع الجواب ۱۲۹۸ھ ص ۹۶ نیز النور السافر عن اخبار القرن  
العاشر ص ۵۶ و ۵۷ اور تاج العروس مادہ دوم  
(۲) ایضا کتاب مذکور ص ۹۳ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تینوں علماء حافظ سخاوی،  
حافظ دیمی اور حافظ سیوطی جامعیت اور ہمہ دانی کے باوجود علوم حدیث میں ایک دوسرے سے  
ممتاز تھے، کسی بالغ نظر محقق عالم نے ان ارباب کمال میں نہایت منصفانہ محاکمہ کیا ہے، اور وہ  
ہدیہ ناظرین ہے۔

ان کلاما من الخلة کانا فردا فی فنه مع المشارکة فی غیره فالسخاوی  
تفرد بمعرفة علل الحديث و الایمی باسماء الرجال والسیوطی  
بحفظ المتن (النور السافر ص ۵۷)

بلاشبہ یہ تینوں عالم تبرہ علمی کے باوجود اپنے اپنے فن میں یکتائے زمانہ تھے، سخاوی  
علل حدیث کی معرفت میں یگانہ تھے، حافظ دیمی اسماء رجال میں ماہر تھے، اور سیوطی  
حفظ متون میں اپنا تالی نہ رکھتے تھے۔

اگر بڑے سمندر تک پہنچ کر اس کے لئے سیرانی دشوار تھی تو کاش وہ موٹی موٹی بوندوں والے لہر باران سے سیرانی حاصل کر لیتا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے اس رنجش کو منافست اور رشک قرار دیا ہے، قاضی محمد بن علی شوکانی التوفی ۱۲۵۰ھ نے شیخ ابو بکر ابیہم بقامی التوفی ۸۸۵ھ کے تذکرہ میں جن سے علامہ سخاوی کو رنجش تھی لکھا ہے :-

هذا من كلام الاقران في بعضهم لبعض بما يخالف الانصاف  
لما يجري بينهم من المنافسات تارة على العلم و تارة على  
الدنيا وكان المترحم له منحرفاً عن السخاوي و السخاوي  
منحرفاً عنه و جرى بينهما من المناقضة والمراسلة والمخالفة  
ما يوجب عدل قبول احدهما على الآخر (۱)

معاصرین کی باہمی منافست کی وجہ سے جس کا باعث کبھی علم اور کبھی دنیا ہوتی ہے ایک دوسرے کے خلاف غیر منصفانہ باتیں کر گزرتے ہیں صاحب تذکرہ اور حافظ سخاوی میں اسی قسم کی منافست تھی دونوں ایک دوسرے سے برگشتہ تھے ان کے باہم مراسلت، مخالفت اور ایک دوسرے پر اعتراض کی گرم بازاری رہی ہے جس نے ایک کی بات دوسرے کے حق میں ناقابل قبول بنا دی ہے۔

شیخ محمد زاہد کوثری نے اس کا سبب علامہ سیوطی کے بلند ہانگ دعوے کو قرار دیا ہے، فرماتے ہیں۔

ما ذنب السخاوي اليه الاقله صبره ازاء الدعاوى العريضة (۲)

(۱) البدر الطالع محاسن من بعد القرن السابع، طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج ۱ ص ۲۰

(۲) ذیل تذکرۃ الحفاظ (مقدمہ ص ۸)

سخاوی کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں کہ وہ سیوطی کے بلند بانگ دعووں پر ضبط نہ کر سکے  
حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری المتوفی ۱۰۳۵ھ نے حافظ سیوطی کے  
طبعی تشدد کو اس کا سبب بتایا ہے چنانچہ فیض الباری میں مذکور ہے۔

وكان متشدد دافئ الكلام على بعض معاصريه ممن له شان (۱)  
سیوطی بلند پایہ معاصرین پر کلام کرنے میں بہت تشدد تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ سخاوی معاصرین کے کمالات کے اعتراف میں فیاض  
نہیں تھے اور یہ بات انہوں نے اپنے استاد حافظ ابن حجر عسقلانی سے ورثہ میں پائی  
تھی چنانچہ انہوں نے الضوء اللامع میں اپنے اساتذہ اور تلامذہ کے علاوہ کسی معاصر کا  
تذکرہ اچھے الفاظ میں نہیں کیا ہے، سب کو ان سے اس بات کا گلہ و شکوہ ہے، مؤرخ  
مصر ابن ایاس المتوفی ۹۳۰ھ بدائع الزہور فی وقائع الدہور میں لکھتے ہیں :-

كان الحافظ شمس الدين السخاوي عالما فاضلا بارعاً في  
الحديث والتاريخ والف تاريخه، فيه اشياء كثيرة من المساوي  
في حق الناس (۲)

حافظ شمس الدین سخاوی عالم، فاضل اور حدیث و تاریخ میں ماہر تھے انہوں نے  
ایک تاریخ مرتب کی ہے جس میں لوگوں کی بڑی برائیاں کی ہیں۔  
قاضی محمد بن علی شوکانی کا بیان ہے۔

والسخاوي وان كان اماماً غير مدفوع لكنه كثير التحامل على  
اكاره اقرانه كما يعرف ذلك من طالع كتابه (الضوء اللامع)

(۱) فیض الباری، طبع قاہرہ ۱۹۳۸ء ج ۱ ص ۲۰۴

(۲) بدائع الزہور ج ۳ ص ۳۲۱

فانه لا يقيم لهم وزنا لا يسلم غالبهم من الحط منه عليه وانما

يعظم شيوخه و تلامذته (۱)

سخاویؒ اگرچہ بالاتفاق امام تھے، لیکن وہ اپنے اکابر معاصرین سے بہت تعصب رکھتے تھے جو ان کی کتاب الضوء اللامع کا مطالعہ کرے گا اس کو اس کا اندازہ ہو جائے گا کیونکہ وہ ان کے مرتبہ کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ ان میں سے اکثر سخاویؒ کی منقصت سے نہیں بچ سکے ہیں یہ صرف اپنے اساتذہ اور تلامذہ کا تذکرہ عظمت سے کرتے ہیں

علامہ شوکانیؒ شیخ ابو العباس احمد المقریزی المتوفی ۸۴۵ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

مولفاته تشهد له بذلك وان حده السخاوی فذلك دابة في

غالب اعيان معاصرية (۲)

مقریزیؒ کی تالیفات ان کی جلالت علمی کی شاہد ہیں اگرچہ سخاویؒ کو اس امر سے انکار ہے، ان کا اکثر نامور معاصرین کی معاملہ میں بھی طرز عمل ہے۔

قاضی شوکانیؒ سبط ابن حجر شیخ یوسف بن شاہین المتوفی ۸۹۹ھ کے حالات میں رقم طراز ہیں :-

اما السخاوی في الضوء اللامع فحري على قاعدته المألوفة في

معاصريه واقراءه فترحم صاحب الترجمة بما هو محض

السباب والا نتقاض لا بسبب يوجب ذلك بل لمجرد كونه

كان يعترض على جده الحافظ ابن حجر او يغلط في بعض

الاحوال كما هو شأن البشر (۳)

لیکن سخاویؒ الضوء اللامع میں معاصرین کے معاملہ میں اپنے مالوف پسندیدہ طریقہ پر

(۱) البدر الطالع ج ۱ ص ۳۴۳

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۸۱

(۳) البدر الطالع ج ۲ ص ۳۵۵

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۰۰)

باب سوم

عمل پیراز ہے، چنانچہ صاحب تذکرہ کے حالات میں بجز مخالفت اور برا بھلا کہنے کے اور کچھ نہیں کیا، یہ کسی ناگزیر سبب سے ایسا نہیں کیا بلکہ جرم یہ تھا کہ وہ اپنے دادا حافظ ابن حجر پر بھی اعتراض کرتے تھے یا اگر بتقاضائے بخریت ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کی گرفت کرتے تھے۔

محدث شوکانی نے شیخ محمد بن خیزی کے تذکرہ میں لکھا ہے :-

وقد ترجمة السخاوی ترجمة طويلة كلها سب و شتم كعادته

فی اقرانه (۱)

سخاوی نے ان کا لمبا تذکرہ کیا ہے مگر محاصرین کے معاملہ میں ان کی عادت کے مطابق تمام تر سب و شتم ہے۔

اور علامہ سخاوی کے تذکرہ میں ایک موقع پر بڑی حسرت سے فرماتے ہیں :-

ولیت ان صاحب الترجمة صان ذلك الكتاب عن الواقعة في

اکابر العلماء من اقرانه (۲)

کاش صاحب تذکرہ نے اپنی کتاب کو اپنے ہمسرا اکابر علماء کی عیب چینی سے محفوظ رکھا ہوتا۔

اس کے برعکس علامہ سیوطی اس سے بلند تھے، حافظ بقاعی سے سیوطی اور

سخاوی دونوں کی چشمک رہی ہے اور دونوں نے اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے،

الضوء اللامع (۳) اور نظم العتیان فی اعیان الاعیان (۴) پڑھ لے جائیں تو دونوں کی

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۲۴۴

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۱۸۷

(۳) الضوء اللامع فی اعیان القرن الرابع ص ۱۰۱

(۴) نظم العتیان ص ۲۳-۲۴

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۰۱

باب سوم

طبیعت کا اندازہ ہو جائے گا شمس الدین سخاوی نے حسب عادت الضوء الملامع میں علامہ سیوطیؒ کی تہروریزی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے کم و بیش یہی معاملہ دوسروں کے ساتھ بھی روا رکھا ہے اس لئے سیوطی نے بھی ان کے خلاف ایک مقامہ الکاوٹی علی دماغ السخاوی لکھا جس میں ”جزاء سیئة سیئة بمثلها“ پر پورا پورا عمل کیا ہے اور سخاوی نے معاصرین کے معاملہ میں جو زیادتیاں کی ہیں سیوطی نے اس کا پورا بدلہ لیا۔

لیکن علامہ سیوطی نے حافظ سخاوی کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اس کا تعلق دائرہ قلم تک محدود ہے ان کا قلب رشک و حسد سے پاک تھا ان کے دل میں حافظ سخاوی کی طرف سے کوئی میل نہیں تھا اس حقیقت کا انکشاف شیخ عبد الوہاب شعرانی کے بیان سے ہو سکتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

من سامح الناس استحق من فضل الله المسامحة من الله يوم القيمة  
فليظن العبد بالله خيرا ولا يتوقف على تجربة الله فانه نقص في الدين  
الا ان يكون ذلك لغرض شرعى كان يمتنع من مسامحة خصمه ليقح  
في عينه الوقوع في غيبة الناس و نحو ذلك كما كان عليه الشيخ  
جلال الدين السيوطي و صنف في ذلك كتابا سماه تأخير الظلامة الى  
يوم القيمة لكن أخبرني الشيخ امين الدين الامام بجامع الغمري انه  
سمع الشيخ جلال الدين وهو محضر أشهد واعلى اننى سامحت  
جميع من وقع في عرضي من بلغنى الخبر عنهم انما اظهرت لهم علم  
المسامحة زجرا لهم عن الوقوع في اعراض العلماء (۱)

(۱) ملاحظہ ہو مولانا الانوار القدسیہ فی بیان العہود والحدود طبع مصر ۱۳۸۱ھ ص ۵۵۳-۵۵۵

حدیث میں آیا ہے کہ جس نے لوگوں کے ساتھ درگزر سے کام لیا، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کے دن خدا کی طرف سے درگزر و معافی کا مستحق ہوگا، اس لئے بندہ کو اللہ تعالیٰ کے تجربہ پر موقوف نہیں رہنا چاہیے، یہ دین میں نقص و کوتاہی ہے لیکن اگر کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو تو پھر مسامحت کی ضرورت نہیں، تاکہ اس کی نظر میں لوگوں کی غیبت وغیرہ کی قباحت عیاں ہو جائے جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی کا طریقہ تھا انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”تاخیر الظلامہ الی یوم القیامہ“ ہے۔

مجھ سے امین الدین امام جامع غمری نے بیان کیا کہ انہوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کو ان کے انتقال کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ تم لوگ اس پر گواہ رہنا کہ میں نے تمام ایسے لوگوں کو محاف کیا جنہوں نے میری آبروریزی کی جب مجھے اس مذموم حرکت کی خبر ملی تو میں نے ان سے ناراضگی اور بیزاری کا اظہار محض تنبیہ کی غرض سے کیا تھا، تاکہ وہ علما کی آبروریزی سے باز رہیں۔

اور یہی محدث شعرانی التونی ۷۳۹ھ نے لوائح الانوار القدسیہ میں نقل کیا ہے۔

حکى لى الاخ الصالح الشيخ شيب خطيب جامع الازهر قال دخلت على الشيخ جلال الدين السيوطى وهو محتضر فقلت رجله وسألت الصفح عمن كان آذاه من الفقهاء فقال يا اخى قد سامحتهم من حين وقعوا فى حقى وانما اظهرت لهم التشويش والعداوة بسبب ذلك و صفت كو اريس فى الرد عليهم لنلا يعجزوا على أعراض غيرى من الناس فقال الشيخ شيب وهذا هو

كان الظن بكم (لوائح الانوار القدسيه ص ۴۱۷)

مجھ سے برادر صالح خطیب جامع ازہر شیخ شعیبؒ نے بیان کیا کہ میں شیخ جلال الدین سیوطی کے انتقال کے موقع پر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاؤں کو بوسہ دیکر درخواست کی کہ جن فقہانے شیخ کو ستایا ہے ان سے درگزر فرمائیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں تو اسی وقت سے انہیں معاف کر چکا جس وقت سے انہوں نے میری آبروریزی کی، میں نے عداوت اور تشویش کا اظہار اس وجہ سے کیا تھا کہ وہ آئندہ ایسی حرکتوں سے باز رہیں اور اس غرض سے تین کرا سے لکھے کہ وہ میرے سوا اور لوگوں کی آبروریزی کی جرأت نہ کریں یہ سن کر شیخ شعیب نے کہا آپ سے یہی توقع تھی۔

علامہ سیوطی علامہ قسطلانی سے بھی بعض باتوں پر کبیدہ خاطر تھے سیوطی جس زمانہ میں روضۃ المقیاس میں گوشہ نشین تھے علامہ قسطلانی نے ان کے مکان پر آکر دستک دی انہوں نے پوچھا کون؟ جواب دیا، قسطلانی قاہرہ سے برہنہ سر اور برہنہ پایا ہے تاکہ آپ کا دل میری طرف سے صاف ہو جائے یہ سننے کے بعد علامہ موصوف نے نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی اندر ہی سے کہا کہ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی میل نہیں ہے یہ واقعہ مؤرخ عیدروس اور حاجی خلیفہ دونوں نے نقل کیا ہے (۱)

شیخ عبد الوہاب شعرانی کی نقل کردہ تصریحات کے پیش نظر علامہ سیوطی جیسے جامع شریعت و طریقت بزرگ کے قلم سے اکاوی جیسے سخت رسالہ کے نکلنے کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے جس پر انور شاہ کشمیری کو بھی تعجب تھا، فیض الباری میں مذکور ہے۔

(۱) انور السافر عن اخبار القرن العاشر مطبعة الفرات بغداد ۱۳۵۳ھ ص ۱۱۵ اور کشف



علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۰۴

باب سوم

السیوطی انه زار النبی ﷺ اثنی و عشرين مرة فی القطة و مع ذلك رد علی السخاوی و اغلظ له فی الکلام و الف رسالة سماها الکاوی علی راس السخاوی مع ان السخاوی کان اعلم منه (۱)

شیخ سیوطی کو محالت بیداری رسالت مآب ﷺ کی زیارت بائیس مرتبہ نصیب ہوئی اس مرتبہ پر ممتاز ہونے کے باوجود انہوں نے سخاوی کی تردید کی اور ان کے بارے میں سخت باتیں کہیں، اور ان کے خلاف ایک رسالہ بھی مرتب کیا جس کا نام الکاوی علی راس (۱۰ ماغ) السخاوی ہے، حالانکہ سخاوی ان سے زیادہ متقن اور پختہ عالم تھے۔

علامہ سیوطی کی دیگر اکار معاصرین سے بھی علمی معرکہ آرائیاں رہی ہیں مگر وہ بھی دائرہ قلم تک محدود ہیں۔

## اجتہاد کا دعویٰ

علامہ سیوطی نے علوم سبعہ میں تبحر کا جو دعویٰ کیا تھا اس کو اپنی تالیفات سے ثابت کر دکھایا مگر جب انہوں نے اجتہاد کا دعویٰ کیا اور کہا:-

(۱) فیض الباری، طبع قاہرہ ج ۳ ص ۶۶۳۔ ہم نے اعلم منہ کا ترجمہ اتقن منہ سے کیا ہے اور غالباً یہی شاہ صاحب کی مراد ہے کیونکہ یہ منہ علل حدیث میں علامہ سیوطی سے زیادہ متقن اور پختہ عالم تھے ظاہر ہے حافظ سخاوی کے موضوع تحقیق محدود ہیں، وہ حدیث، فقہ، تاریخ و تذکرہ کے علاوہ دوسرے فنون میں قدم نہیں رکھتے اس کے برعکس علامہ سیوطی کے موضوع تحقیق زیادہ ہیں، بالآخر وہ علمی اعتبار سے حافظ سخاوی سے کسی میدان میں پیچھے نہیں رہتے، وسعت نظر میں شیخ الدین سخاوی کا تو ذکر ہی کیا ہے، وہ حافظ سخاوی کے شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی سے بھی زیادہ وسیع النظر عالم ہیں، جیسا کہ گزر چکا رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی صحیح تعداد اوپر گزر چکی ہے

قد اقامنا الله في منصب الاجتهاد لبين للناس ما ادى اليه

اجتهادنا تجديدًا للدين (۱)

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اجتہاد کے منصب پر ممتاز کیا تاکہ ہم تجدید دین کی خاطر لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جن کی طرف ہمارے اجتہاد نے رہنمائی کی ہے۔ تو بڑا ہنگامہ ہوا اور علما نے اس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل کا مطالبہ کیا انہوں نے خاموشی اختیار کی، شیخ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں

حيث تدعى الاجتهاد فعليك الانبات ليكون الجواب على قدر

الدعوى فتكون صاحب مذهب خامس فلم يعجبهم (۲)

آپ نے جب اجتہاد کا دعویٰ کیا ہے تو آپ کو اس کا ثبوت بھی پیش کرنا چاہئے تاکہ جواب دعوے کے مطابق ہو سکے اور آپ بھی پانچویں مذہب کے بانی بن جائیں مگر انہوں نے ان کو جواب نہیں دیا۔

یہ مسئلہ ایسا نہ تھا جو سکوت اختیار کرنے سے دب جاتا اس لئے بڑا ہنگامہ ہوا شیخ عبدالرؤف مناوی کا بیان ہے :-

وقد قامت عليه في زمانه بذلك القيامة ولم تسلم له في عصره (۳)

اور اس دعوے کی وجہ سے اس زمانہ میں ان کے خلاف قیامت برپا ہو گئی تھی اور کسی نے اس دعوے کو ان کے زمانہ میں تسلیم نہیں کیا۔

علامہ سیوطی کے بیان کے مطابق جیسا کہ آگے آئے گا ہنگامہ کا سبب حاسدوں کا یہ مشہور کرنا تھا کہ ان کو مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ ہے جو خلاف واقعہ ہے

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر شرح مع الصغیر طبع قاہرہ ۱۳۸۹ء ج ۱ ص ۱۱

(۲) فیض القدیر شرح جامع الصغیر طبع قاہرہ ۱۳۸۹ء ج ۱ ص ۱۱

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۰۶)

باب سوم

اس سے عوام و خواص سب ان سے برہم ہو گئے لیکن حاسدوں کا ایسا سمجھنا کچھ بیجا نہیں، ایک موقع پر خود علامہ سیوطی نے فرمایا ہے۔

لما بلغت الى مرتبة الاجتهاد المطلق لم اخرج في الافتاء من

مذهب الشافعي (۱)

جب میں اجتہاد مطلق کے مرتبہ پر پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعی سے باہر نہیں گیا اس عبارت سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ اجتہاد مطلق کے منصب پر فائز تھے البتہ اگر اس عبارت میں لفظ المطلق کے بعد المنتسب کی قید کو محذوف مانا جائے تو سیوطی کا مدعا ثابت ہو سکتا ہے کہ المحتشد المطلق سے مراد المحتشد المطلق المنتسب ہے، شہرت کی وجہ سے المنتسب کی قید کا ذکر نہیں کیا بعد کی عبارت میں اس کا قرینہ بھی ہے ائمہ اربعہ کے بعد امت مسلمہ نے کسی مجتہد کو بھی مجتہد مطلق تسلیم نہیں کیا، جتنے بھی مجتہد ہوئے سب مجتہد منتسب تھے، اس لئے علامہ بھی مجتہد منتسب تھے، چنانچہ انہوں نے بھی اس اعتراض کا یہی جواب دیا ہے، شیخ عبد الوہاب شہرانی فرماتے ہیں :-

”اس طرح کی بات حاسدوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کی نسبت بھی مشہور کی حالانکہ شیخ موصوف نے مجتہد منتسب ہونے کا دعویٰ کیا تھا کیونکہ اجتہاد کی دو قسمیں ہیں، اجتہاد مطلق مستقل، جس طرح ائمہ اربعہ مجتہد مطلق تھے ائمہ اربعہ کے بعد ان جریر طبری کے سوا کسی نے اس کا دعویٰ نہیں کیا ان جریر کو بھی مجتہد مطلق تسلیم نہیں کیا گیا اجتہاد مطلق منتسب پر مزنی، قتال، شیخ ابو محمد جوینی، شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور ان کے درجہ کے دوسرے فقہاء فائز تھے، یہ سب علماء مجتہد منتسب تھے

(۱) ذیل الطبقات للشہرانی بحوالہ مقدمہ علامہ محمد زاہد کوثری بر ذیل تذکرۃ الحفاظ طبع دمشق

۸۳۲ھ ص ۸

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۰۷)

باب سوم

مجتہد مستقل نہ تھے میں نے شیخ جلال الدین سیوطی کے قلم سے ایسا ہی لکھا ہوا دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے مجتہد مطلق منتسب ہونے کا دعویٰ کیا تھا حاسدوں کو میرے متعلق یہ گمان ہوا کہ میں نے مجتہد مستقل ہونے کا دعویٰ کیا تھا<sup>(۱)</sup>

مذکورہ بالا تصریح کے بعد مجتہد مطلق مستقل ہونے کی بحث ختم ہو جاتی ہے لیکن علامہ موصوف کا یہ دعویٰ بھی معمولی دعویٰ نہیں تھا مجتہد منتسب کا مقام بھی بہت اونچا ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فقہاء کے نزدیک ان کو مجتہد فی الفتویٰ کا مقام بھی حاصل نہیں تھا اس لئے علامہ سیوطی مجتہد منتسب کے دعویٰ میں بھی ناکام رہے اور علماء نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہیں مناظرہ کی دعوت دی جس کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ انا لا اناظر الا من هو محتہد مثلی (میں اس شخص سے مناظرہ کروں گا جو میرے جیسا مجتہد ہو) اور اس زمانہ میں ان کے گمان میں ان کے جیسا کوئی مجتہد نہیں تھا لہذا مناظرہ بھی نہیں ہو سکتا تھا ان کا گریز دیکھ کر علماء نے چند ایسے مسائل جن کو ائمہ فقہاء نے راجح اور مرجوح کرنے کا فیصلہ کئے بغیر مطلق بیان کیا تھا ان کے پاس بھیجے کہ وہ راجح اور مرجوح کو دلیل سے ثابت کر دیں مگر علامہ سیوطی نے مصروفیت کا عذر کیا حافظ ابن حجر مکی المتوفی ۷۷۳ھ کا بیان ہے :-

لما ادعی الجلال ذلك قام علیه معاصروه ورموه عن قوس واحد وكتبوا له سؤالا فيه مسائل اطلق الاصحاب فيها وجهين وطلبوا منه ان كان عنده ادنى مراتب الاجتهاد وهو اجتهاد الفتوى فليتكلم على الراجح من تلك الأوجه بدليل

(۱) ملاحظہ ہو لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة الله علی

الاطلاق، طبع مصر ۱۲۸۸ھ ص ۱۵۶

على قواعد المجتهدين فرد السؤال من غير كتابة عليه واعتذر

بان له اشتغالا يمنعه من النظر في ذلك (۱)

جب شیخ جلال الدین نے اجتہاد کا دعویٰ کیا تو ان کے معاصرین ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے ایک ہی کمان سے ان پر تیر پھینکے اور انہیں ایک سوال نامہ لکھ کر بھیجا جس میں ایسے مسائل کا ذکر تھا جن میں راجح مرجوح ہر دو وجہ کو مجتہدین نے مطلق چھوڑ دیا تھا اور ان سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر ان کو مراتب اجتہاد میں سے ادنیٰ مرتبہ بھی حاصل ہو جو کہ مجتہد فی الفتویٰ کا منصب ہے تو انہیں مجتہدین کے قواعد و اصول کے مطابق ان مسائل کی وجوہ مختلفہ پر بحث کر کے وجہ راجح کو متا دینا چاہیے مگر انہوں نے جواب کے بغیر ہی سوال واپس کر دیا اور عذر یہ پیش کیا کہ وہ ایسے امور میں مشغول ہیں جو ان مسائل پر غور کرنے سے مانع ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سیوطی مجتہد فی الفتویٰ کا منصب جو اجتہاد کا ادنیٰ مرتبہ ہے، ثابت کرنے سے قاصر رہے، اس پر شیخ شہاب الدین ابو العباس رطبی شافعی التتویٰ ۴۰۵ھ کا تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے، وہ فرماتے ہیں :-

فتأمل صعوبة هذه المرتبة اعنى اجتهد الفتوى الذى هو ادنى مراتب الاجتهاد و يظهر لك ان مدعيها فضلا عن مدعى الاجتهاد المطلق فى حيرة من امره وفساد فى فكره وانه ممن ركب متن عمياء و خبط خبط عشوا (۲)

(۱) ملاحظه ہو فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

(۲) فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

تم اس مرتبہ کی دشواری پر غور کرو یعنی اجتہاد فتویٰ پر جو اجتہاد کا ادنیٰ مرتبہ ہے تو تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ اس کا مدعی اس میں بھی حیرت میں رہے اس کا فکر بھی درست نہیں اجتہاد مطلق کا تو ذکر ہی کیا سیوطی ان لوگوں میں سے ہیں جو اندھ سی اونٹنی کی پشت پر سوار ہوئے اور اس کی طرح بے راہ چلے۔

بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سوالات کا مطالبہ زیادہ زور پکڑ گیا تو علامہ سیوطی کو چارو ناچار بعض سوالات کا جواب لکھنا پڑا، یہ جوابات بھی ان کے اجتہاد کا نتیجہ نہیں بلکہ وہی جوابات تھے جو علماء پہلے دے چکے تھے شیخ عبدالرؤف مناوی اپنے شیخ شمس الدین رطلی کے حوالہ سے فیض القدر میں نقل ہیں۔

”فقہ دوراں اور دسویں صدی ہجری کے شیخ افتاء و تدریس ہمارے شیخ شمس الدین رطلی نے اپنے والد شیخ الاسلام ابو العباس رطلی سے نقل کیا ہے کہ ان کو ان اٹھارہ فقہی مسائل خلافیہ کے سوال کا علم ہوا جن کے بارے میں شیخ جلال الدین سیوطی سے پوچھا گیا تھا اور انہوں نے ان میں سے صرف آدھے سوالات کا جواب دیا تھا اور باقی کے متعلق یہ عذر کیا تھا کہ ان میں ترجیح کی جرأت جاہل یا فاسق ہی کر سکتا ہے، شیخ ابو العباس رطلی کا بیان ہے کہ میں نے ان پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے اکثر مسائل پر پہلے ہی بحث ہو چکی ہے، میرے منہ سے نکلا سبحان اللہ! وہ شخص اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے جس کی ان مسائل پر بھی نظر نہیں میں نے ان مسائل میں سے تیرہ مسئلوں کا محکم جواب قدماء کے کلام سے ایک ہی مجلس میں دیدیا اور باقی کے مکمل جواب دینے کا مصمم عزم کر لیا مگر اسی شب مجھ پر ضعف طاری ہو گیا اور اس کو میں نے مولف (سیوطی) کی کرامت پر محمول کیا اس واقعہ کے نقل کرنے کا مقصد خدا نخواستہ ان کا مرتبہ گھٹانا یا ان پر زبان طعن دراز کرنا نہیں ہے بلکہ بعض کم فہموں کو ان کے مختارات

## سبیل سکینہ

### علامہ جلال الدین سیو

باب سوم

اور ان مسائل میں جن کو انہوں نے اپنا مذہب بتایا ہے ان کی تقلید سے بچنا مقصود ہے، خاص طور پر ان مسائل میں جن میں انہوں نے اپنے دعوؤں میں ائمہ اربعہ کے خلاف کہا ہے یہ بات میں ان کی جلالت شان، وسعت معلومات، علوم شرعیہ اور اس کے متعلقات میں چٹنگی و مہارت فن کے پورے اعتراف کے ساتھ کہتا ہوں کہ اجتہاد ان کے لئے ایک کانٹے دار درخت کو پکڑ کر کھینچنے سے کم دشوار نہیں ہے (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ سیوطی کا یہ بیان کہ جب میں مجتہد مطلق کے مرتبہ کو پہنچا تو مذہب شافعی سے باہر نہیں نکلا صحیح نہیں کیونکہ وہ بعض مسائل میں ائمہ اربعہ سے بھی منفرد رائے رکھتے ہیں اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی کو نہ ان کی زندگی میں مجتہد فی الفتویٰ تسلیم کیا گیا اور نہ ان کی وفات کے بعد بلاشبہ وہ وسیع النظر ہیں مگر دقیق النظر اور فقیہ النفس نہیں اور نہ اچھے متکلم ہیں۔ انہیں وراثت حدیث پر بڑا ناز ہے، صحاح ستہ پر انہوں نے حواشی بھی لکھے ہیں ان میں سے بعض شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ ان میں فقہ حدیث پر کوئی غیر معمولی کلام نہیں بلکہ ہندو پاکستان کے بعض علماء نے فقہ حدیث پر ان سے بہتر بحث کی ہے صرف و نحو اور معانی و بیان میں ان کو مہارت کا بڑا دعوئی ہے جو چند اہل غلط بھی نہیں ہے، مگر ان کی فہم و بصیرت کا یہ حال ہے کہ وہ صرف و نحو کی بنا پر بعض احادیث کی توجیہ کو غیر صحیح قرار دیتے ہیں اور سر زمین سندھ کا ایک محدث شیخ ابو الحسن سندھی جس کو صحاح ستہ پر حواشی لکھنے کی سعادت حاصل ہے اس جہت سے اس توجیہ کو صحیح ثابت کرتا اور فقہ حدیث پر ان سے زیادہ غامض بحث کرتا ہے اگر مجتہد کے لئے اتنی

استعداد اور بصیرت کافی ہے تو پھر ہمارے یہاں کے وہ فقہاء و محدثین جن کو فقہ حدیث میں یدِ طولیٰ حاصل ہے، سیوطی سے بلند تر مجتہد ثابت ہو سکتے ہیں۔

مجدد عصر ہونے کا دعویٰ

علوم قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت اور دین کی تقویت و نصرت میں علامہ سیوطی کا نمایاں مقام ہے اور اس سلسلہ میں ان کی مساعی بڑی بادر ثبات ہوئی تھیں اس لئے انہیں مجدد عصر ہونے کا بھی دعویٰ تھا کیونکہ تجدید کے معنی علوم قرآن و سنت کی اشاعت اور احکام الہی کی اطاعت و اجراع سنت کی ترغیب ہے، محدث علقمی فرماتے ہیں۔

معنى التحديد احياء ما اندرس من العمل من الكتاب والسنة  
والا مر بمقتضاها واعلم ان المجدد انما هو بغلبة الظن  
يقرائن احواله والا نتفاح بعلمه (١)

تجدید کتاب و سنت کے ان اعمال کے احیا اور ان کے مطابق عمل کی دعوت کا نام ہے جو مٹ چکے ہوں، یہ واضح رہے کہ مجدد جس کو بھی کہا جاتا ہے وہ اس غلبہ فطن کی بنا پر کہا جاتا ہے جو اس کے احوال اور علم سے انتفاع کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔

غالباً اس لئے علامہ موصوف نے حسن المحاضرہ میں ائمہ مجددین کے بعد اپنا تذکرہ کیا ہے، اور اٹھائیس شعروں پر مشتمل ایک ارجوزہ (منظومہ) بھی لکھا ہے جس میں ہر صدی کے مجددین کو نام بنام گنایا ہے، اس کا نام تحفۃ المہتدین باخبار المجددین ہے شیخ عبدالرؤف مناوی التوفی ۱۰۳۱ھ نے فیض القدر شرح الجامع الصغیر (ج ۲ ص ۲۸۱) میں اور محی نے خلاصۃ الاثر میں حافظ شمس الدین محمد ابن احمد رملی التوفی ۱۰۴۰ھ

(١) ملاحظه ہو فیض القدیر طبع قاہرہ ۱۳۵۶ھ ج ۲ ص ۲۸۱



باب سوم

(۱۱۲)

علامہ جلال الدین سیوطی

کے حالات میں تجدید کی بحث میں یہ پورا ارجوزہ نقل کر دیا ہے (۱)

اس میں علامہ علم الدین بلقینی اور حافظ زین الدین عراقی کے بعد نویں صدی ہجری کے مجددین کی فہرست میں حیثیت امیدوار بس اپنا ہی ذکر کیا ہے کہتے ہیں :-

وقدر جوت اننی المجدد فیہا بفضل اللہ لیس بجحد (۲)

اور مجھے امید ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں گا اللہ تعالیٰ کی نعت کا انکار نہیں کیا جاسکتا

حسن الحاضرہ میں علامہ بلقینی کے تذکرہ میں یہ الفاظ ”عسی ان یکون المبعوث علی رأس المائة التاسعة من اهل مصر“ بھی اسی کے غماز ہیں (۳) بلکہ شیخ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں :-

صرح فی عدة تألیفہ بانہ المجدد علی رأس المائة التاسعة (۴)

سیوطی نے اپنی متعدد تالیفات میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ وہ نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔

بعض علماء کو ان کے اس دعوے سے اختلاف ہے وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری کو اس عصر کا مجدد قرار دیتے ہیں چنانچہ سیوطی کے معاصر فقہہ عبداللہ بن عمر یا خرمہ المتوفی ۹۷۲ھ فرماتے ہیں۔

(۱) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر از محمد امین محی، طبع مصر ۱۳۸۲ھ ج ۳ ص ۳۴۴

(۲) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج ۳ ص ۳۴۵

(۳) حسن الحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۳

(۴) فیض القدر ج ۱ ص ۱۱

يقرب عندي ان المجدد للمائة العاشرة القاضي زكريا لشهرة  
الانتفاع به و تصانيفه واحتياج غالب الناس اليها لا سيما يتعلق  
بالفقه و تحرير المذهب بخلاف كتب السيوطي فانها و ان  
كانت كثيرة فليست بهذه المثابة على ان كثيرا منها مجرد  
جمع بلا تحرير واكثرها في الحديث من غير تمييز الطيب من  
غيره بل كانه حاطب ليل و صاحب ذيل والله تعالى يرحم  
الجميع و يعيد علينا من بركاتهم (۱)

میرے اندازے میں دسویں صدی ہجری کے مجدد قاضی زکریا انصاری  
ہیں کیونکہ ان کی ذات اور ان کی تصانیف سے انتفاع کی بڑی شہرت ہے اور  
لوگوں کی اکثریت کو ان کی احتیاج ہے، خاص طور پر فقہی اور مذہب کی  
وضاحت کے امور میں، اس کے برعکس سیوطیؒ کی کتابیں اگرچہ تعداد میں  
بہت ہیں، لیکن وہ اس کے پایہ کی نہیں ہیں ان میں زیادہ تر بغیر کسی بحث و  
تنقید کے محض مجموعے ہیں جن میں بیشتر حدیث میں بھی صحیح وغیر صحیح  
کی کوئی تمیز نہیں کی گئی وہ حاطب لیل (رطب دیابس جمع کرنے والے)  
اور صاحب ذیلی (ہر بات نقل کرنے والے) ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب پر  
رحم فرمائے اور ہمیں ان کی برکات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

مؤرخ عبدالقادر عیدروسی التوتنی ۱۰۳۸ھ کا رجحان بھی اسی طرف ہے  
چنانچہ انہوں نے ”النور السافر“ میں شیخ الاسلام زکریا انصاری کے تذکرہ میں فقہیہ

علامہ جلال الدین سیوطی

۱۱۴

باب سوم

محرّمہ کی مذکور بالا عبارت ان کا نام لئے بغیر من و عن نقل کی ہے (۱) اس طرح حافظ ابن حجر مکی المتوفی ۸۵۰ھ نے اپنے استاد شیخ الاسلام زکریا انصاری کو مجدد دین میں سے شمار کیا ہے لیکن محققین کے نزدیک ایک صدی میں مختلف حیثیتوں سے کئی مجدد ہو سکتے ہیں، اس لئے تمدنی خدمات کے اعتبار سے بلاشبہ شیخ الاسلام زکریا انصاری اس عصر کے مجدد تسلیم کئے جاسکتے ہیں لیکن جن دلائل کی بنا پر ان کو مجدد قرار دیا گیا ہے وہ علامہ سیوطی میں بھی بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں، چنانچہ وسعت نظر، کثرت تالیفات، غیر معمولی معلومات، افادہ و استفادہ خاص و عام اور حسن قبول میں ان کا اور علامہ سیوطی کا کوئی مقابلہ نہیں ہے، علامہ علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ نے اپنے استاد حافظ ابن حجر قسیمی مکی کے اس خیال کی تردید ہی نہیں کی ہے بلکہ اس کے ثبوت میں علامہ سیوطی کے تجدیدی کارناموں کا تعارف بھی حسب ذیل الفاظ میں کرایا ہے اور ان ہی کو اس دور کا مجدد تسلیم کیا ہے۔

اغرب ابن حجر و حمل المجددین محصورین علی الفقهاء  
الشافعية و ختمهم بشيخه الشيخ زكريا مع انه غير معروف  
بتحديد فن من العلوم الشرعية و شيخ مشائخنا السيوطي هو  
الذي احيا علم التفسير الماثور في الدر المنثور و جمع جميع  
الاحاديث المتفرقة في جمع الجوامع المشهور وما ترك فنا الا  
وله فيه متن او شرح سطور بل وله زيادات و مخترعات  
يستحق ان يكون هو المجدد في القرون المذكور كما ادعاه

(۱) النور السافر عن اخبار القرن العاشر ص ۱۲۴

وہو فی دعواہ مقبول و مشکور .

ابن حجر مکی نے یہ عجیب بات کی کہ مجددین کو فقہاء شافعیہ میں محدود کر دیا اور خاتمہ المجردین اپنے استاد شیخ زکریا انصاری کو قرار دیا حالانکہ علوم شرعیہ میں سے کسی علم و فن کی تجدید میں انہیں شہرت حاصل نہیں ہے اور ہمارے استاذ الاساتذہ سیوطی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے تفسیر ماثور کو کتاب در مشہور میں زندہ کیا اور تمام منتشر حدیثوں کو اپنی مشہور کتاب جمع الجوامع میں جمع کر دیا اور کوئی فن نہیں چھوڑا ہے جس میں کوئی نہ کوئی کتاب نہ لکھی ہو یا کسی کتاب کی شرح نہ کی ہو بلکہ اس پر اٹھانے اور نئی نئی تحقیقات کی ہیں جس کی بنا پر وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ مذکورہ بالا صدی کے مجدد قرار پائیں جیسا کہ انہوں نے خود بھی اس کا دعویٰ کیا ہے اور وہ اپنے اس دعوے میں مقبول اور کامیاب ہیں۔

اس مسئلہ میں فاضل لکھنوی مولانا عبدالحی فرنگی محلی بھی ملا علی قاری کے ہمواہیں چنانچہ التعلیق المجرب میں رقمطراز ہیں :-

وانہ حقیق بان یعد من مجددی الملة المحمدية فی بدء المائة العاشرة و آخر التاسعة كما ادعاه بنفسه و شهد بكونه حقیق به من جاء بعده كعلی القاری المکی (۱)

سیوطی بلاشبہ دسویں صدی ہجری کے مجددین ملت محمدیہ میں شمار ہونے کے لائق ہیں جیسا کہ انہوں نے خود دعویٰ کیا ہے اور ان کے آنے والے علماء جیسے ملا علی قاری نے اس امر کی شہادت دی ہے کہ وہی مجدد ہونے کے لائق ہیں۔

موصوف ”لتعليقات السنيه“ میں لکھتے ہیں :-

هو المجدد المائة التاسعة خاتم الحفاظ جلال الدين الخ (۱)

خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی ہی نوں صدی ہجری کے مجدد ہیں

فتاویٰ میں بھی یہی لکھا ہے (۲) اور حقیقت میں بھی یہی ہے کہ علامہ سیوطی کی علمی خدمات ان کے مجدد عصر ہونے کی شاہد عدل ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطی کا مجددین کے زمرہ میں شمار اضافی حیثیت سے ہے، ورنہ قدام مجددین سے ان کو کوئی نسبت نہیں ہے ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں :-

ولاشك ان هذا التجدد امر اضافي لان العلم كل سنة في التناول

كما ان الجهل كل عام في الترقى وانما يحصل ترقى علماء زماننا

بسبب تنزل العلم في اواننا والا فلا مناسبة بين المتقدمين

والمتاخرين علماء وعملاً وفضلاً وتحقیقاً و تدقیقاً (۳)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ یہ تجدید ایک امر اضافی ہے کیونکہ علم سال بسال

گھٹتا جا رہا ہے اور جملہ ہوتا جا رہا ہے ہمارے دور کے علماء کی ترقی ہمارے علم کے

تنزل کے سبب سے ہے ورنہ متقدمین اور متاخرین علماء میں علم و عمل، حلم و فضل

اور تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

(۱) التعليق المجد علی موطا محمد طبع کراچی ص ۲۵

(۲) مجموعۃ الفتاویٰ از مولانا عبدالحی مطیع یوسفی لکھنؤ ۱۳۲۰ھ ج ۲ ص ۱۵۲

(۳) مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۳۸

## باب چہارم

### تصنیفات و تالیفات

#### زود نویسی اور زود تالیفی

علامہ سیوطیؒ کو تصنیف و تالیف میں ملکہ خاص حاصل تھا وہ زود نویسی میں اپنی نظیر آپ تھے، ہر موضوع پر بہت جلد کتاب تیار کرتے تھے، اس لئے انہیں کثرت تالیفات میں نہایت بلند مقام حاصل ہے، مؤرخ غزی کا بیان ہے۔

وكان في سرعة الكتابة والتأليف آية كبرى من آيات الله تعالى  
قال تلميذه الشمس الداودي عانيت الشبخ وقد كتب في يوم  
واحد ثلاثة كرايس تاليفاً و تحريراً وكان مع ذلك يملئ  
الحديث و يجيب عن المتعارض منه باجوبة حسنة (۱)

(سیوطیؒ) زود نویسی اور زود تالیفی میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی تھے، ان کے تلمیذ شمس الدین داودی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ (سیوطیؒ) کو دیکھا کہ وہ ایک دن میں تین کرا سے تالیف کرتے اور لکھ لیتے تھے، حالانکہ وہ حدیثیں بھی املا کرتے اور پیش آمدہ سوالات کے معقول جوابات بھی دیتے تھے۔

شیخ سیوطیؒ کی زود نویسی اور زود تالیفی حیرت انگیز ہے، ملفوظات عزیز یہ ہیں ہے ”ارشاد شد حتی سبحانہ تعالیٰ در عمر پیشیاں و زود قات پیشیاں برکت می دہد

چنانچہ جلال الدین سیوطی المصری الشافعی صاحب تصانیف کثیرہ یودو  
اوقات حساب کردند بعد دفع پانزدہ سال کہ سن صغیر است و دو اوزدہ ورق ہر  
روز افتاد پس کے حج کرد و حفظ قرآن و درس علوم و تدریس (۱)

پچھلوں کی عمر اور ان کے اوقات میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا تھا  
چنانچہ جلال الدین سیوطی مصری کہ ان کی وفات کے بعد ابتدائی چندہ سال جو  
چھوٹی عمر ہوتی ہے خارج کر کے ان کی تصانیف کے اوراق کو شمار کیا تو ہر روز  
بارہ ورق بیٹھے (حیرت ہے کہ) انہوں نے کب حج کیا، کب قرآن حفظ کیا اور  
کب علوم حاصل کئے اور درس و تدریس کی۔

اتنی کم مدت میں علامہ سیوطیؒ کا سینکڑوں کتابیں لکھ دینا عالم ارواح سے ان  
کے قوی تعلق کی دلیل ہے، کیونکہ وقت میں وسعت اسی وقت ہوتی ہے جب انسان کا  
تعلق عالم ارواح سے قوی ہو جاتا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اس کی یہی  
علت بیان فرمائی، حکیم الامتہ مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔

جب میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بمقام مکہ  
معظمہ مقیم تھا تو حسب الحکم تنویر کا ترجمہ کیا (ترجمہ) کر کے روز کے روز حضرت کو  
ساتا رہتا تھا، حضرت پوچھتے کہ کیا یہ سب ایک ہی دن کا ترجمہ کیا ہوا ہے، میں عرض  
کر دیتا کہ جی ہاں ایک دن (کا)

فرمایا کہ جب عالم ارواح سے تعلق ہو جاتا ہے تو وقت میں وسعت ہو جاتی  
ہے، کیونکہ روح میں وسعت ہے یہ حضرت حاجی صاحبؒ کے الفاظ ہیں۔ بزرگوں کی جو

(۱) ملفوظات عزیزیہ مطبع مجبائی میرٹھ ۱۳۱۲ھ ص ۳۶

تصانیف ہیں اگر ان کی تعداد کو اور حجم کو دیکھا جائے تو یہ کسی طرح عادیہ ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی شخص اتنی عمر میں اتنی کتابیں تصنیف کر سکتا ہے، چنانچہ حضرت جلال الدین سیوطی نے تفسیر جلالین نصف اول صرف چالیس دن میں لکھی تھی، ملا جیون نے بھی صرف سترہ برس کی عمر میں تفسیر احمدی لکھی، ان حضرات کے وقت میں بہت برکت ہوتی تھی“ (۱)

علامہ سیوطیؒ کی زود نویسی زود تالیفی اور قدرت کلام کا یہ حال تھا کہ رجب ۸۶۹ھ میں مکہ میں علامہ شرف الدین اسماعیل یمنی المتوفی ۸۳۷ھ کی عنوان الشرف کے طرز پر ایک کراسہ ایک دن میں لکھا جن میں نحو، بدیع، معانی اور عروض سب علوم سمودئے۔ یہ کراسہ ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) سطروں پر مشتمل ہے اس رسالہ کا نام الحقة المسکية والحقة المسکية ہے (۲)

الالفیہ فی علوم الحدیث یہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس میں حافظ عبد الرحیم العراقي المتوفی ۸۰۶ھ کے الفیہ سے معارضہ کیا ہے یہ ۸۸۱ھ میں پانچ دن میں تالیف کیا تھا۔ روزانہ دو سو شعر (۲۰۰) فن حدیث کی اصطلاحات میں کہے اور لکھتے ہیں اور عراقی کے الفیہ کے مقالہ میں معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے (۳)

تصنیفی زندگی میں سرقہ (چوری) کا الزام

علامہ سیوطی کے معاصرین میں حافظ سخاوی نے ان پر مجملہ اور اعتراضات

(۱) الاضافات الیومیہ من الافادات القیومیہ، طبع تھانہ بھون ۱۹۳۱ء ج ۷ ص ۷۷

(۲) حاجی خلیفہ: ۲/ ۱۹۶۹ء

(۳) الفیہ السیوطی فی علم الحدیث تحقیق احمد محمد شاہ (بیروت) المکتبۃ العلمیۃ ص ۱۲۶



علامہ جلال الدین سیوطی

۱۲۰

باب چہارم

کے ایک اعتراض یہ بھی کیا تھا کہ وہ دوسرے مصنفین کی کتابوں میں معمولی تصرف کر کے ان کو اپنے نام سے منسوب کرتے ہیں، اس الزام کے ثبوت میں علامہ سخاوی نے اپنی اور اپنے استاد حافظ ابن حجر عسقلانی کی بعض تصانیف کے نام بھی لکھے ہیں، الضوء اللامع میں لکھتے ہیں :-

واختلس حين كان يتردد الى ما عملته كثيرا كالخصال الموجبة للظلال والا سماء النبوية والصلوة على النبي ﷺ وموت الأبناء ومالا احصره بل اخذ من كتب المحمودية وغيرها كثيرا من التصانيف المتقدمة التي لا عهد لكثير من العصرين بها في فنون فغيرها يسيراً وقدم واخرو نسبها لنفسه وهو في مقدماتها بما يتوهم منه الجاهل مما لا يوفي بعضه (۱).

میرے پاس ان کی جس زمانے میں آمد و رفت تھی انہوں نے میری بہت سی تالیفات کو اڑایا تھا جیسے الخصال الموجبة للظلال اسماء النبوية، الصلوة على النبي ﷺ و موت الأبناء وغیرہ بہت سی ایسی کتابیں جن کو میں شمار بھی نہیں کر سکتا بلکہ انہوں نے مکتبہ محمودیہ (۲) وغیرہ سے ایسی بہت سی پرانی

(۱) الضوء اللامع ج ۴ ص ۶۶۰

(۲) یہ مشہور مورخ اور حافظ حدیث شیخ برہان الدین بن جماع التوتنی ۹۰ھ کا ذاتی کتب خانہ تھا اور اس لحاظ سے بے نظیر تھا کہ اس میں زیادہ تر ایسی کتابیں جمع کی گئی تھیں جو مصنفین کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی تھیں جب علامہ ابن حجر عسقلانی کا انتقال ہوا تو محمود بن علی استاد نے اس کتب خانہ کو ان کے ورثہ سے خرید کر وقف عام کر دیا یہ کتب خانہ ایک ہزار مجلدات پر مشتمل تھا، مؤرخ شمس الدین سخاوی نے الجوہر والدری ترمیمہ شیخ الاسلام ابن حجر میں لکھا ہے کہ ۸۲۶ھ میں اس کتب خانہ کے ناظم اعلیٰ شیخ فخر الدین عثمان طاعی التوتنی ۸۲۸ھ کو (جاری ہے)

کتابیں لیکر جن کا علم بہت سے معاصرین کو نہ تھا ان میں تھوڑا بہت تصرف اور کچھ عبارتیں آگے پیچھے کر کے اپنی طرف منسوب کیا۔

کتب خانہ سے چار سو مجلدات کے خورد برد کرنے کے جرم میں معزول کیا گیا تو ان کے لئے حافظ ابن حجر کو اس کا نگران اعلیٰ مقرر کیا گیا انہوں نے کتابوں کو فن وار مرتب کیا، فهرست تیار کی اور اپنی زندگی بھر اس کی نگرانی کے فرائض انجام دیئے، مقریزی نے کتاب الخطط والآثار میں اس کتب خانہ کے متعلق لکھا ہے۔

لا يعرف اليوم بديار المصر والشام مثلها ص ۳۳۸

دیار مصر و شام میں آج اس جیسا کتب خانہ نہیں ہے۔

۹۲۳ھ میں جب سلیم عثمانی نے مصر فتح کیا تو اس کی اکثر و بیشتر کتابیں استنبول منتقل کی گئی تھیں۔

جمال الدین محمود استوار نے اس کتب خانہ کے وقف نامہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ کتاب کتب خانہ سے باہر لیجانے کی اجازت نہیں، علامہ سیوطی نے اس کتب خانہ سے استفادہ کیا اور یہاں سے کتابیں باہر لیجانے کے جواز کا فتویٰ دیا۔

”شیخ عبدالوہاب شعرانی التتوی ۹۷۳ھ لطائف المنن ص ۴۶۲ میں رقم طراز ہیں مدرسہ محمودیہ استوار کی کتابوں کے لئے وقف نامہ میں یہ شرط تھی کہ مرمت یا اختلاف وغیرہ کے خطرے کے سوا کسی صورت میں کوئی کتاب مدرسہ سے باہر نہیں جائے گی مگر شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کتب خانہ سے کتاب مستعار لیجانے کا فتویٰ دیا اور کہا کہ میں نے اپنے استاد شیخ الاسلام علم الدین بلقینی اور اپنے شیخ شرف الدین مناوی کو دیکھا ہے کہ وہ مدرسہ محمودیہ کے کتب خانہ سے کتابیں مستعار لیجاتے تھے اور وہ ان کے گھر میں کئی کئی برس تک رہتی تھیں یہ دونوں امام قابل تقلید ہیں، انہیں فقہ میں اعلیٰ مرتبہ جو مجتہد فی اللہ ہب کا مقام ہے حاصل تھا شیخ مناوی صاحب احوال و کرامات بزرگ تھے اگر وہ اس کو جائز نہ سمجھتے تو ہرگز ایسا نہیں کرتے۔“

علامہ سیوطی نے اس کے جواز میں چار دلیلیں پیش کی ہیں جن میں چوتھی دلیل (جاری ہے)

اور ان کے مقدمات میں ایسی مرعوب کن باتیں بڑھائیں جن سے جاہل و ہم میں پڑ جاتا ہے، حالانکہ ان میں سے بعض باتوں کا بھی حق ادا نہیں کیا۔ (۱)

لیکن قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ حافظ سخاوی کے اس بیان سے متفق نہیں، وہ لکھتے ہیں :-

”یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے ہمیشہ مصنفین کا یہی طریقہ رہا ہے ہر متاخر متقدم کی کتاب سے اخذ و انتخاب یا اس کا اختصار یا اس کی وضاحت یا اس پر اعتراض کرتا ہے یا اس قسم کی دوسری اغراض ہوتی ہیں جو تصنیف و تالیف پر آمادہ کرتی ہیں ایسا کون

(بقیہ حاشیہ) سب سے قوی ہے کہ شریعت کا اصول ہے کہ نص کی تخصیص بھی جائز ہے جب نص شارع کی تخصیص جائز ہے تو نص واقف میں تخصیص بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی، اس وقف سے واقف کا مقصد نفع رسانی اور کتابوں کی حفاظت تھا، اب اگر کسی شخص کو تصنیف کے سلسلہ میں کسی کتاب کی ضرورت ہے اور کتب خانہ کے اوقات مقرر و محدود ہیں جس کی وجہ سے وہ کتابوں سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا، ایسی صورت میں کیا کتابوں کی حفاظت کا اطمینان ہو جانے کے بعد بھی ان کو کتب خانہ سے باہر لیجانے کی اجازت نہ ہوگی، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اس شخص کو ممانعت سے مستثنیٰ قرار دینا پڑے گا کیونکہ واقف کے لفظ میں جو عموم تھا اس میں تخصیص کی گئی ہے۔

تاہم اس سلسلہ میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اول اس کتب خانہ کی انہی کتابوں کو مستعار لینا مناسب ہے جو دوسرے کتب خانہ میں موجود نہ ہوں دوسرے مستعار کتاب کو ضرورت سے زیادہ عرصہ تک رکھنا جائز نہیں ہے

(ملاحظہ ہو ہندل المہود فی خزائنہ محمود)

باب چہارم

(۱۲۳)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

مصنف ہے جو متقدمین کی کتابوں پر اعتماد نہ کرتا ہو اور انکی تصانیف سے اخذ و استفادہ نہ کرتا ہو۔“ (۱)

حافظ سخاوی کا یہ بیان معاصرانہ چشمک کی وجہ سے مبالغہ تو قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اس کو بے اصل نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ علامہ سیوطی نے ذیل طبقات الحافظ میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصانیف سے استفادہ کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

وان یکن فاتنی حضور مجالسہ والفوز بسماع کلامہ والاخذ

عنه فقد انتفعت فی الفن بتصانیفہ واستفدت منها الكثير (۲)

اگرچہ میں ان کی مجالس درس کی حاضری سے محروم رہا اور مجھے ان کی باتیں سننے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی اور ان سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا تاہم

(۱) ملاحظہ ہو البدر الطالع مجاسن من بعد القرن السابع، قاہرہ ۱۳۲۸ھ ج ۱ ص ۳۳۳۔  
قاضی شوکانی نے اس معاملہ میں علامہ سیوطی کی حمایت اور حافظ سخاوی کی تردید میں جو زور قلم دکھایا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ قاضی شوکانی بھی اس معاملہ میں علامہ سیوطی سے کچھ کم نہیں ہیں ان کی تالیفات میں نیل الاوطار شرح منہج الاخبار فن حدیث میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے اس کے متعلق حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری کا یہ تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے۔

اعلم ان نیل الاوطار ماخوذ من اربعة کتب فتح الباری و تلخیص

الحجیر و مجمع الزوائد و شرح الترمذی للعراقی (فیض الباری طبع

قاہرہ ج اول ۱۲۶۱ھ)

نیل الاوطار چار کتبوں فتح الباری، تلخیص الحجیر، مجمع الزوائد اور شرح ترمذی عراقی سے ماخوذ ہے

(۲) ذیل طبقات الحافظ للذہبی، مطبعہ التوفیق، دمشق ۱۳۴۲ھ ص ۳۸۲

باب چہارم

میں نے فنِ حدیث میں ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا اور غیر معمولی استفادہ کیا ہے۔

اسی طرح انہوں نے کتب خانہ استاد کی کتابوں کا حوالہ بھی اپنی تالیفات میں دیا ہے اور اس کتب خانہ کی کتابیں بھی مستعار لی جانے پر ان کا فتویٰ موجود ہے۔

### انداز تالیف و تصنیف

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا انداز تصنیف اچھوتا اور نرالا ہے وہ پہلے موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں پھر اس فن پر جن اہل علم نے کتابیں لکھیں ان کا تعارف کراتے، اور ان پر تبصرہ کرتے ہیں اس کے بعد اصل موضوع پر لکھتے ہیں (۱) یہ موصوف کا وہ انداز تحقیق ہے جس پر آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ موصوف پر عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں کثرت سے ضعیف روایات نقل کرتے ہیں اس اعتراض کا جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے جو دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ چونکہ مآخذ کی نشاندہی کرتے ہیں اس لئے اہل علم پر ان روایات کی حیثیت عیاں ہو جاتی ہے (۲) تصانیف کے متعلق اہل علم کی آراء

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کے متعلق بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ وہ رطب ویابس کا مجموعہ ہوتی ہیں اس کے متعلق فقیہ عبداللہ بن عمر باخزمہ شافعی النوفیؒ ۹۷۲ھ کی رائے اوپر گزر چکی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علامہ سیوطیؒ کی مذہبی تالیفات کو چوتھے طبقہ

(۱) السیوطیؒ 'الاتقان' تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم (مقدمہ محقق)

(۲) عبدالعزیز محدث دہلویؒ 'مجموعہ فتاویٰ عزیز یہ' مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۳ھ ج ۲ ص ۸۱-۸۲

کی کتابوں میں شمار کیا ہے، جن میں صحت کا پورا التزام نہیں ہوتا، موصوف الانتخاب سلاسل اولیاء اللہ و وارثی اسانید رسول اللہ میں رقم طراز ہیں :-

”طبقہ رابعہ احادیث کے نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخران آنرا روایت کردہ اند، پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند و آنہا را اصلے نیافتند تا مشغول بروایت آنہا می شدند یا یافتند و درال قدح و علی دیدند کہ باعث شدہ ہمہ آنہا بر ترک روایت آنہا و علی کل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنها تمسک کردہ شود و لعمریہ ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا، شعر

فان كنت لا تدري فليكن مصيبة وان كنت تدري فالمصيبة اعظم  
و ایں قسم احادیث راہ بسیارے از محدثین زدہ است و جہت کثرت طرق  
ایں احادیث کہ دریں قسم کتب موجود اند مفرور شدہ حکم، ہوا تر آنہا نمودہ  
در مقام قطع یقین بدل تمسک جستہ برخلاف احادیث طبقات اولی و ثانیہ و  
ثالثہ مذہبے بر آوردہ اند و دریں قسم احادیث کتب بسیار مصنف شدہ اند  
برخے را شماریم کتاب التعفاء لابن حبان و تصانیف الحاکم کتاب التعفاء  
للعسقلانی کتاب الکامل لابن عدی، تصانیف ابن مردودیہ، تصانیف خطیب،  
تصانیف ابن شاین، تفسیر ابن جریر فردوس دلیلی بلکہ سائر تصانیف او،  
و تصانیف ابی نعیم، و تصانیف جوزقانی، تصانیف ابن عساکر، تصانیف  
ابو الشیخ، تصانیف ابن نجار۔۔۔ ما یہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در

رسائل و نوادر ہمیں کتابیہا است و اشتغال باحادیث ایں کتب و استنباط

## احکام از آنہا لا طاعل می نماید (۱)

چوتھا طبقہ :- اس طبقہ میں وہ محدثین داخل ہیں جن کا قرون اولیٰ (دور صحابہ و تابعین) میں نام و نشان نہیں ملتا مگر متاخرین علماء نے ان حدیثوں کو نقل کیا ہے ان کے متعلق دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو سلف صالحین نے ان کی چھان بین کی ہے اور انہیں ان کی کوئی اصل نہیں ملی کہ وہ ان کو روایت کرتے، یا ان کی اصل تو پائی مگر ان میں علت و قباحت دیکھ کر روایت سے گریز کیا بہر حال دونوں صورتوں میں ان حدیثوں سے اعتماد اٹھ گیا اور وہ اس قابل نہیں کہ کسی عمل یا عقیدہ کے ثبوت کے لئے ان کو دلیل بنایا جائے، ایسی ہی باتوں کے لئے بعض مشائخ نے کیا خوب کہا ہے۔

ان كنت لا تدري فتلك مصيبة وان كنت تدري فالمصيبة اعظم  
پس اگر تو نہیں جانتا تو یہ بھی مصیبت ہے، اور اگر تو جانتا ہے تو یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کو غلطی میں ڈالا ہے وہ ان کتابوں میں حدیثوں کی بحثرت سند دیکھ کر دھوکہ کھا گئے، اور ان کے متواتر ہونے کا حکم لگا بیٹھے جزم و یقین کے موقعہ پر طبقہ اولیٰ و طبقہ ثانیہ کی حدیثوں کو چھوڑ کر اس قسم کی حدیثوں کو سند قرار دیکر ایک نیا مذہب بنایا اس قسم کی حدیثوں کی

(۱) ملاحظہ ہو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و وارثی اسانید رسول اللہ - قلمی) اس کا نسخہ جو شاہ اسمعیل شہیدؒ کے فرزند عمر دہلوی کے نسخہ کی نقل ہے، وہ مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی کے پاس موجود ہے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بحالہ نافعہ میں الانتباہ سے یہ عبارت نقل کی ہے، حجۃ اللہ البالغہ سے ترجمہ نہیں کیا ہے۔

کتابیں بہت لکھی گئی ہیں اس نوع کے چند مصنفین کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

کتاب الضعفاء، از ابن حبان، تصانیف حاکم، کتاب الضعفاء، از عقیلی، کتاب اکامل از ابن عدی، تصانیف ابن مردویہ، تصانیف خطیب بغدادی، تصانیف ابن شاہین، تفسیر ابن جریر، فردوس دلیلی بلکہ اس کی تمام تصانیف، تصانیف ابی نعیم، تصانیف جوزقانی، تصانیف ابن عساکر، تصانیف ابو الشیخ، تصانیف ابن النجار۔

شیخ جلال الدین سیوطی کے رسائل و نوادر کا سرمایہ یہی کتابیں ہیں لہذا ان کتابوں کی حدیثوں میں مشتمک رہنا اور ان سے احکام کا استنباط کرنا مفید کام نہیں ہے۔  
نواب صدیق حسن خان قنوجی، اتحاف العلماء المتقین میں فرماتے ہیں :-  
”در تصانیف سیوطی باہمہ جلالت شان علم و عمل و حصول رتبہ“  
اجتہاد نوعی تساہل است زیرا کہ نظر او بر جمیع روایات و درایات است، بس با تنقیح و تحقیق و تصحیح و تضعیف کارے ندارد و الا قلیلاً نادر او ظاہر ست کہ تبخر و اطلاع و عبور چیزے دیگر است و متحیر و تفتیش صحیح از سقیم و قوی از ضعیف و مرجوح از راجح چیزے دیگر و لہذا علماء محققین تحریر ایشاں را بدوں شہادت تحریر مصنفین دیگر و اعتضاد محققین اخر قبول نمی کنند (۱) و سرمایہ و سرمایہ شور و غوفائے اہل بدعت و اہوا از فرقہ اہل سنت بلکہ از فریق شیعہ

(۱) علامہ سیوطی کی تالیفات کے سلسلہ میں کسی عالم سے بھی یہ شرط منقول ہے۔



غالباً تالیف ایشان است (۱) کہ از رطب و یابس و عث و سمین ہمہ حصہ وافر دارد و مع ذالک شک نیست کہ تصانیف ایشان برائے مبتدی و مفتی راس المال کمال است۔

اگر شخصے محقق باشد و نصیبہ از امعان نظر داشته باشد و خواہد کہ در بابے از ابواب علوم تالیفے پردازد و رسائل و مؤلفات سیوطی برائے مدد او کافی و روانی ست کہ روایات ہر مذہب و اقوال مختلفہ اہل علم را مشتمل و محتوی ست و در نقل آں معتمد اگرچہ در نفس الامری بعضے ضعیف و بعضے قوی خواہد بود و اللہ اعلم بالصواب (۲)

سیوطیؒ کی تصانیف اس کے باوجود کہ سیوطیؒ کو علم و عمل میں جلالت شان اور اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہے اور ان کی نظر تمام روایات و دروایات پر ہے ایک قسم کا تساہل پایا جاتا ہے وہ تنقیح و تحقیق اور تصحیح و تصحیف سے بہت کم اعتناء کرتے ہیں ظاہر ہے کہ تبصر اور آگہی و وسعت نظر و عبور دوسری چیز ہے اور صحیح کا غیر صحیح سے امتیاز و جستجو اور قوی سے ضعیف کی اور مرجوح کی راجح سے تمیز ایک دوسری شے ہے اس لئے علماء محققین ان کی تحقیقات کو دوسرے مصنفین کی شہادت کے بغیر قبول نہیں کرتے اور اہل سنت کے فرقہ اہل بدعت و اہل ہوئی کے شور و غوغا بلکہ شیعہ فرقہ کی

(۱) غالباً اس لئے شیعہ مذکرہ نگاروں میں سے خواندہ نے روایات البہات (طبع طہران ۱۳۶۶ھ ص ۳۳۲ میں علامہ سیوطیؒ کو علمائے اہل تشیع میں شمار کیا، حالانکہ ان کو شیعیت سے دور کا بھی کوئی علاقہ نہیں۔

(۲) اتحاد العلماء المتقین باجاء ما شر القہماء الحدیثین مطبوعہ نظامی پریس کانپور ۱۲۸۸ھ ص

بیشتر تصانیف ان کی تصانیف کا سرمایہ ہیں اور ان کی تصانیف کا زیادہ سرمایہ  
رطب ویابس کا مجموعہ ہے ان تمام خرابیوں کے باوجود ان کی تصانیف  
مبتدی و فنی کا اصل سرمایہ ہیں

سیوطی کی تصانیف میں رطب ویابس کا الزام اور اس کی حقیقت

یہ دعویٰ علامہ سیوطی کی تالیفات رطب ویابس کا مجموعہ ہوتی ہیں اس لئے  
قابل اعتماد نہیں، محل نظر ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ علامہ سیوطی کی تالیفات رطب ویابس سب کچھ ہوتا  
ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان میں بے سر و پایا تیں ہوتی ہیں، یا بغیر سند اور بلا  
حوالہ اقوال و آثار نقل کر دیئے جاتے ہیں، یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جن  
علماء نے ان کی تصانیف کے متعلق رطب ویابس کا لفظ استعمال کیا ہے، ان سے ان کا  
مقصد صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ علامہ موصوف کی تالیفات ایسی  
نہیں ہیں جن پر آنکھ بند کر کے عمل کیا جاسکے، بلکہ غور و فکر کی محتاج ہیں، علامہ سیوطی  
کا مزاج جمع و ترتیب کا ضرور ہے لیکن وہ تحقیق و تنقیح سے بھی غافل نہیں رہتے، انہوں  
نے اپنی کتابوں میں تحقیق و تنقیح کا حق ادا کرنے کی بھی کوشش کی ہے، جہاں سے جو چیز  
لیتے ہیں اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں جس سے اس کا مقام و مرتبہ متعین ہو جاتا ہے اور ہر  
عالم بادنی تامل یہ جان سکتا ہے کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔ علامہ سیوطی کی تالیفات کا یہی  
طرز امتیاز ہے اس طریقہ کو اختیار کرنے سے مباحث کے تمام گوشے پڑھنے والے کے  
سامنے آجاتے ہیں اور زیر بحث مسئلوں پر تمام ممکن مواد تک اس کی رسائی آسان  
ہو جاتی ہے، اس لئے وہ رطب ویابس کو کتاب میں پیش کرنے سے گریز نہیں کرتے  
لیکن اس طرح نہیں کہ قوی اور ضعیف، صحیح اور سقیم میں امتیاز باقی نہ رہے اور رطب و

یاس میں تمیز نہ کی جاسکے، بلکہ وہ ہر کتاب میں کچھ ایسی علامتیں مقرر کر دیتے ہیں جس سے ہر صاحب علم صحیح اور سقیم، قوی اور ضعیف کو پوری طرح سمجھ سکتا ہے، اور مسئلہ زیر بحث کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے آسانی سے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے، اس حقیقت کو نظر انداز کرنے سے علامہ سیوطی کی تالیفات کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فتاویٰ عزیزیہ میں اس امر کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”بیان آنکہ سیوطی در تصانیف خود رطب و یاس بسیار می آرد، پس این قدر التماس می دارد کہ سیوطی در تصانیف خود رطب و یاس می آرد و اما در صدر نقل می گوید کہ اخراج فلان من طریق فلاں کذا پس ازین عبارت محدث ماہر را بدو وجہ حال آن نقل مفہوم می شود۔

اول ذکر مخرج کہ بعضی محققین در کتابہائے آنها علم اند نزد محدثین کہ ہرچہ در آنجا جاست ضعیف و منکر است لایعبار، یہ مثل تفسیر ابن مرویہ و کامل ابن عدی و تاریخ خطیب و فردوس دیلمی و تاریخ ابن عساکر و کتاب العظمہ لابی ثیم۔

دوم بیان طریق کہ در ضمن آن مدار سند حدیث از رجال مفہوم می شود و حال آن مدار نزد محدث ماہر معروفست، پس در حقیقت سیوطی ہم اہمال در میان نمودہ و در تفسیر و منثور اکثر ایں طریق بیان را مسلوک می نماید و در کتب دیگر نیز، در حقیقت تصنیف سیوطی ہمیں یک کتاب است یعنی در منثور و دیگر جمیع رسائل او مثل اتقان و بدو و ساقرہ و شرح الصدور و غیر ذلک ہمہ مستخرج از ہمیں کتاب ائمہ و علی ہذا القیاس در جمیع الجوامع کہ اصل

جامع صغیر است نیز اس طریقہ طحوظ دارد<sup>(۱)</sup>

اس حقیقت کا اظہار کہ سیوطی اپنی تصانیف میں رطب ویابس زیادہ نقل کرتے ہیں ناظرین کی خدمت میں اتنا عرض کرنا ہے کہ سیوطی اپنی تالیفات میں رطب ویابس بہت نقل کرتے ہیں لیکن شروع میں وہ بتاتے ہیں کہ ”اخرج فلان من طریق فلان“

کہ فلاں نے یہ روایت فلاں سند سے نقل کی ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے محدث ماہر کو دو طریقہ سے اس نقل کا حال معلوم ہو جاتا ہے، اول مخرج کی نشاندہی سے اس لئے کہ بعض مخرجین اپنی کتابوں میں محدثین کے نزدیک معلوم و معروف ہیں کہ جو کچھ ان کے یہاں منقول ہے ضعیف و منکر ہے، وہ قابل اعتماد نہیں جیسے ابن مردودہ کی تفسیر، ابن عدی کی کتاب الکامل، خطیب کی تاریخ بغداد اور کتاب الفردوس، ذیلی، تاریخ ابن عساکر اور کتاب العظمہ لابی ہشیم۔

دوسرے روایت سند کا بیان کہ اس کے ضمن میں حدیث کی سند کا جن راویوں پر مدار ہوتا ہے وہ معلوم ہوتے ہیں اور رواۃ کا حال محدث ماہر پر روشن ہوتا ہے اس لئے حقیقت میں سیوطی نے حقیقت حال کو آشکارا کرنے میں کوتاہی اور کمی نہیں کی تفسیر درمنثور میں زیادہ تر اس طریقے کو اختیار کیا ہے اور دوسری کتابوں میں بھی ان کی یہی روش ہے۔

حقیقت میں سیوطی کی یہی ایک تصنیف ایسی ہے جس سے (بعض موضوعات پر) دوسرے تمام رسائل ماخوذ ہیں چنانچہ اتقان (صرف بیان

(۱) ملاحظہ ہو مجموعہ فتاویٰ عزیز یہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۲ھ ج ۲ ص ۸۱-۸۲

احادیث میں (بدور سافره، اور شرح الصدر وغیرہ سب اسی کتاب سے نکلے گئے ہیں، اور علیٰ ہذا القیاس (حدیث میں) جمع الفوائد جو الجامع الصغیر کی اصل ہے اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض علامہ سیوطی کی زندگی میں بھی ہوا تھا جس کا جواب انہوں نے یہی دیا ہے کہ جن مصنفین کے پیش نظر استیعاب مباحث ہوتا ہے وہ رطب و یابس سب کچھ کتاب میں پیش کرتے ہیں، چنانچہ الخصائص الکبریٰ میں لکھتے ہیں :-

اعلم انی اذکر کل ما قال فیہ عالم انہ من خصائص، سواء کان علیہ اصحابنا ام لا، مصححاً ام لا، فإن ذلك دأب المتبعين المستوعبين وإن كان الجهلة القاصر ون اذا رأوا مثل ذلك بادروا الى الانكار علی موردہ (۱)

میں ہر اس بات کو بیان کروں گا جس کی نسبت کسی عالم نے کہا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے ہے خواہ ہمارے اصحاب اس کے قائل ہوں یا نہ ہوں اور وہ اس کو صحیح تسلیم کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں، اس لئے کہ جن لوگوں کا مقصد تتبع اور استیعاب ہے ان کا یہی طریقہ ہے اگرچہ کم فہم جاہل جب ایسی بات دیکھتے ہیں تو بیان کرنے والے پر رد و قدح کرنے لگتے ہیں۔

اس جواب کا تعلق اگرچہ سیر و مناقب سے ہے جس میں صحیح و غیر صحیح ہر قسم کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں تاہم اس سے ان کا مرکزی نقطہ نگاہ واضح ہو جاتا ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو خصائص الکبریٰ، طبع حیدر آباد دکن ۱۳۲۰ھ ج ۲ ص ۲۲۹

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطیؒ اپنی تالیفات میں رطب ویابس بغیر حوالہ پیش نہیں کرتے۔

ان امور کی روشنی میں علامہ موصوف کی تالیفات کے جامع، مفید اور مستند ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جن بالغ نظر علماء نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کو جامع، مفید اور مستند کہا ہے ان کے پیش نظر بھی یہی نکتہ رہا ہے، چنانچہ شیخ الاسلام غزی شافعی نے ان کی تالیفات پر یہ مختصر جامع تبصرہ کیا ہے۔

الف المؤلفات الحافلة بالكثيرة الكاملة الجامعة النافعة المتقنة  
المحورة المعتمدة المعتمدة (۱)

موصوف نے نہایت جامع، سبب، مفید، پائیدار، قابل اعتبار اور لائق اعتماد کتابیں تالیف کی ہیں۔

ابن العماد حنبلی نے بھی ان تالیفات کے بارے میں ”شذرات الذہب فی اخبار من ذہب“ میں بعینہ یہی الفاظ نقل کئے ہیں (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں بھی علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کا وہی مقام ہے جو محدث غزنی کی نظر میں تھا، مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی رائے بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں :-

و تصانیفہ کلہا مشتملة علی فوائد لطيفة و فوائد شريفة تشهد  
کلہا بتبحره وسعة نظره ودقة فکره (۳)

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السارة ج ۱ ص ۲۴۸

(۲) شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

(۳) الصلح المجد علی موطاء محمد، طبع نور محمد کراچی ۱۹۶۳ء ص ۲۵

باب چہارم

(۱۳۴)

علامہ جلال الدین سیوطی

سیوطی کی تمام تصانیف عمدہ فوائد اور اچھے مباحث پر مشتمل ہیں اور ہر کتاب ان کے 'تجربہ و وسعت نظر اور وقت فکر کی شاہد ہے۔

### تالیفات سیوطی کی اقسام ثلاثہ

علامہ جلال الدین سیوطی نے عام طور پر حسب ذیل تین قسم کی کتابیں لکھی

(۱) ہیں

(۱) مختصرات یہ وہ کتابیں ہیں جو نصائی و درسی ضروریات کے پیش نظر لکھی گئی تھیں ان میں سے بعض منظوم ہیں (۲) جیسے الفیہ نحو میں، الفیہ اصول حدیث میں، الفیہ معانی و بیان میں تاکہ طلبہ انہیں زبانی یاد رکھ سکیں۔

تفسیر میں تفسیر جلالین، تاریخ اسلامی میں تاریخ الخلفاء متون میں نقایہ اور اس کی شرح اتمام الدرایہ اس کی بہترین مثال ہیں (۳)

(۲) متوسطات، جن سے عام اہل علم اور اساتذہ فائدہ اٹھائیں جیسے متون کی شرحیں الفیہ نحو کی شرح البہجة الموضیہ، الفیہ معانی و بیان کی شرح عقود الجمان، اصول حدیث میں تدریب الراوی شرح تقریب النوای وغیرہ۔

(۳) جوامع، فن کے دائرۃ المعارف جن سے بالغ نظر محققین و مصنفین فائدہ اٹھائیں اور فن میں درک و بصیرت حاصل کریں۔

(۱) السیوطی تنویر الحواکف ص ۷ ج ۳ ص ۶۳ بحث اسماء النبی ﷺ

(۲) ایضاً ج ۳ ص ۱۲۹

(۳) تاریخ النجریا کے مصنف اعظم شیخ عثمان دان فودی کے چھوٹے بھائی شیخ عبد اللہ بن فودی صکو تو نجیری التونی ۱۲۴۸ھ بمطابق ۱۸۲۹ء تاریخ النجریا کے دار الخلافہ صکو تو میں یہی کارنامہ انجام دیا تھا، نصائی متون کو عربی میں نظم کا جامہ پہنایا تاکہ طلبہ آسانی سے یاد کر سکیں موصوف کی تالیفات اب تحقیق سے شائع کی جا رہی ہیں۔

علم تفسیر میں الدر المنثور، علوم قرآن میں الاقان، حدیث میں جمع الجوامع، نحو میں الاشباہ والنظائر، سیرت و معجزات میں الخصائص الکبریٰ، علوم لغت میں المزہر، علم نحو میں معجم اللہوامع شرح جمع الجوامع وغیرہ۔

علامہ سیوطیؒ کی جوامع کتب ایسی اہم و بنیادی کتابیں ہیں کہ عصر حاضر میں یہ کتابیں اگر کسی کتب خانہ میں موجود نہ ہوں تو وہ کتب خانہ علمی کتب خانہ نہیں سمجھا جاتا اور جس عالم و محقق کی نظر ان کتابوں پر نہ ہو وہ کوئی علمی و تحقیقی کام نہیں کر سکتا ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں جن سے مراجع کی طرف رہنمائی ہوتی ہے یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے جس سے ہر ایک اپنی علمی تشنگی دور کر سکتا ہے ان کی وجہ سے ان کی کتابیں ہر طبقہ میں مقبول ہیں اور انہیں سند کا درجہ حاصل ہے موصوف کا بیشتر کام جمع و ترتیب ہے ان کی اپنی تحقیقات کم ہیں بالائیں وہ ان کے علوم و فنون میں باخ نظر، فن میں بصیرت اور ہر فن کی مہمات کتب پر نظر، علوم و فنون سے گہری مناسبت، حسن تشخیص و ترتیب اور حسن بیان پر قدرت کا شاہد عدل ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں عبارت میں پیچیدگی و اغلاق نہیں پایا جاتا۔

مشرق و مغرب میں کہیں کسی زبان میں آج کوئی بڑے سے بڑا دانشور و محقق اسلامی علوم حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، رجال، سیر، نحو و لغت اور تاریخ کسی موضوع پر قلم اٹھائے اسے سیوطیؒ کی تالیفات سے استفادہ کئے بغیر چارہ نہیں، یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے جو کم کسی کو نصیب ہوا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی



علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۳۶)

باب چہارم

فن پر لکھتے ہیں چنانچہ موصوف نے الاقان فی علوم القرآن لکھتے وقت کم و بیش تین سو ستانوے کتابوں سے مراجعت کی، یہی حال المزہر اور ان کی دوسری تالیفات کا ہے جیسا کہ ان کتابوں کے اشاریہ سے عیاں ہے، یہی وجہ ہے کہ متاخرین علماء کا سرمایہ معلومات ہر فن میں زیادہ تر سیوطیؒ کی تالیفات ہیں۔

### کثرت تصانیف کے اسباب

علامہ سیوطیؒ نے زمانہ طالب علمی سے کتابیں تالیف کرنا شروع کی تھیں، افتاء، علماء و تدریسی خدمات کے باوجود ان کی تالیفات کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا چنانچہ ۶۲ سالہ مختصر زندگی میں سینکڑوں کتابیں تالیف کیں، موصوف کی کثرت تالیفات کے حسب ذیل وجوہ و اسباب ہیں۔

(۱) علامہ سیوطیؒ نے ہر چھوٹی بڑی تحریر و فتویٰ کو خواہ وہ ایک دو ورق کا کیوں نہ ہو جداگانہ نام سے موسوم کیا چنانچہ بلاد تکرور سے موصوف کے پاس چند سوالات آئے ان کا جواب لکھا تو اس کا نام ”فتح المطلب المبرور و برد القلب المحرور فی الجواب عن أسئلة التکرور“ رکھا (۱)

(۲) ناقص و ناتمام تالیفات جنہیں عام طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے انہیں بھی اپنی تالیفات سے خارج نہیں کیا۔

(۳) ابتدائی دور کی تالیفات جن کی علمی و تحقیقی شان زیادہ بلند نہیں ہوتی، جلیل القدر مصنفین اس قسم کی کتابوں کے انتساب سے گریز کرتے ہیں انہیں بھی موصوف نے اپنی تالیفات میں شمار کیا۔

(۱) الحامی للفتاویٰ بیروت دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۲ء ج ۱/ ۲۸۵

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۳۷)

باب چہارم

(۴) ایک کتاب اگر سات ابواب پر مشتمل ہوئی تو بعض اوقات ہر باب کا جداگانہ نام رکھا اور مجموعہ کا جدا۔ اس طرح ایک کتاب سات جداگانہ ناموں سے مشہور ہوئی اور وہ مجموعہ علیحدہ نام سے موسوم ہوا اس طرح تصانیف کی تعداد بڑھتی گئی، چنانچہ کتاب الاشباہ والنظائر فی النسخہ اس کی بہترین مثال ہے موصوف کا بیان ہے۔

وقد افردت کل فن بخطبۃ و تسمیۃ لیکون کل فن من السبعۃ تالیفاً

مفرداً و مجموع السبعۃ ہو کتاب کتاب الاشباہ والنظائر (۱)

میں نے ہر فن کا آغاز نئے خطبہ اور نئے نام سے کیا تاکہ ہر کتاب فنون میں سے ہر فن پر ایک مستقل تالیف رہے اور مجموعہ کا نام کتاب الاشباہ والنظائر ہوا۔

(۵) علامہ سیوطیؒ نے کسی موضوع پر کوئی کتابچہ یا رسالہ لکھا اور اسے ایک نام سے موسوم کیا پھر موصوف کو اس موضوع پر زیادہ تفصیل سے لکھنے کا اتفاق ہوا تو وہ کتابچہ یا رسالہ اس کتاب میں پورا آگیا یا انہم موصوف نے اس کتابچہ یا رسالہ کی سابقہ حیثیت اور نام کو نظر انداز نہیں کیا اسے بھی مستقل حیثیت سے زمرہ تالیفات میں برقرار رکھا چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے جب کتاب الاشباہ والنظائر فی النسخہ کا باب سوم جس کا عنوان ہے۔

فن بناء المسائل بعضها على بعض لکھا تو اس موضوع پر السلسلہ کے

نام سے جو کتابچہ یا رسالہ پہلے سے موجود تھا وہ تمام تر اس میں آچکا تھا اس کے باوجود اس تالیف کی مستقل حیثیت کو برقرار رکھا چنانچہ موصوف کا بیان ہے۔

وقد الفت فيه قديماً تالیفاً لطيفاً مسمى بالسلسلۃ (۲)

(۱) السیوطی کتاب الاشباہ والنظائر تحقیق عبدالرؤف سید، القاہرہ مکتبات الکلیات الازہریہ

۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء ص ۷

(۲) حوالہ سابقہ۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۳۸)

باب چہارم

اور اس سے پہلے بھی میں اس موضوع پر ایک تالیف لطیف جس کا نام السلسلۃ ہے لکھ چکا ہوں۔

اس طرح علامہ سیوطیؒ کی تالیفات بڑھتی گئیں۔

(۶) علامہ سیوطیؒ نے کسی موضوع پر کوئی کتاب لکھی اس کا کوئی نام رکھا پھر اس کی شرح کی اس کا جگہ گانہ نام رکھا اس کے بعد اس کی تلخیص کی یا مختصر تیار کیا اسے مستقل نام دیا اس طرح ایک کتاب سے تین کتابیں تیار کیں اور تصانیف کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا چنانچہ موصوف تنویر الحواکف میں رقم طراز ہیں :-

میں نے پچھلے دور میں رسالت مآب ﷺ کے اسماء گرامی متبع و جتو سے ڈھونڈے تو ان کی تعداد چار سو تک پہنچی ان کی شرح ایک جلد میں لکھی اس کا نام المرقاۃ رکھا پھر ایک جزء میں اس کی تلخیص کی اس کا نام الریاض الانیقہ رکھا پھر اس کا خلاصہ ایک مختصر میں تیار کیا اس کا نام الوسیلہ رکھا (۱)

اسی طرح وہ عادات و خصائل جن کی وجہ سے عرش الہی کے سایہ تلے رہنا نصیب ہوتا ہے انہیں اسانید کے ساتھ جمع کیا اس کا نام (۲) یزوغ الملال فی الخصال الموحیۃ للظلال رکھا (۳)

ان مذکورہ بالا اسباب کی وجہ سے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی۔

(۷) کبھی موصوف نے کسی تالیف میں کچھ اضافہ کیا تو پہلی اور دوسری تالیف کے نام

(۱) تنویر الحاکم شرح علی موطا مالک القاہرہ۔ عبدالمجید احمد خفی ۱۳۵۲ھ ج ۳ ص ۱۶۳

(۲) تمہید القرش فی الخصال المردیۃ لظل العرش رکھا پھر اس کو مختصر کیا اور اس کا نام اوپر مذکور ہے

(۳) ایضاً ۳/ ۱۲۹

باب چہارم

(۱۳۹)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

میں کوئی صفت بڑھا کر ایک کو دوسرے سے ممتاز کیا اس طرح دو کتابیں بنائی گئیں، چنانچہ اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں دوسری بار جب ۹۰۵ھ میں موضوعہ احادیث کا مزید اضافہ کیا تو پہلے نسخہ کو الموضوعات الصغریٰ اور دوسرے نسخہ کو الموضوعات الکبریٰ کے نام سے موسوم کیا، اس طرح تالیفات کے ناموں میں اضافہ ہوا اور ان کی تعداد بھی بڑھتی گئی (۱)

### علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کی تعداد

کثرت تالیفات میں علامہ سیوطی قدام کی یادگار تھے اور متاخرین میں بہت ہی کم علماء ان کی ہمسری کر سکتے ہیں، ان کی تصانیف کی تعداد کے متعلق مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کے اقوال مختلف ہیں، خود سیوطی نے ”حسن المحاضرہ“ میں اپنی تالیفات کی تعداد تین سو بتائی ہے، یہ تعداد ان تالیفات کے علاوہ ہے جن سے انہوں نے رجوع کیا تھا، یادریا برد کر لیا تھا، یہ کتابیں فن تفسیر، حدیث، قرأت، فقہ، عربیت اور آداب وغیرہ میں ہیں (۲)

ان کے تلمیذ شیخ عبد الوہاب شعرانی نے ذیل الطبقات میں تالیفات کی تعداد چار سو ساٹھ لکھی ہے (۳) نواب صدیق حسن خاں صاحب فتوحی نے لکھا ہے کہ ان کی چھوٹی بڑی تالیفات کی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچتی ہے (۴) جرمن مستشرق بروکلن نے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تالیفات کی تعداد چار سو پندرہ بیان کی ہے۔

(۱) اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، القاہرہ، الطبعۃ الادیب، ۱۲۱۷ھ ج ۱ ص ۲

(۲) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

(۳) ذیل الطبقات بحوالہ الامام السیوطی و تحقیق موضوعہ از احمد تیورپاشا طبع قاہرہ ۱۹۲۶ھ ص ۴

(۴) اتحاد العلماء المتقین ص ۲۹۱

مورخ نجم الدین غری نے سیوطی کے نامور شاگرد شمس الدین داودی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے علامہ سیوطیؒ کے تذکرہ میں ان کی تالیفات کو نام بنام گنایا ہے، ان کی تعداد پانچ سو سے اوپر ہے جو شہرت کی بنا پر تفصیل سے مستغنی ہیں (۱)

علامہ سیوطی کی تصانیف پر ہندوستان میں غالباً سب سے پہلی کتاب مولانا عبدالاول جوینوری (۱۲۸۴-۱۳۳۹ھ) نے لکھی جو شکر المعطی فی ذکر مؤلفات الامام السیوطی کے نام سے شائع ہو چکی ہے، اس میں انہوں نے ان کی تالیفات پانچ سو سے زیادہ گنائی ہے، چنانچہ وہ ”وفیات المشاہیر“ میں لکھتے ہیں۔

”آپ کی تصانیف پانچ سو سے زیادہ ہیں جن کو میں نے شکر المعطی میں شمار کر دیا ہے۔“ (۲)  
مولانا عبدالحی فرنگی علی گاہی بھی یہی مختار ہے، چنانچہ الفوائد البہیہ میں فرماتے ہیں۔

وقد زادت علی خمس مائة شهيرة ذكره تغنی عن وصفه (۳)  
سیوطی کی تالیفات پانچ سو سے زیادہ ہیں ان کی شہرت میان سے مستغنی ہے  
جلیل بک العظم نے تصانیف کی تعداد تقریباً پانچ سو چھتر لکھی ہے (۴)  
مشہور مستشرق فلوگل نے کسی بالغ نظر عالم کی مرتب کردہ فہرست تالیفات الامام السیوطی کے نام سے کشف الظنون کے آخر میں شامل کی ہے، کشف الظنون لاطینی ترجمہ کے ساتھ لہزک سے ۱۸۳۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں تالیفات کی تعداد ۵۶۰ (۵) علامہ سیوطی کے تلمیذ خاص مورخ مصر ابن ایاس خنی التونی ۹۳۰ھ کا بیان ہے کہ سیوطی کی تالیفات کی تعداد چھ سو تک پہنچتی ہے (۶)

(۱) الکواکب الساروج ص ۲۲

(۲) وفیات المشاہیر مطبوعہ جادو پریس جونپور ص ۴

(۳) الفوائد البہیہ مع التحقیقات السید، مطبع چشمہ فیض ۱۳۰۲ھ ص ۱۵

(۴) عقود الجواہر فی تراجم من لم یضربون تصنیفاً فی فاکثر طبع بیروت ۱۳۲۶ھ ص ۱۹۵

(۵) ملاحظہ ہو کشف الظنون طبع لہزک لیڈن ج ۶ ص ۶۶۵

(۶) بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۳ ص ۶۳

شیخ محی الدین عبدالقادر عیدروس المتونی ۷۳۸ھ النور السافر میں لکھتے ہیں۔

وصلت مصنفاتہ نحو الستمائة مصنفاً سوى مارحج عنه و غسله

سیوطی کی تصانیف کی تعداد ان تصانیف کے علاوہ جن سے انہوں نے

رجوع کیا یا ان کو دھوڑا لچھ سو کے قریب ہے۔

محدث بدر الدین محمد بن یحییٰ قرانی مالکی المتونی ۷۰۸ھ اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد

بن ابی الصفا شہاب الدین بکری کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

انه قرأ علی شیخه الحافظ السيوطی فهرس اسماء مؤلفاتہ قال

وهی ستمائة (۱)

انہوں نے اپنے شیخ حافظ سیوطی کو ان کی مولفات کی فہرست پڑھ

کر سنائی تھی ان کا بیان ہے کہ وہ چھ سو تھیں۔

شیخ شہاب الدین احمد مکناسی المتونی ۷۲۵ھ درۃ الحجال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں

ان تصانیف لا تحصى تجاوز الالف (۲)

ان کی تالیفات حد شمار سے باہر ہیں وہ ہزار سے بھی اوپر ہیں

شہرت و قبولیت

ان کی کتابیں اطراف عالم میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور

مسلمان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

موصوف کی تالیفات کی قبولیت کا اندازہ اس کے حسب ذیل بیان سے کیا

(۱) فهرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) درۃ الحجال بحوالہ فهرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

جاسکتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”۸۵۵ھ میں دیار مغرب سے صوفی یحییٰ بن ابی بحر المشہور بانی المجدد مصراتی آئے، میری تالیفات میں مکملہ تفسیر شیخ جلال الدین محلی، الفیہ المعانی، شرح النقایہ اور الکلم الطیب خرید کر وطن لے گئے پھر ۸۸۲ھ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آئے، ان کا بیان ہے کہ وہاں کے اہل علم کو میری تالیفات سے اعتناء ہے وہ ان میں مقبول ہیں، اس مرتبہ وہ تالیفات میں الاقان فی علوم القرآن، التوشیح علی الجامع الصحیح، تاریخ الخلفاء اور البدیعیہ لے گئے۔ (۱)“

اس سے معلوم ہوتا ہے ۸۸۲ھ تک علامہ سیوطی دیار مغرب تک نہیں گئے تھے۔ ۸۷۴ھ میں میرے والد کے تلامذہ سلطان کے اچھی امیریشک جمالی کے ہمراہ، شام، حلب، بلاد روم، بصری اور اسطنبول گئے تو میری تالیفات میں الاقان، جمع الجوامع فی العربیہ، شرح الفیہ المعانی، نقایہ، شرح النقایہ، شرح التقریب، اصول النحو (الاقتراح)، اسباب النزول، شرح الفیہ العرانی، شرح الفیہ لمن مالک، الفیہ الحدیث، الفیہ النحو، الاشباہ والنظائر، نیز میری بہت سی دوسری مختصر کتابیں اپنے ہمراہ لے گئے اس طرح میری سو سے زیادہ کتابیں اس وقت (۸۷۴ھ تک ان دیار میں پہنچ گئی ہیں) (۲)

اس سے ظاہر ہے ۸۸۲ھ تک بلاد شام کی طرف موصوف کو سفر کا اتفاق نہیں ہوا تھا نور الدین بيطار جو اچھا خوشنویس تھا شام سے آیا میں نے اسے شینونیہ میں ٹھہرایا وہ ایک سال سے زیادہ رہا، اس نے تین سے زیادہ تالیفات نقل کیں اور شام لے گیا، پھر آیا تو پھر تیس سے زیادہ کتابیں لے گیا۔ (۳)

(۱) السیوطی۔ کتاب التحدیث بحمۃ اللہ ص ۱۵۵۔

(۲) ایضاً ص ۱۵ (۳) ایضاً

شیخ محی الدین عبد القادر عیدروس التونی ۱۰۳۸ھ النور السافر میں لکھتے ہیں۔

وصلت مصنفاته نحو الستمائة مصنفاً سوى ما رجع عنه وغسله

سیوطی کی تصانیف کی تعداد ان تصانیف کے علاوہ جن سے انہوں نے

رجوع کیا یا ان کو دھو ڈالا چھ سو کے قریب ہے۔

محدث بدر الدین محمد بن یحییٰ قرانی مالکی التونی ۱۰۰۸ھ اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد

بن ابی الصفا شہاب الدین بکری کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

انه قرأ علی شیخه الحافظ السيوطی فهرس اسماء مؤلفاته قال

وهی ستمائة (۱)

انہوں نے اپنے شیخ حافظ سیوطی کو ان کی مولفات کی فہرست پڑھ

کر سنائی تھی ان کا بیان ہے کہ وہ چھ سو تھیں۔

شیخ شہاب الدین احمد مکناسی التونی ۱۰۲۵ھ درۃ البحال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں

ان تصانیفه لا تحصى تجاوز الالف (۲)

ان کی تالیفات حد شمار سے باہر ہیں وہ ہزار سے بھی اوپر ہیں

## شہرت و قبولیت

ان کی کتابیں اطراف عالم میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور

مسلمان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

موصوف کی تالیفات کی قبولیت کا اندازہ اس کے حسب ذیل بیان سے کیا

(۱) فهرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) درۃ البحال بحوالہ فهرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹



جاسکتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”۸۵ھ میں دیار مغرب سے صوفی یحییٰ بن ابی بکر المشہور بابن الجود مصراتی آئے، میری تالیفات میں تاملہ تفسیر شیخ جلال الدین محلی، الفیہ المعانی، شرح النقایہ اور الکلم الطیب خرید کر وطن لے گئے پھر ۸۸۲ھ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آئے، ان کا بیان ہے کہ وہاں کے اہل علم کو میری تالیفات سے اعتناء ہے وہ ان میں مقبول ہیں، اس مرتبہ وہ تالیفات میں الاتقان فی علوم القرآن، التوشیح علی الجامع الصحیح، تاریخ الخلفاء اور البدیعیہ لے گئے۔ (۱)“

اس سے معلوم ہوتا ہے ۸۸۲ھ تک علامہ سیوطی دیار مغرب تک نہیں گئے تھے۔ ۸۷۴ھ میں میرے والد کے تلامذہ سلطان کے اچھی امیر بشکب جمال کے ہمراہ، شام، حلب، بلاد روم، بصری اور اسطنبول گئے تو میری تالیفات میں الاتقان، جمع الجوامع فی العربیہ، شرح الفیہ المعانی، نقایہ، شرح النقایہ، شرح التقریب، اصول النسخ (الاقتراح)، اسباب النزول، شرح الفیہ العرانی، شرح الفیہ ابن مالک، الفیہ الحدیث، الفیہ النسخ، الاشباہ والنظائر، نیز میری بہت سی دوسری مختصر کتابیں اپنے ہمراہ لے گئے اس طرح میری سو سے زیادہ کتابیں اس وقت (۸۷۴ھ) تک ان دیار میں پہنچ گئی ہیں (۲)۔

اس سے ظاہر ہے ۸۸۲ھ تک بلاد شام کی طرف موصوف کو سفر کا اتفاق نہیں ہوا تھا نور الدین بطار جو اچھا خوشنویس تھا شام سے آیا میں نے اسے شیخوئیہ میں ٹھہرایا وہ ایک سال سے زیادہ رہا، اس نے تین سے زیادہ تالیفات نقل کیں اور شام لے گیا، پھر آیا تو پھر تیس سے زیادہ کتابیں لے گیا۔ (۳)۔

(۱) السیوطی۔ کتاب التحدیث بحمۃ اللہ ص ۱۵۵

(۲) ایضاً ص ۱۵۷ (۳) ایضاً

حافظ سید عبدالحی کتانی کو مضر میں علامہ سیوطی کی تالیفات کی جو فہرست کتب دستیاب ہوئی تھی اس میں ان کی وفات سے سات سال قبل کی ۹۰۴ تالیفات کا ذکر تھا، یہ غالباً ان کی تصانیف کی کل تعداد ہے جس میں وہ سب کتابیں داخل ہیں جن سے موصوف نے رجوع کیا یا جو دریادہ کر دی تھیں<sup>(۱)</sup>

ان کی تالیفات نصائی و درسی ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ رہی اس وجہ سے ان کی شرح و حاشیہ نگاری کا سلسلہ اہل علم میں جاری رہا اور ان کی تالیفات سے بعض ایسی تالیفات بھی جو مکمل نہ کی جاسکیں جیسے تنویر الحوالک، جیسا کہ آئندہ ابواب میں علامہ سیوطی کے بیان سے عیاں ہے علماء طلبہ اور محققین میں متداول و مقبول رہیں۔

### تصانیف کی شہرت و مقبولیت

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں بلاشبہ منقولات کا حصہ زیادہ ہوتا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں معلومات و فوائد کا ایسا نادر ذخیرہ یکجا مل جاتا ہے جو اور کتابوں میں یکجا نہیں مل سکتا اس لئے ان کی تالیفات کو ان کی حیات ہی میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو گئی تھی، مورخ غزی کا بیان ہے۔

وقد اشتهر اکثر مصنفاته في حياته في البلاد الحجازية والشامية

والحلبية و بلاد الروم والمغرب و النكرور والهند واليمن<sup>(۲)</sup>

ان کی اکثر تالیفات ان کی حیات میں بلاد حجاز، شام، حلب، بلاد روم،

مغرب، نکرور، ہندوستان اور یمن میں مشہور ہو گئیں۔

(۱) ایضاً کتاب مذکور درۃ الجہال بحوالہ فرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) الکواکب الساریح ص ۲۴۸

شذرات الذہب فی اخبار من ذہب میں مذکور ہے :-

وقد اشتهر اکثر مصنفاتہ فی حیاتہ فی اقطار الارض شرقاً وغرباً (۱)

ان کی حیات ہی میں ان کی اکثر تصنیفات دنیا کے گوشہ گوشہ میں مشرق سے مغرب تک پھیل گئی تھیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں :-

و تصانیفہ فی کل فن من الفنون مقبولة وقد سارت فی الاقطار سیر النہار (۲)

ان کی تصنیفات ہر فن میں مقبول ہیں اور روز روشن کی طرح عالم میں پھیل گئی ہیں۔

محدث شوکانی نے ایک اور موقع پر لکھا ہے :-

ان مؤلفاتہ انتشرت فی الاقطار و سارت بهذا الركبان الى الأنجاد والا غوار و

رفع الله له عن الذكر الحسن والثناء الجميل ما لم يكن لأحد من معاصريه (۳)

ان کی تالیفات چار و انگ عالم میں پھیلیں، شہ سوار ان کو بالائی اور نشیبی

حصوں میں لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو شہرت و نیک نامی کی وہ عزت و رفعت

بخشی جو ان کے معاصرین میں کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے التحلیقات السیہ میں لکھا ہے :-

جلال الدین . صاحب التصانیف التي سارت به الركبان و انتفع

به الانس و الجن (۴)

جلال الدین ایسے صاحب تصانیف ہیں کہ ان کی کتابوں کو سوار لے اڑے

(۱) شذرات الذہب از محمد بن العماد حنبلی ج ۸ ص ۵۳

(۲) البداء الطالع ج ۱ ص ۳۲۸

(۳) ایضاً ج ۱ ص ۳۳۳

(۴) الفوائد السیہ والتحلیقات السیہ ص ۱۵

علامہ جلال الدین سیوطی

(۱۳۵)

باب چہارم

اور ان سے انس و جن مستفید ہوئے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی ”اتحاف النبلاء والتقین“ میں رقم طراز ہیں :-  
 ”مصنفاً تش۔ در اقطار ارض از شرق و غرب منتشر گردیدہ و مسلمانان  
 بدال منتفع شدند۔“ (۱)

ان کی تصنیفات مشرق و مغرب میں ہر طرف پھیل گئی ہیں اور مسلمان

ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں

تصانیف سے اہل علم کا اعتناء

سیوطی کی وفات کے بعد ان کی تصانیف کی قبولیت و شہرت بڑھتی رہی جس  
 کی بڑی دلیل یہ ہے کہ علماء اور مؤلفین کا ہمیشہ ان کی تالیفات کے ساتھ اعتناء رہا، ان  
 کی شرحیں اور حاشے لکھے گئے ان کی حیات میں بعض علماء نے تمام عمر ان کی تصانیف  
 کے مطالعہ میں بسر کی، مؤرخ غزی شیخ حسن بن ثابت زمری التوفی ۹۲۱ھ کے تذکرہ  
 میں لکھتے ہیں :-

اعتنى بعلم الزيارج و بتصانيف الشيخ جلال الدين السيوطي

رحمه الله (۲)

انہوں نے فن زیارج اور سیوطی کی تصانیف سے بڑا اعتناء کیا  
 حافظ محمد بن طولون خنی دمشق التوفی ۹۵۳ھ نے جو کثیر تصانیف علماء میں  
 سے تھے اپنی مشہور تصنیف کتاب الصلیقات میں علامہ سیوطی کی بہت سی تالیفات کو

(۱) اتحاف النبلاء والتقین طبع نظامی کانپور ۱۲۸۵ھ ص ۲۹۱

(۲) الکواکب السارحہ ص ۷۷

باب چہارم

۱۳۶

علامہ جلال الدین سیوطی

جمع کیا ہے، ابو الفلاح عبدالحی بن العماد حنبلی التونی ۱۰۸۹ھ کا بیان ہے :-

کتب بخطہ کثیرا من الکتب وعلق ستین جزء سماھا  
بالتعلیقات وکل جزء منها یشتمل علی مؤلفات کثیرة اکثرھا من  
جمعه و منها کثیر من تالیفات شیخه السیوطی وکان واسع الباع

فی غالب العلوم المشهورة (۱)

انہوں نے اپنے قلم سے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ساٹھ جزء کی ایک  
کتاب مرتب کی ہے، جو کتاب التعلیقات کے نام سے موسوم ہے، اس کا ہر جزء  
بہت سی کتابوں پر مشتمل ہے جو زیادہ تر ان کی اپنی جمع کردہ ہیں اور بہت سی ان  
کے شیخ سیوطی کی تالیفات ہیں جنہیں اکثر علوم متداولہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔  
انہی وجوہ سے شیخ عبد الوہاب شعرانی نے فرمایا ہے :-

لو لم یکن للسیوطی من الکرامات الا اقبال الناس علی تألیفه

فی سائر الاقطار بالکتابة والمطالعة لکان ذلك کفایة (۲)

علامہ سیوطی کی اگر اور کرامتیں نہ ہوتیں تو ان کے لئے یہی کرامت کافی تھی کہ  
عالم میں ہر طرف اہل علم ان کی کتابوں کے مطالعہ و کتب میں مصروف ہیں۔

شیخ الاسلام محمد غزی سامانی التونی ۱۰۶۱ھ کا قول ہے :-

ولو لم یکن له من الکرامات الا کثرة المؤلفات مع تحریرھا و

تدقیقھا کفی ذالك شاهدا لمن یومن بالقدر (۳)

(۱) ملاحظہ ہو شذرات الذہب ج ۸ ص ۲۹۹

(۲) فہرست الفہارس والاشبات ج ۲ ص ۵۹

(۳) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۹ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۲

علامہ سیوطی کی اگر کرامتیں نہ ہوتیں تو ان کی تالیفات کی کثرت اور تحقیق و تنقید ہی ایک مرد مومن کے لئے ان کی کرامت کا ثبوت ہے۔

اس سلسلہ میں حافظ سید عبدالحی کتانی کا تبصرہ بھی پڑھنے کے لائق ہے، وہ لکھتے ہیں :-

قلت هذا امر جدير بالا اعتبار فان مؤلفاته بالنسبة لمعاصريه و  
شيوخه حصلت على اقبال عظم عند الامة الاسلامية لم يحصل  
عليها غيره ولا تكاد تجد خزانة في الدنيا عربية او عجمية  
تخلو عن العدد العديد منها بخلاف مؤلفات اقرانه و شيوخه  
فانها اعز من بعض الافقي (۱)

یہی امر کیا کم لائق اعتبار ہے کیونکہ امت مسلمہ کی جیسی عظیم توجہ  
ان کی تالیفات پر رہی ہے ایسی توجہ ان کے معاصرین اور شیوخ و غیرہ کی  
تالیفات پر نہیں رہی ہے، دنیا نے عرب و عجم کا کوئی کتب خانہ ان کی متعدد  
تصانیف سے خالی نہیں ہے، اس کے برعکس ان کے ہمسر اور شیوخ کی  
تالیفات کا یہ حال ہے کہ وہ شکرہ کے انڈوں سے بھی زیادہ نایاب ہیں۔

(۱) فہرس المہارس والاثبات، تحقیق احسان عباس، بیروت دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۶ھ

یابیر اکبر

## باب پنجم

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر، حدیث،  
فقہ، عربیت، صرف و نحو، معانی و بیان، ادب،  
لغت، سیر، تاریخ و تذکرہ میں جو شاندار خدمات  
ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اس لئے ان اسلامی  
علوم میں ان کی بعض مشہور تالیفات کا تعارف  
اور ان پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔



## علوم تفسیر میں ان کی بعض مشہور کتابوں کا تعارف :

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اور علوم قرآن کے موضوع پر کم و بیش ۲۵ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں ان میں سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں چار کتابیں (۱) تفسیر جلالین (۲) مجمع البحرین و مطلع البدرین (۳) ترجمان القرآن فی تفسیر المسند اور (۴) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

اختصار مطالب اور صحت مفہوم کے اعتبار سے تفسیر جلالین کی نظیر نہیں، روایت و درایت کی جامعیت کے لحاظ سے مجمع البحرین اپنی نظیر آپ ہوتی اگر مکمل ہو جاتی، روایتی نقطہ نظر سے ترجمان القرآن سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں اور اس کا اختصار الدر المنثور اپنی افادیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے علامہ موصوف کی اسی چند کتابوں پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

### (۱) تفسیر جلالین

یہ قرآن مجید کی نہایت مختصر تفسیر ہے اس کو ایسے دو مفسروں نے جن کا لقب جلال الدین تھا، مرتب کیا ہے اس لئے یہ تفسیر جلالین کے نام سے مشہور ہے ان دو جلیل القدر مفسروں میں پہلے جلال الدین محمد بن احمد الشافعی محلی (۱) اور دوسرے جلال الدین شافعی سیوطیؒ ہیں۔

(۱) شمس الدین محمد بن علی الداودی، طبقات المفسرین بیروت، دار الکتب العلمیہ ج ۱ ص ۱۰۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۵۱)

باب پنجم

تفسیر جلالین کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس کا نصف ثانی پہلے لکھا اور نصف اول بعد میں ترتیب دیا گیا ہے، شیخ جلال الدین محلی شافعی المتوفی ۸۶۲ھ نے پہلے سورة الکہف سے سورة الناس تک تفسیر لکھی تھی، غالباً موصوف نے یہ حصہ اس لئے پہلے مرتب کیا کہ یہ نصف اول کی بنسبت زیادہ آسان ہے، اس کے بعد نصف اول کی تفسیر لکھنا شروع کی سورة فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی کہ ۸۶۲ھ میں شیخ موصوف کا انتقال ہو گیا، اور یہ مختصر تفسیر ناقص رہ گئی۔

علامہ محلیؒ (۱) کی یہ تفسیر حقیقت میں شیخ موفق الدین احمد موصلی کو اشی المتوفی ۶۸۰ھ کی مختصر تفسیر التوفیق سے ماخوذ ہے چنانچہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔  
شیخ احمد بن یوسف بن حسن بن رافع موصلی کو اشی نے مختصر تفسیر لکھی تھی اس تفسیر پر علامہ محلیؒ نے اعتماد کیا ہے لیکن میں نے مکملہ لکھتے ہوئے تفسیر الوجیز از واحدی، تفسیر البضاوی، اور تفسیر ابن کثیر کو پیش نظر رکھا ہے۔ (۲)

ان وجوہ سے تفسیر جلالین کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس تفسیر سے مغرب، سخن اور مرادو مطالب تک بآسانی رسائی ہو جاتی ہے تاہم بعض جگہ تفسیر میں ان کے

(۱) علامہ محلیؒ کو علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی المتوفی ۹۱۷ھ سے کمال مشابہت کی وجہ سے تفتازانی عرب کہا جاتا ہے، ان کو علوم معقولہ میں ایسا ہی کمال حاصل تھا جیسا علامہ تفتازانی کو حاصل تھا، تصنیف و تالیف کا بھی وہی انداز ہے جو علامہ موصوف کا انداز تھا، پھر انہی کی طرح قبولیت بھی حاصل ہے علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔

ألف كتباً تشد إليها الرجال في غاية الاختصار، والتحرير، والتنقيح و سلاسة العبارة و حسن المزج والحل يرفع الأيراد، وقد أقبل عليها الناس وتلقوها بالقبول و

تداولوها (حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة) طبع مصر ۱۲۹۹ھ، ج ۱ ص ۲۵۳

(۲) شمس الدین محمد بن علی الداودی، طبقات المفسرين، بيروت ودار الكتب العلمية، ج ۱ ص ۱۰۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۵۲)

باب ثیم

قلم سے لغزش ہوئی ہے ایسے مواقع پر حاشیہ نگاروں نے گرفت بھی کی ہے۔  
 علامہ محلی کی اس مختصر تفسیر قرآن کے ناقص رہ جانے کا اہل علم کو  
 بہت صدمہ تھا زمانہ دراز کے بعد شیخ محلی کے بھائی شیخ کمال الدین محلی نے ایک  
 خواب دیکھا دراصل یہی خواب اس تفسیر کے مکملہ کا باعث بنا (جیسا کہ آگے  
 آتا ہے) گویا کہ قرعہ فال علامہ سیوطیؒ کے نام نکلا اس واقعہ کو علامہ سیوطیؒ نے  
 ”مکملہ جلالین“ کے آخر میں نقل کیا ہے جو تفسیر جلالین کے مطبوعہ نسخوں  
 میں منقول نہیں ہے، لیکن مفسر شیخ سلیمان شافعی نے وہ واقعہ علامہ سیوطیؒ کے  
 اصل نسخہ جلالین ”الفتوحات الالہیہ“ میں سے بتمامہ نقل کیا ہے، جو ہدیہ  
 ناظرین ہے۔

شیخ شمس الدین طونخی کا بیان ہے :-

مجھ سے میرے دوست شیخ کمال الدین محلی نے جو علامہ جلال الدین  
 محلی کے بھائی تھے بیان کیا کہ انہوں نے ایک خواب میں اپنے بھائی جلال الدین  
 محلی کو دیکھا کہ ان کے سامنے ہمارے دوست شیخ جلال الدین سیوطیؒ بیٹھے ہوئے  
 ہیں ان کے ہاتھوں میں اپنی لکھی ہوئی تفسیر ہے اور علامہ محلی فرما رہے ہیں کہ اس  
 تفسیر کے ان دونوں حصوں میں سے کون سا حصہ اسلوب بیان کے اعتبار سے بہتر  
 ہے میرا، یا آپ کا علامہ محلی نے فرمایا تم خود دیکھو، اور چند مقامات کی طرف اشارہ  
 بھی کیا، اس میں اعتراضات کی طرف لطیف اشارہ بھی تھا، علامہ سیوطیؒ پر علامہ  
 محلی کی طرف سے جو اعتراض ہوتا، موصوف اس کا جواب دیتے اور شیخ محلیؒ سن کر  
 مسکراتے اور ہنستے رہتے تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۵۳)

باب پنجم

## جلالین کے ہر دو حصوں میں بنیادی فرق

علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے کہ میرا یہ اعتقاد یقین ہے کہ وہ وضع و اسلوب جس کی شیخ محلی نے اپنی تفسیر میں طرح ڈالی ہے میرے طریقہ و اسلوب سے زیادہ بہتر ہے اور حسن تالیف میں وہ حصہ فائق و ممتاز ہے (۱)

علامہ سیوطیؒ نے اسلوب بیان اور طریقہ تفسیر میں شیخ محلی کی اتباع کی ہے اور ان کے طریقہ و نسخ پر کتاب مذکور کا مکملہ لکھا ہے، موصوف کا بیان ہے :-

وقد اكتملته بتكملة على نمطه من اول البقرة الى آخر الاسراء  
میں نے مکملہ جلالین انہی کے انداز پر سورہ بقرہ سے آخر سورہ اسراء تک مکمل کیا ہے  
تفسیر جلالین میں علامہ سیوطیؒ کا التزام

علامہ سیوطیؒ نے آغاز کتاب میں بصراحت لکھا ہے کہ اس تفسیر میں میرے  
حسب ذیل چار باتوں کا التزام کیا گیا ہے۔

(۱) تفسیر اس انداز پر کی گئی ہے کہ کلام اللہ کے معنی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

(۲) قول راجح کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) ضروری اعراب کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴) مختلف قرأتوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور طولانی محسوس سے احتراز کیا گیا ہے (۲)

بشر لازمہ بشریت سے کیونکر خارج ہو سکتا ہے، بعض مقامات پر دونوں  
مفسروں سے تفسیر میں لغزش ہوئی انہوں نے قول راجح کے بجائے قول مرجوح نقل  
کیا، بلکہ ساقط الاعتبار قول درج کیا ہے

(۱) ملاحظہ ہو، تفسیر جلالین مع الکمالین والزلالین، طبع نولشور لکھنؤ ۱۳۱ھ ص ۲

(۲) ایضاً

الغرض قلم

علامہ سیوطیؒ نے آیت شریفہ فلما اتھا صالحاً جعلاً له شركاء فيما اتھما . فتعلی اللہ عما یشرکون (۹/۱۴) وغیرہ کی تفسیر میں اور علامہ محلیؒ نے آیت شریفہ اذ دخلوا علی داؤد ففرع منهم قالو لا تخف خصمٰن بغی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط و اهدنا الی سواء الصراط (۲۳/۱۱)

اور آیت شریفہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنى  
لقى الشیطان فی امنیة فینسخ الله ما یلقى الشیطان ثم یحکم الله آیتہ  
۱۴/۱۷ کی تفسیر میں ایسا ہی کیا ہے (۱)

نیز بعض جگہ تفسیر بھی مناسب الفاظ سے نہیں کی مثلاً آیہ شریفہ وعلیم آدم الأسماء کلہا کی تفسیریں رقمطراز ہیں :-

حتى القصعة والقصيعة والفسوة والفسيرة والمعرفة<sup>(٢)</sup>

تا آئندہ بڑا اور چھوٹا یہالہ 'زور کا یاد اور پھسکی' اور۔۔۔

یہ اہم تکرار تفسیر علامہ سیوطیؒ نے صرف چالیس دن کی قلیل مدت میں مکمل کیا تھا فرماتے ہیں الفقه فی مدۃ قدر میعاد الکلیم میں نے اس کو مدت میعاد کلیم (چالیس دن) میں مرتب کیا ہے۔ علامہ موصوف نے فراغت تالیف کا جو سن تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

فرغ من تأليفه يوم الأحد عاشر شوال سنة سبعين و ثمانمائة و (كان)

الابتداء فيه يوم الأربعاء مستهل رمضان من السنة المذكورة وفرغ من

(۱) ملاحظہ ہو تفسیر الجلالین مع الکمالین والزیلالین، طبع نو لکھنؤ ۱۳۱۷ھ ص ۲۲-۲۷

(۲) جلالین، کراچی، ص ۳۶۶، ص ۸۰

تبیضیۃ یوم الاربعاء سادس صفر سنۃ احدى و سبعین و ثمانۃ

وہ (سیوطی) اس کی تالیف سے بروز یکشنبہ دس شوال ۸۷۰ھ میں فارغ  
ہوا اور اس کا آغاز بروز شنبہ یکم رمضان سال مذکور میں ہوا اور اس مسودہ کو بدھ  
کے دن چھ صفر ۸۷۰ھ میں صاف کیا۔

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہے کہ یہ مکملہ تفسیر علامہ محلی کی وفات کے  
چھ سال بعد مرتب ہوا اور اس وقت علامہ سیوطی صرف بائیس برس کے تھے، تفسیر کے  
موضوع پر یہ علامہ موصوف کا پہلا کارنامہ ہے۔

علامہ سیوطی نے اس کی ترتیب و تالیف میں کیسی جانفشانی و محنت کی ہے اس  
کا اندازہ موصوف کے حسب ذیل بیان سے کیا جاسکتا ہے۔

قد أفرغت فيه جهدي و بذلت فكري فيه في نفائس أراها  
ان شاء الله تعالى تاجدی (۱)

میں نے اس کی تالیف میں بڑی محنت کی ہے اور نفائس تفسیر کو بہت غور  
و فکر سے جمع کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تمہیں فائدہ دیں گے۔

تفسیر جلالین اختصار و جامعیت میں اپنی نظیر آپ ہے، سچ ہے کہ اس تفسیر  
میں دریا کو کوڑہ میں بند کیا گیا ہے، اختصار ایسا ہے کہ سورہ مزل تک تفسیر کے اور قرآن  
مجید کے حروف تعداد میں برابر ہیں، سورہ ”مدثر“ کے بعد کچھ تفسیر کے حروف  
تعداد میں بڑھ گئے ہیں، حاجی خلیفہ ”کشف الظنون“ میں لکھتے ہیں :-

قال بعض علماء اليمن عددت حروف القرآن و تفسيره للجلالين  
فوجدتهما متساويين الى سورة المزمل و من سورة المدثر التفسير  
زائد على القرآن فعلى هذا لا يجوز حمله بغير الوضوء (۲)

(۱) تفسیر الجلالین مع الکمالین والزلزالین طبع نوٹشور لکھنؤ ۱۳۱۷ھ ص ۲۳۸

(۲) ایضاً

بعض علماء یمن کامیان ہے کہ میں نے قرآن اور تفسیر جلالین کے حروف کو شمار کیا تو دونوں کے حروف کو سورہ مزمل تک برابریا اور سورہ مدثر سے تفسیر کے حروف قرآن کے حروف سے بڑھ گئے اس وجہ سے اس کا بغیر وضو کے چھوٹنا جائز ہے۔ اس کی جامعیت کے متعلق حاجی خلیفہ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔

وهو مع كونه صغير الحجم، كبير المعنى لانه لب لباب التفسير (۱)  
تفسیر جلالین حجم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن معانی و مطالب کے اعتبار سے بہت اہم ہے کیونکہ یہ تفسیروں کا نچوڑ ہے۔  
”الا کسیر فی اصول التفسیر“ میں مذکور ہے :-

شہرت و قبول این تفسیر مبارک مستغنی است از بیان فضائل و شرح  
فواضل وے ’ نزد علماء ہند در کتب درسیہ است ’ و مصداق این مثل سائر  
است کہ ہر کہ بقامت کمتر بقست بہتر (۲)

اس مبارک تفسیر کی شہرت و قبولیت اس کے فضائل بیان کرنے اور  
اس کی خوبیاں بتانے سے مستغنی ہے ’ یہ ہندوستانی علماء کے یہاں نصائی کتب  
میں داخل ہے اور مشہور مثل کا مصداق ہے کہ جو قامت میں چھوٹی ہوتی ہے  
وہ قیمت میں بہتر ہوتی ہے۔

تفسیر جلالین، اختصار و جامعیت، صحت و مفہوم اور توضیح مطالب کی وجہ  
سے علماء و طلبہ کی مرکز توجہ رہی ہے، علماء اور اہل علم کو اختصار مضامین کی خاطر اس  
سے خاص اعتناء ہے اور کثرت سے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانیؒ نے اس کا تیس مرتبہ مطالعہ کیا تھا ”لطائف المنن“  
میں مذکور ہے۔

- (۱) کشف الظنون طبع استنبول ۱۳۶۰ھ ج ۱ اک ۳۳۵  
(۲) صدیق حسن خان قزوینی الاکسیری فی اصول التفسیر مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۰ھ ص ۵۸

## طالعت تفسیر الجلالین نحو ثلاثین مرة

میں نے تفسیر جلالین کا تقریباً تیس مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔

طلبہ قرآن فہمی کے لئے اس کو پڑھتے رہے ہیں، ہندوستان میں یہ کتاب زمانہ دراز سے نصاب درس میں داخل ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جنہوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں نہایت نفیس ترجمہ کیا ہے، انہوں نے بھی غالباً انہی وجوہ سے اس کے پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے، چنانچہ موصوف کے وصیت نامہ میں مذکور ہے۔

بعد ازاں قرآن عظیم درس گویند باں صفت کہ صرف قرآن خواند بغیر تفسیر و ترجمہ گوید در آتچہ مشکل باشد در نحو یا در شان نزول، متوقف شود، و بحث نماید و بعد از فراغ از درس تفسیر جلالین را بقدر در رس خواند دریں طریق فیض بہا مست (۱)

اس (مؤطا امام مالک) کے بعد قرآن کریم کا درس دیں اس طرح کہ وہ تفسیر کے بغیر قرآن پڑھے اور ترجمہ کرے جہاں مشکل پیش آئے نحو میں یا شان نزول میں شُر جائے اور بحث کرے جب درس قرآن سے فارغ ہو جائے تو تفسیر جلالین پھر سبق پڑھے اس طریقہ تعلیم میں بہت برکت ہے۔

انہی وجوہ سے نامور علماء نے اس پر حواشی و شروح لکھے چنانچہ سب سے پہلے علامہ سیوطیؒ کے شاگرد فقیہ و محدث شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم علقمی مصری شافعی المتوفی ۹۶۳ھ نے ۹۵۲ھ میں اس پر حاشیہ لکھا جس کا نام قبس النیرین علی تفسیر جلالین ہے اس کا قلمی نسخہ جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۲) موصوف کے بعد جن علماء اور مفسرین نے اس پر حاشیہ اور شرحیں لکھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) فقیہ بدر الدین محمد بن محمد کرنی بحری المتوفی ۱۰۰۶ھ / ۱۵۹۸ء نے ۹۸۱ھ میں مجمع البحرین و مطلع البدرین کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں نہایت مبسوط

(۱) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۶ھ ص ۱۱۹ یہ رسالہ لاہور سے عقید الجید کے ساتھ طبع ہوا تھا۔

(۲) فہرس المکتبۃ الازہریہ، طبع دوم ۱۳۷۱ھ



شرح لکھی ہے اس کا قلمی نسخہ جامع ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۱)

(۲) نور الدین علی بن سلطان محمد قاری المتوفی ۱۰۱۰ھ کے حاشیہ کا نام جمالیین ہے جو موصوف نے ۱۰۰۴ھ میں مرتب کیا تھا اس کے متعلق حاجی خلیفہ رقم طراز ہیں :-

ہی حاشیہ مفیدۃ (۲) یہ مفید حاشیہ ہے۔

اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیوریہ میں محفوظ ہے (۳)

(۳) شیخ عطیہ بن عطیہ اجہوری شافعی المتوفی ۱۱۹۰ھ / ۷۶۷ء نے اس کی شرح

تین جلدوں میں کی جو ”الکوکبین النیرین فی حل الفاظ الجلالین“ کے نام سے مشہور ہے اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ (۴)

(۴) شیخ سلیمان بن عمر عجلی شافعی المتوفی ۱۲۰۳ھ نے چار جلدوں میں ”الفتوحات الإلهیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق الخفیہ“ لکھی ہے یہ نہایت مبسوط و مقبول شرح ہے یہ شرح سب سے پہلے ۱۲۷۵ھ یو لاق مصر سے شائع ہوئی تھی پھر دیگر مطابع سے چھپ کر شائع ہوئی۔

(۵) شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی المتوفی ۱۲۳۱ھ نے ۱۲۲۵ھ میں اس کی جو شرح لکھی تھی وہ پہلی بار ۱۲۴۱ھ میں یو لاق مصر سے تین جلدوں میں شائع کی گئی تھی پھر دوسرے مطبعوں نے بھی شائع کی۔

(۶) شیخ عبداللہ بن محمد زواوی شافعی نے ۱۲۶۲ھ میں قرۃ العین و تنزیہ۔

(۱) فہرس المکتبۃ الازہریہ طبع دوم ۱۲۷۱ھ

(۲) کشف الظنون ج ۱ ص ۲۴۵

(۳) فہرس الخزائنہ الیموریہ طبع دار الکتب المصریہ ۱۳۶۶ھ ج ۱ ص ۱۹۱

(۴) فہرس المکتبۃ الازہریہ ج ۱ ص ۲۸۶

علامہ جلال الدین سیوطی

(۱۵۹)

باب پنجم

(۱) القواد نامی حاشیہ لکھا جو چار جلدوں میں ہے

(۷) شیخ علی شیبینی شافعی اشعریؒ سے ”ضوء النیرین لفہم القرآن“ یادگار ہے اس شرح کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۲)

(۸) مصطفیٰ بن شعبانؒ نے ”فتوح الرحمن بتوضیح القرآن“ کے نام سے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۳)

(۹) شیخ سعد اللہ قندھاری نے ۱۳۰۶ھ میں ”کشف المحجوبین عن خدی تفسیر الجلالین“ لکھی جو ۱۳۰۷ھ میں بمبئی سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

ہندوستان اور پاکستان کے جن علماء نے اس تفسیر پر شرحیں اور حاشیے لکھے وہ یہ ہیں۔

شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام محمد دہلویؒ المتوفی ۱۲۳۹ھ نے کمالین علی تفسیر جلالین لکھی (۴) جو پہلی مرتبہ ۱۲۸۵ھ میں شائع ہوئی تھی، پھر نو لکھنؤ نے ۱۳۴۲ھ میں اس کو دوبارہ شائع کیا تھا۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۰۲ھ کا حاشیہ ۱۲۸۲ھ میں مستمطبع انسٹیٹیوٹ برلین محمد عبدالرزاق علی گڑھ نے شائع کیا تھا۔ محمد ریاست علی حنفی نے

(۱) فہرس المکتبہ الازہریہ ج ۱ ص ۲۸۱

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۲۷۶

(۳) ایضاً ج ۱ ص ۲۷۶

(۴) حافظ العصر علامہ سید انور شاہ نے اس حاشیہ کو ملا علی قاریؒ کے حاشیہ سے زیادہ بہتر قرار

دیا ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ۱۳۵۷ھ ج ۱ ص ۲۱۰

باب پنجم

(۱۶۰)

علامہ جلال الدین سیوطی

زلالین کے نام سے حاشیہ لکھا جو نو لکھنور نے ۱۳۴۲ھ میں کمالین کے ساتھ چھاپا تھا۔  
روح اللہ حنفی نقشبندی المتوفی ۱۳۱۴ھ نے ترویج الارواح لکھی یہ شرح بھی مطبع خادم  
التعلیم لاہور سے ۱۳۱۸ھ میں شائع کی گئی تھی۔ اب اس کا فوٹو ابو یوسف محمد یعقوب  
الفرہانی نے کوئٹہ سے شائع کیا ہے۔

مولانا تاراب علی لکھنوی المتوفی ۱۲۸۱ھ نے تفسیر جلالین کے آخری حصہ  
یعنی پارہ عم کا تحشیہ ہلالین کے نام سے کیا تھا جو شائع ہو چکا ہے۔

علماء نے تفسیر جلالین پر شروح و حواشی ہی نہیں لکھے بلکہ بعض علماء نے اس  
انداز پر عربی زبان میں قرآن مجید کی مختصر تفسیریں بھی لکھی ہیں جن کے نام  
ہدیہ ناظرین ہیں۔

شیخ نور الدین احمد بن محمد عمری شافعی گازیونی، موصوف کی تفسیر کا نام  
”الصرط المستقیم فی بیان القرآن“ ہے اس کے متعلق نواب صدیق حسن خاں  
قنوجی لکھتے ہیں، (ہو) تفسیر مختصر ممزوج کالجلالین (۱)

ہندوستانی علماء میں سب سے پہلے شیخ نعمۃ اللہ بن عطاء اللہ نازولی ثم فیروز  
پوری نے اس نوع کی تفسیر ۱۷۰۷ھ میں لکھی تھی سید عبدالحی لکھنوی کا بیان ہے۔

تفسیر القرآن علی نہج الجلالین للشیخ نعمۃ اللہ بن عطاء اللہ (۲)  
شیخ محمد بن جعفر الحسینی گجراتی نے بھی اس انداز کی تفسیر مرتب کی تھی معارف العوارف  
فی انواع العلوم و المعارف میں مذکور ہے تفسیر القرآن علی نہج الجلالین

(۱) ملاحظہ ہوا لکیر فی اصول التفسیر ص ۸۵

(۲) الشافعی الاسلامیہ فی انداز عبدالحی حنفی طبع دمشق ۱۳۷۷ھ ص ۱۶۵

للشیخ محمد بن جعفر الحسینی الکجراتی (۱) شیخ علی اصغر بن عبدالصمد قنوجی کی ثواب التزئیل بھی اسی قسم کی تفسیر ہے نواب صدیق حسن خان قنوجی گلابیان ہے۔

این تفسیر وے در حسن ایجاز و افادہ معنی مثل تفسیر جلالین (۲)

اس کی یہ تفسیر حسن اختصار اور معانی کی وضاحت میں جلالین کی طرح ہے۔

محمد بن بدر الدین صاروخانی التونی ۱۰۰۰ھ نے ۹۸۱ھ میں ایک مختصر تفسیر

لکھی تھی وہ بھی ایسی ہی تفسیر ہے الا کسیر فی اصول التفسیر میں مذکور ہے :-

کتابے مختصر است مثل جلالین، دروے اقوال منتخب و اعراب بمقتضائے

حال باختصار بہ قراءت حفص ذکر کردہ در بلاد رومیہ شہرت دارد (۳)

یہ جلالین کی طرح ایک مختصر کتاب ہے اس میں چیدہ چیدہ اقوال اور

مقتضائے حال کے مطابق اعراب مختصر طور پر حفص کی قراءت کے مطابق

بیان کئے گئے ہیں، روم کے شہروں میں اس کی شہرت ہے۔

## (۲) مجمع البحرین و مطلع البدرین

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا نام تحریر الروایۃ و تقریر الدراریۃ نقل

کیا ہے (۴) ممکن ہے اس کا نام ”مجمع البحرین و مطلع البدرین الجامع بین

تحریر الروایۃ و تقریر الدراریۃ“ ہو۔

.....

(۱) ایضاً الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۱۶۵

(۲) ایضاً ص ۷۰

(۳) ایضاً ص ۶۳

(۴) کشف الظنون ج ۱ ص ۱۵۹۹

علامہ جلال الدین سیوطی

(۱۶۲)

مابین

یہ علامہ محمد ابن جریر طبری الثونی ۳۱۰ھ کی معرکتہ الآراء تفسیر  
 ”جامع البیان فی تاویل القرآن“ کے طرز کی تفسیر ہے، اور حسب بیان مؤلف اس  
 سے زیادہ جامع و مفید ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب و تالیف کا آغاز ۸۷۲ھ سے پہلے  
 ہو چکا تھا ۸۷۲ھ میں علامہ موصوف نے اس کا مقدمہ ”التحیر فی علوم  
 التفسیر“ لکھا جس میں قرآن مجید کے ایک سو دو علوم پر نہایت سیر حاصل تبصرہ کیا،  
 جب موصوف کو علامہ برہان الدین زرکشی کی کتاب ”البرہان فی علوم القرآن“ ملی تو  
 اسے سامنے رکھ کر ۸۷۸ھ میں از سر نو ”مجمع البحرین“ کا مقدمہ مرتب کیا، جو ”الاتقان  
 فی علوم القرآن“ کے نام سے مشہور ہے، اس وقت یہ تفسیر زیر ترتیب تھی علامہ  
 سیوطی نے الاتقان کی آخر فصل میں اس اہم تفسیر کا تذکرہ جس انداز سے کیا ہے اور  
 اس کی تکمیل کی دعا کی ہے، اس سے ناظرین کو اس کی جامعیت و افادیت کا صحیح اندازہ  
 ہو سکتا ہے علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

وقد شرعت فی تفسیر جامع لجميع ما یحتاج الیہ من التفاسیر  
 المنقولة والا قوال المقولة والاستنباطات والا اشارات  
 والا عاریب واللغات و نکت البلاغة و محاسن البدائع  
 و غیر ذلک، بحيث لا یحتاج معہ إلى غیرہ أصلاً، و سمیتہ ”بمجمع  
 البحرین و مطلع البدرین“ و هو الذی جعلت هذا الكتاب مقدمة له  
 والله اسأل ان یعین علی إکماله بمحمد وآله (۱)

(۱) الاتقان فی علوم القرآن، مطبع احمدی، ۱۲۸۰ھ ص ۵۵۷

باب پنجم

۱۶۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

میں نے ایک جامع تفسیر لکھنا شروع کی جو جملہ تفسیری روایات، مستند اقوال اور استنباطات، اشارات، اعراب، لغات و بلاغت کے نکات، فن بدیع کے محاسن اور خمیان وغیرہ امور کی جامع ہو جن کی تفسیر میں ضرورت پیش آئی ہے یہ کتاب ایسی جامع ہو گی کہ اس کے ہوتے ہوئے پھر کسی تفسیر کی کتاب کی حاجت باقی نہیں رہے گی، میں نے اس تفسیر کا نام ”مجمع البحرین و مطلع البدرین“ رکھا ہے اور اس کتاب (الاتقان) کو اس کا مقدمہ قرار دیا ہے میں اللہ تعالیٰ سے حق محمد و آل محمد ﷺ اس کتاب کی تکمیل میں مدد کا خواہاں ہوں۔

علامہ سیوطیؒ کے انداز جمع و تحقیق کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہیں کہ علامہ موصوف کی یہ تفسیر قدامت مفسرین کے دور سے عہد مؤلف تک کی تمام منقول و معقول نقایہ کی جامع ہو گی۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل نہ ہو سکی، حاجی خلیفہ کی نظر سے بھی یہ تفسیر نہیں گزری وہ بھی اس کی تکمیل کے متعلق متردد ہیں (۱) علامہ سیوطیؒ نے حسن الحاضرہ میں اپنی تالیفات کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

### (۳) ترجمان القرآن فی تفسیر المسند

یہ نہایت مبسوط تفسیر ہے اور ۸۹۸ھ سے قبل کی تالیف ہے اس کی اہمیت اس کی جامعیت کے لحاظ سے ہے اس میں علامہ سیوطیؒ نے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے آیات کے سلسلہ میں جملہ تفسیری روایات، آثار و اقوال کو بسند متصل نقل کیا ہے جس سے ہر قول و روایت کا مرتبہ و مقام اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا علم بخوبی ہو جاتا

(۱) کشف الظنون ج ۲۔ ک ۱۵۹۹

ہے اس تفسیر کے بارے میں حاجی خلیفہ لکھتے ہیں۔

ہو کبیر فی خمس مجلدات (۱) یہ بڑی تفسیر ہے اور پانچ جلدوں میں ہے جب اس تفسیر کی تلخیص الدر المنثور ہی چھ جلدوں میں چھپ کر شائع ہوئی ہے تو ظاہر ہے یہ تفسیر مطبوعہ الدر المنثور کی دس بارہ جلدوں سے کیا کم ہوگی۔

## (۲) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور

یہ تفسیر چھ جلدوں میں پہلی مرتبہ مصر سے ۱۳۱۴ھ میں شائع کی گئی تھی اور اب ایران سے دوبارہ شائع کی گئی ہے۔

دارالکتب دہلی نے ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں آٹھ جلدوں میں شائع کی ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ نوں جلد میں ان تمام احادیث و آثار کے اطراف کا اشارہ دیا گیا ہے۔ اہل علم اور محققین کے لئے یہ نہایت مفید و کارآمد ہے اس لئے کہ اس سے احادیث و آثار کی تخریج و تصحیح آسانی سے کی جاسکتی ہے۔

یہ مقبول و متداول کتاب علامہ سیوطیؒ کی مذکورہ بالا مبسوط تفسیر ”ترجمان القرآن“ کا نہایت کامیاب اختصار و خلاصہ ہے جو ۸۹۸ھ میں کیا گیا تھا آغاز کتاب میں علامہ موصوف نے جو وجہ تلخیص بیان کی ہے وہ حسب ذیل ہے فرماتے ہیں۔

لما الفت کتاب ترجمان القرآن وهو تفسیر المسند عن رسول اللہ ﷺ وأصحابہ و تم بحمد اللہ فی مجلدات فکان ما أوردته فیہ من الآثار بأسانید الکتاب المخرج منها والرواة رابت قصور أكثر الهمم عن تحصيله ورغبتهم فی الإقتصار علی متون الأحادیث دون الإسناد و تطویلہ فلخصت منه هذا المختصر مقتصرًا فیہ علی متن الأثر مصدرًا بالغز و التخریج الی کل کتاب معتبر و سمیتہ بالدر المنثور فی التفسیر بالماثور (۲)

میں نے جب ”ترجمان القرآن“ کو جس میں تفسیری روایات کا سلسلہ اسناد رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ تک بیان کیا گیا ہے وہ کئی جلدوں میں مکمل ہوا اس میں چونکہ آثار سند اور کتابوں کے حوالوں کے ساتھ منقول ہیں تو اکثر لوگوں کو اس کی تحصیل سے قاصر پایا اور ان کی رغبت نہ متون احادیث کی طرف دیکھی نہ اسناد اور روایوں کی طرف ناچار میں نے اس کا یہ مختصر تیار کیا جس میں صرف متن حدیث کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا راوی کا نام اور کتب کا حوالہ دیا اس خلاصے کا نام میں نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی نے آیات سے متعلق روایات کی اسناد کو حذف کر کے متون احادیث و آثار کو نقل کیا ہے اور جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا اور راوی کا نام بھی بتایا ہے مگر احادیث و آثار پر نقد و تبصرہ نہیں کیا ہے البتہ خاتمہ کتاب پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”کتاب العجاہ فی بیان الاسباب“ سے ایک نہایت طویل معلومات آفریں اقتباس نقل کیا ہے، جس کا مطالعہ بلاشبہ تفسیری روایات کے سلسلہ اسناد پر نہایت بصیرت افروز تبصرہ ہے جس سے تفسیر کے جملہ طرق و اسانید کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور اس سے صحیح و غیر صحیح، ضعیف و منکر میں بآسانی تمیز کی جاسکتی ہے اس کا مطالعہ ترجمان القرآن کے لئے نہایت ناگزیر ہے تاہم تفسیر الدر المنثور میں سلسلہ اسناد اور روایات کو نظر انداز کیا گیا اس لئے اس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں، غالباً اس وجہ سے نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے علامہ سیوطی کے اس عظیم الشان کارنامہ کو سراہتے ہوئے ”الاکسیر فی اصول التفسیر“ میں اس امر کا شکوہ کیا اور لکھا ہے :-

این تفسیر متداول است محرز سطور ہم مطالعہ آن فائز شدہ خیلے جامع واقع



شده است اگر تنقیح نیز ہمراہ میداشت بے نظیری بود (۱)

یہ تفسیر متداول ہے راقم سطور بھی اس کے مطالعہ سے مستفید ہوا ہے بہت جامع تفسیر ہے اگر تنقیح بھی اس کے ساتھ ملحوظ رکھی جاتی تو یہ بے نظیر تفسیر تھی۔

حافظ سیوطیؒ نے تفسیر ”الدر المنثور“ میں اس امر کا چونکہ خاص التزام کیا ہے کہ جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا ہے اس سے ایک محدث حدیث کے مرتبہ و مقام کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے اس لئے اسے ہر روایت پر نقد و تبصرہ کی حاجت نہ تھی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ”قرة العینین فی تفضیل الشیخین“ میں ایک موقع پر اس نکتہ کی طرف حسب ذیل الفاظ میں نہایت لطیف اشارہ کیا ہے وھو هذا :-  
سیوطی در در منثور جمع احادیث مناسبہ بقرآن نمود، قطع نظر از صحت و سقم تا محدثے آنہا را بمیزان علم خود بسجد و ہر حدیثے را اور محل خودش بگرداد (۲)  
سیوطیؒ نے در منثور میں قرآنی آیات کی تفسیر سے متعلق حدیثیں، صحت و سقم سے قطع نظر جمع کی ہیں تاکہ محدث انہیں اپنے علم کی ترازو میں تولے اور ہر حدیث کو اس کے محل و مقام میں رکھے۔

قرآن مجید کو روایات، تاریخ و قصص بنی اسرائیل کی روشنی میں سمجھنے کے لئے یہ بڑی اہم و نہایت مفید کتاب ہے اور علامہ سیوطیؒ کی فن تفسیر میں بصیرت اور تفسیری روایات پر وسعت نظر کی شاہد عدل ہے۔

(۱) الکسیر فی اصول التفسیر ص ۹۷

(۲) قرة العینین فی تفضیل الشیخین، مطبع مجتہبی دہلی ۱۳۰۱ھ ص ۲۸۳

باب پنجم

(۱۶۷)

علامہ جلال الدین سیوطی

اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ تفسیر سے متعلق روایات کا جو ذخیرہ اس میں محفوظ ہو گیا ہے، وہ دس ہزار احادیث سے زیادہ ہے علامہ موصوف کا بیان ہے۔

وقد اعتنيت بما ورد عن النبي ﷺ في التفسير و عن أصحابه فجمعت في ذلك كتاباً حافلاً فيه أكثر من عشرة آلاف حديث (۱) حضور اکرم ﷺ اور صحابہؓ سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو کچھ مروی ہے اس کو میں نے نہایت اہتمام سے ایک کتاب میں جمع کیا ہے، جس میں دس ہزار سے زائد حدیثیں جمع کی ہیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی التوفی ۱۳۳۹ھ بحالہ نافعہ میں رقم طراز ہیں :-  
احادیث متعلقہ تفسیر را تفسیر گویند، تفسیر ابن مردودیه و تفسیر دیلمی و تفسیر ابن جریر و غیر مشاہیر تفاسیر حدیث اند و کتاب در منشور شیخ جلال جامع ہمہ است (۲)

تفسیر سے متعلق حدیثوں کو کتاب تفسیر کہتے ہیں، تفسیر ابن مردودیه، تفسیر دیلمی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ حدیث کی تفسیروں میں بہت مشہور کتابیں ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب الدر المنثور ان تمام کتابوں کی جامع ہے۔  
تفسیر الدر المنثور قدام مفسرین کی تفاسیر کی جامع ہے، قاضی شوکانی ”فتح القدير الجامع في الرواية والدراية من علم التفسير“ میں لکھتے ہیں :-

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، مطبع خیر یہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۶۵

(۲) بحالہ نافعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۷

واعلم ان تفسیر السیوطیؒ المسمى بالدر المنثور وقد اشتمل علی  
غالب ما فی تفاسیر السلف من التفاسیر المرفوعة إلى النبی ﷺ و  
تفاسیر الصحابة ومن بعدهم وما فاتہ الا القلیل النادر (۱)

تمہیں معلوم رہے کہ تفسیر سیوطیؒ جو الدر المنثور کے نام سے مشہور ہے وہ  
سلف کی بیشتر ایسی تفسیر کی کتابوں پر حاوی ہے جو رسول اللہ ﷺ صحابہ و تابعین کی  
بند متصل روایات کی جامع ہے اگر اس سے کچھ رہ بھی گیا تو وہ بہت تھوڑا ہے۔

علامہ سیوطیؒ سے اس موضوع پر اگر کچھ رہ بھی گیا ہے تو وہ اس وجہ سے  
نہیں کہ علامہ موصوف کو اس کا علم نہیں تھا بلکہ اس کی اصل وجہ کتب تفاسیر کا  
ہمدست نہ ہونا تھا، موصوف کو تفسیر کی بعض کتابیں تلاش و جستجو کے باوجود دیکر مصر میں  
اس وقت نہیں مل سکی تھیں ان کے تفحص و تلاش کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے  
کہ امام وکیع کے شاگرد شیخ سید حسین ابن داؤد المصیصی المتوفی ۲۲۶ھ کی تفسیر مسند کو  
موصوف نے کم و بیش پچیس برس تک تلاش کیا مگر کامیابی نہ ہوئی، موصوف کے شاگرد  
شیخ عبد الوہاب شعرانی المتوفی ۳۷۷ھ کا بیان ہے :-

طلعت تفسیر الإمام سنیید بن عبد اللہ الأزدی الراوی عن  
وکیع وهو تفسیر نفیس وقد تطلبه الشیخ جلال الدین  
السیوطیؒ عشرين سنة فلم یظفر بنسخة منه، ثم جردت  
أحادیثه وآثاره فی مجلد (۲)

(۱) فتح القدر مصطفیٰ البابی الحلبي مصر ۱۳۲۹ھ ج ۱۔ ص ۴

(۲) الشعرانی۔ لطائف المنن ص ۵۳۰

میں نے امام سید حسین (۱) بن عبد اللہ ازدی (ابو علی مصیعی) کی تفسیر کا مطالعہ کیا ہے موصوف و کبج المتوفی ۱۹۶ھ سے روایت کرتے ہیں یہ نہایت عمدہ تفسیر ہے اس کو شیخ جلال الدین سیوطی نے پندرہ برس تک تلاش کیا مگر ان کو اس کا نسخہ حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی، مطالعہ کے بعد میں نے اس کی احادیث و آثار کی تشخیص بھی ایک جلد میں کی۔

حافظ سید عبدالحی کتانی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے فہرست الفہارس والا ثبات میں تفسیر در المنثور پر جو تبصرہ کیا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے، موصوف لکھتے ہیں :-

الدر المنثور: وهو مطبوع فی ست مجلدات ضخمة من طالعہ بتعمق أدهشه وابهته واسكتہ ومن لم يطالعہ او طالعہ منه حریفات انتقد واستمرر ما يراه غیرہ حلوا ولو سکت من لا يعلم ليسقط الخلاف (۲)

الدر منثور: چھ ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے اس کا جو بغور مطالعہ کرے گا یہ اس کے ہوش گم کر دے گی حیران و ساکت کر دے گی جس نے اس کا مطالعہ نہیں کیا یا اس پر تنقید کے دو چار حرف پڑھ لئے وہ تفسیر کو چھوڑ کر انہی باتوں کو جو اس نے مطالعہ کی ہیں اچھا سمجھے گا اور جو نہیں جانتا وہ اگر سکوت اختیار کرے تو اختلاف ہی جاتا رہے۔

کسی ترکی کے عالم نے تفسیر الدر المنثور کا مختصر بھی ایک جلد میں تیار کیا تھا اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں محفوظ ہے (۳)

(۱) صحیح نام وہ ہے جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔

(۲) الشرنانی۔ لطائف المنن ص ۵۳۰

(۳) فہرست الخزائنہ تیموریہ، ج ۱ ص ۵۶

## (۹) الاتقان فی علوم القرآن

۸۷۲ھ میں علامہ سیوطی نے تفسیر ”مجمع البحرین و مطلع البدرین“ کا مقدمہ لکھا جس میں علوم قرآن پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی، اس کا نام ”التحجیر فی علوم التفسیر“ رکھا یہ بھی اب شائع کیا گیا ہے۔

موصوف نے اس میں قرآن مجید سے متعلق ایک سو دو علوم پر تبصرہ کیا اس کتاب کی بنیاد علامہ بلقینی التونی ۸۶۸ھ کی کتاب مواقع العلوم ہے اس کے دو مخطوطے جامع ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں (۱)

اس کتاب کی تالیف کے بعد علامہ سیوطی کو علامہ بدر الدین زرکشی التونی ۹۳۷ھ کی کتاب البرہان فی علوم القرآن کا علم ہوا اور وہ کتاب انہیں مل گئی تو اسے سامنے رکھ کر از سر نو مجمع البحرین کا مقدمہ لکھنا شروع کیا جو ۸۷۸ھ میں پورا ہوا۔ یہ مقدمہ الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے عالم میں مشہور ہے۔

علوم قرآن پر راقم السطور نے الاتقان فی علوم القرآن (اردو) کے مقدمہ میں لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں (۲)

یہ پہلی بار کلکتہ سے ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۲ء میں بشیر الدین اور نور الحق کی تصحیح سے دو جلدوں میں متوسط کے ۹۵۹ صفحات میں شائع کی گئی تھی۔

(۲) مطبعہ بولاق مصر (القاہرہ) سے طبع کی گئی تھی۔

(۳) مطبعہ کاخیلہ سے ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء میں شیخ نصر ہورینی کی ۱۲ صفحات کی تصحیح و تعلیقات کے ساتھ شائع کی گئی تھی۔

(۱) فہرس المکتبۃ الازہریہ، مصر، ۱۳۷۱ھ ج: ۱ ص: ۱۶۸

(۲) الاتقان فی علوم القرآن (اردو) نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی ۱۹۶۱ء ج: ۱ ص: ۵۳۰-۹۰

(۴) محمد حسین خان مہتمم مطبع مصطفائی دہلی نے شوال ۱۲۸۰ھ میں مولوی اسد علی اسلام آبادی کی تصحیح سے مطبع احمد خاں اموجاں دہلی سے شائع کی اور اس کے خاتمۃ الطبع میں تصریح کی ہے کہ کلکتہ سے شائع شدہ نسخہ میں اغلاط بہت ہیں یہ نسخہ متوسط تقطیع کے ۵۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵) مطبعۃ عثمان عبدالرزق مصر سے ۱۳۰۶ھ میں اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن باقلانی بھی چھاپی گئی تھی۔

(۶) مطبعۃ المینہ مصر سے ۱۳۱۷ھ میں

(۷) مطبعۃ الازہریہ سے ۱۳۱۵ھ میں اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن باقلانی شائع کی گئی۔

(۸) مطبعہ حجازی قاہرہ سے ۱۳۱۸ھ / ۱۹۲۹ء میں شائع کی گئی۔

(۹) ۱۳۵۴ / ۱۹۳۵ء میں محمود توفیق نے قاہرہ سے شائع کی تھی مکتبہ مصطفیٰ

البابۃ الحلبی مصر نے تیسری بار ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء میں اور چوتھی بار ۱۳۹۸ھ /

۱۹۷۸ء میں دو جلدوں میں شائع کی اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن ابو جبر باقلانی بھی

طبع کی تھی، دار الفکر بیروت نے بھی اس کو شائع کیا ہے لیکن اس پر سال اشاعت درج

نہیں ہے۔

(۱۰) شیخ ابو الفضل ابراہیم نے شیخ نصر ہورینی اور راوی کتاب شیخ جبرامردناصری

حنفی کے نسخہ سے جس پر ان کی اجازت و دستخط ثبت ہیں اتقان فی علوم القرآن کے متن

کی تصحیح کی ہے جو مکتبہ المشہد الحسینی قاہرہ سے ۱۳۱۷ھ / ۱۹۶۷ء میں دو جلد میں

زیور طبع سے آراستہ کی گئی تھی اور اب یہ نسخہ فوٹو سے بار بار شائع کیا جا رہا ہے اس کا ایک

اختصار عامر محمد مجیری نے الختم من الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے کیا ہے جو دار

باب پنجم

(۱۷۲)

علامہ جلال الدین سیوطی

الفکر العربی قاہرہ سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن قرآنی علوم و معارف کا دائرۃ المعارف ہے اس میں جو اقوال و مسائل جمع کئے گئے ہیں انہیں بہترین ذخیرہ و نفیس ترین معلومات سمجھا جاتا ہے۔

کثیر التصانیف علمائے متاخرین میں علامہ سیوطی کو جو مقام حاصل ہے اس میں ان کا کوئی سیم و شریک نہیں، علمی دنیا میں ان کی شہرت کثرت تالیفات ہی کے اعتبار سے نہیں بلکہ اصل شہرت ان چند اہم تالیفات کی وجہ سے ہے جن سے اہل علم کو استفادہ کئے بغیر آج بھی چارہ نہیں۔

(۱۰) الاکلیل فی استنباط التقریل

یہ پہلی بار دہلی سے ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اور دارالکتب العربی قاہرہ سے ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس کے متعلق علامہ سیوطی کا بیان ہے :-

میں نے الاکلیل فی استنباط التقریل تالیف کی ہے اس میں ہر ایسی آیت کی نشاندہی کی ہے جس سے کوئی فقہی یا اصولی یا اعتقادی مسئلہ نکالا گیا ہے اس کے علاوہ بعض ایسی آیتیں بھی ذکر کی ہیں جو بہت سے فائدوں اور گونا گوں مفید معلومات سے آراستہ ہیں ۶۵ ویں نوع میں ان کا ذکر اجمالاً کیا گیا ہے اکلیل میں ان کی شرح و تفصیل موجود ہے جو شخص ان باتوں کا تفصیل سے خواہشمند ہے اسے اکلیل کا مطالعہ کرنا

چاہئے (۱)

## (۱۱) اسرار التنزیل

اس کا اصل نام ”قطف الأزہار فی کشف الاسرار“ ہے یہ پہلی بار دہلی سے اسرار التنزیل کے نام سے شائع کی گئی تھی اور قطر سے قطف الازہار کے نام سے ۱۳۱۴ھ میں شائع کی گئی، اس کا ذکر بھی سیوطیؒ نے الاقان میں کیا ہے جس کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی الاقان سے پہلے کی تصنیف ہے، موصوف اس کے متعلق الاقان میں رقمطراز ہیں :-

افردہ بالتالیف العلامة أبو جعفر بن الزبید شیخ أبی حیان فی کتاب سماہ البرہان فی مناسبات ترتیب سور القرآن ومن أهل العصر الشیخ برہان الدین البقاعی فی کتاب سماہ نظم الدرر فی تناسب الآی والسور و کتابی الذی صنفہ فی أسرار التنزیل، کافل بذلك، جامع لمناسبات السور والآیات مع ماتضمنہ من بیان وجوہ الاعجاز وأسالیب البلاغۃ، وقد لخصت منه مناسبات السور خاصۃ فی جزء لطیف، سمیتہ ”تناسق الدرر فی ترتیب السور“ (ج ۳/۳۲۲)

ابو حیان کے استاد ابو جعفر بن الزبید نے اس موضوع پر کتاب لکھی جس کا نام ”البرہان فی مناسبات ترتیب سور القرآن“ نام رکھا اور ہمارے ہمعصر شیخ برہان الدین بقاعی نے اس موضوع پر کتاب تصنیف کی جس کا نام نظم الدرر فی مناسبات الآی والسور ہے اور میں نے جو کتاب لکھی ہے اس کا نام اسرار التنزیل ہے وہ بھی سورتوں اور آیتوں کی باہم مناسبت کی جامع ہے اس کے ساتھ اس میں اعجاز قرآن کے وجوہ اور بلاغت کے اسلوب کو حاوی ہے، میں نے اس کتاب کا خلاصہ تیار کیا اور سورتوں کی مناسبات کو جداگانہ کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام تناسق الدرر فی تناسب السور رکھا ہے۔

تناسق الدرر فی تناسب السور دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۰۱ھ میں شائع کی گئی ہے



## (۱۲) لباب النقول التنزیل فی اسباب النزول

یہ پہلی بار ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں مطبعہ یولاق مصر سے پھر مختلف ادوار میں دمشق بیروت استنبول سے ۱۹ مرتبہ شائع کی گئی۔ (۱)

قرآن فہمی کے لئے سورتوں اور آیتوں کے شان نزول سے واقفیت ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اور آیت کب اور کہاں اتری ہے اور اس کا تعلق کس واقعہ سے ہے علامہ سیوطیؒ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں اس موضوع پر مفسر واحدی کی کتاب کو زیادہ شہرت حاصل ہے لیکن اس میں معلومات کی تشنگی ہے وہ اصلاح کی محتاج ہے ابن حجرؒ نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے لیکن وہ مسودہ ہی تھا کہ ان کا منتقل ہو گیا اور وہ اس پر نظر نہیں کر سکے، میں نے یہ مختصر جامع کتاب لکھی ہے اس جیسی کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔

میں نے لباب النقول کو حدیث کی بنیادی اور جامع کتابوں سے مرتب کیا ہے اور محدث مزاج مفسرین کا خلاصہ اس میں پیش کیا ہے۔

میں نے اس کو مختصر تر بنایا ہے، زیادہ سے زیادہ معلومات پیش کی ہیں حدیث کی معتبر روایات نقل کی ہیں اقوال کی نسبت قائلین کی طرف ہے (۲)

علامہ سیوطیؒ نے لباب النقول کا ذکر الاقان میں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاقان سے پہلے کی تالیف ہے (۳)

(۱) عبد الجبار عبد الرحمن، ذخائر التراث العربی الاسلامی، ج: ۱، ص: ۶۰۱

(۲) لباب النقول، بیروت، دار احیاء العلوم، ۱۹۷۸ء، ص: ۱۲۔

(۳) الاقان، ج: ۱، ص: ۸۲۔

## (۱۳) مفحّمات القرآن فی مبہمات القرآن

قرآن مجید میں بعض آیات ایسی موجود ہیں جو وضاحت کی محتاج ہیں ان میں ابہام پایا جاتا ہے، مبہمات قرآن ایک ایسا علم ہے جس کا جاننا ایک ناگزیر امر ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ ”مفحّمات القرآن میں رقمطراز ہیں :

وقد صنف فی هذا النوع ابو القاسم السهيلي كتابه المسمى بالتعريف والإعلام وذیل علیہ تلمیذ تلامذتہ ابن عساكر بكتابه المسمى بالتكمیل والإتمام وجمع بينهما القاضي بدرالدین بن جماعة فی كتاب سماه ”البيان فی مبہمات القرآن“ هذا كتاب يفوق الكتب الثلاثة بما حوى من الفوائد الزوائد وحسن الإيجاز وعز و كل قول إلى من قاله ، مخرجا من كتب الحديث والتفسير المسندة وسميته مفحّمات القرآن فی مبہمات القرآن (۱)

اس موضوع پر ابو القاسم السہیلی نے کتاب تصنیف کی جس کا نام التعریف والإعلام ہے اس پر اس کے شاگردوں کے شاگرد (حافظ ابن عساكر نے کتاب تالیف کی جس کا نام التكمیل والإتمام ہے پھر قاضی بدرالدین بن جماعة نے ان دونوں کتبوں کو یکجا کیا اور اس کا نام ”البيان فی مبہمات القرآن“ رکھا (لن جماعة نے جو کتاب لکھی ہے) یہ ان تینوں کتبوں سے فائق ہے یہ بہت سے زائد فوائد کی جامع ہے اچھا اختصار ہے، ہر قول کی نسبت اس کے کہنے والے کی طرف ہے، حوالہ حدیث مستند تفسیروں سے پیش کیا گیا ہے اس کتاب کا نام ”مفحّمات القرآن فی مبہمات القرآن“ رکھا ہے۔

عربی اقتباس کے پیش کرنے سے مقصد علامہ سیوطی کا اسلوب نگارش اور طریقہ تحقیق کو پیش کرتا ہے اور یہ اسلوب و طریقہ تحقیق پر چھوٹی بڑی کتاب میں جاری و ساری ہے

(۱) ”مفحّمات القرآن فی مبہمات القرآن“، مصر: احمد البابی، ۱۳۰۹ھ ص ۲

## (ب) حدیث

علامہ سیوطیؒ نے حدیث اور علم حدیث میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھیں جن میں جمع الجوامع، الجامع الصغیر، الدیاج علی صحیح مسلم بن الحجاج، تنویر الحوالک علی مؤطاء الامام مالکؒ، الزہر الرئی علی سنن المجتبیٰ، الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، الدر المنتشرہ فی الاحادیث المشترہ، اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، تدرب الراوی فی شرح التقریب النوای، الألفیہ فی الحدیث زیادہ مشہور ہیں ان میں سے بعض کتابیں اس لائق ہیں کہ اگر علامہ سیوطیؒ نے ان میں سے ایک ہی کتاب لکھی ہوتی جیسے جمع الجوامع وہ بھی ان کی شہرت و بقا کے لئے کافی تھی لیکن مختلف موضوع پر ان کی جامع تالیفات نے علامہ موصوف کی شہرت کو کسی ایک حلقہ میں محدود نہیں رکھا بلکہ اہل علم کے ہر طبقہ میں ان کی شہرت و قبولیت کو بقاء و دوام عطا کیا ہے اس سلسلہ کی دو کتابوں پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

## (۱) جمع الجوامع - الجامع الکبیر - جامع المسانید

پہلی بار الہیئۃ المصریۃ العلمیۃ للکتاب القاہرہ نے ۱۹۷۸ء میں دار الکتب المصریہ کے مخطوطہ کی فوٹو دو جلدوں میں شائع کی۔ پہلی جلد ۱۳۰۰ اور دوسری جلد ۸۴۶ صفحات پر مشتمل ہے، پھر اسے مجمع البحوث الاسلامیہ نے ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء سے ماہانہ شمارہ کے طور پر شائع کرنا شروع کیا جس کے ۱۹ شمارے اب تک نکل چکے ہیں۔ اور اب پوری طبع کی گئی ہے۔

## وجہ تسمیہ اور سال تالیف

یہ کتاب حدیث کی مبسوط کتابوں کی جامع ہے اس لئے جمع الجوامع اور

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۷۷)

باب پنجم

جامع کبیر کے نام سے بھی موسوم ہے بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کا آغاز ۹۰۴ھ میں ہوا (۱) اور ۹۱۱ھ تک جو علامہ سیوطیؒ کا سال وفات ہے اس کی ترتیب و تدوین کا کام جاری رہا۔

## ترتیب کتاب

جمع الجوامع دو حصوں میں منقسم ہے اور اب شائع ہو گئی ہے پہلے حصہ میں قولی حدیثوں کو جمع کیا ہے اور دوسرے حصہ میں احادیث فعلی و غیرہ کا بیان ہے علامہ موصوف آغاز مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

کتاب جمع الجوامع کی قولی حدیثوں کا حصہ جس میں ہر حدیث کے اول لفظ کو حروف ہجا کی ترتیب سے حدیث کو نقل کیا گیا ہے کام تکمیل کو پہنچا تو میں نے باقی حدیثوں کو جو اس شرط سے خالی تھیں اور محض فعلی حدیثیں تھیں یا قول و فعل دونوں کی جامع تھیں یا سبب مراجعت و غیرہ پر مشتمل تھیں ان کو جمع کرنا شروع کیا تاکہ یہ کتاب تمام موجودہ حدیثوں کی جامع بن جائے یہ حصہ مسانید صحابہؓ پر مرتب ہے

(۱) جیسا کہ علامہ سیوطیؒ کے مندرجہ ذیل خواب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ موصوف جمع الجوامع کے آخر ورق کے دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں شب پنج شنبہ ۸ ربیع الاول ۸۰۴ھ کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوں اور میں نے آپ سے جمع الجوامع کی تالیف کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو اس میں سے کچھ پڑھ کر سنوں آپ ﷺ نے فرمایا سنو شیخ الحدیث! حضور اکرم ﷺ کا مجھے شیخ الحدیث کے الفاظ سے یاد فرمایا دینا و یا فیما سے اچھا معلوم ہو اور میں اس کی ترتیب و تدوین میں منہمک ہو گیا (جمع الجوامع بحوالہ الفتح الکبیر فی غم الزیادۃ فی البیاض الصغیر مقدمہ از یوسف البہبہانی، مطبع قاہرہ ج ۱ ص ۷)

عالمہ جلال الدین سیوطی

(۱۷۸)

باب پنجم

ترتیب میں عشرہ مبشرہ کو مقدم رکھا ہے، پھر دیگر صحابہ کی مسانید ہیں، اسماء صحابہ کی ترتیب حروفِ معجم پر ہے پھر کنیتوں، مہمات اور نسبتوں کو اور آخر میں مراسل کو بیان کیا گیا ہے (۱)

کیا یہ کتاب تمام احادیث کی جامع ہے؟

اس کتاب میں حافظ سیوطی نے تمام احادیث کے حصر و استیعاب کا ارادہ کیا ہے، فرماتے ہیں:-

قصدت فی جمع الجوامع الاحادیث النبویۃ باسرها (۲)  
میرا قصد تمام احادیثِ نبویہ کو جمع الجوامع میں جمع کرنا ہے۔

تمام احادیث سے مراد دو لاکھ سے زیادہ حدیثیں ہیں، شیخ عبدالقادر شاذلی التوفی ۹۳۵ھ دیباچہ الجامع میں حافظ سیوطی سے ناقل ہیں:-

يقول أكثر ما يوجد على وجه الأرض من الأحاديث النبوية  
القولية والفعلية مائتا ألف حديث ونيف فجمع المصنف منها  
مائة ألف حديث في هذا الكتاب يعني الجامع الكبير واحترمنه  
المنية ولم يكمله ووقع فيه تقديم و تاخير سببه تقليب وقع في  
ورق المصنف فراع في الترتيب الحرف فما بعده و يستقم لك  
التعقيب في كل ما تجده مخالفاً انتهى.

موصوف فرماتے ہیں روئے زمین پر زیادہ سے زیادہ جو قولی اور فعلی

(۱) مقدمہ جمع الجوامع حوالہ کنز العمال طبع دکن ۱۳۱۲ھ ج ۱ ص ۳

(۲) الجامع الصغير فی احادیث البشیر النذیر طبع قاہرہ ۱۳۵۸ھ ج ۱ ص ۳

حدیثیں پائی جاتی ہیں وہ دو لاکھ سے اوپر ہیں مصنف نے ان میں سے ایک لاکھ حدیثیں اس کتاب یعنی جامع کبیر میں جمع کی ہیں اثناء ترتیب میں مصنف کا انتقال ہو گیا اور کتاب مکمل نہ ہو سکی کتاب کے اوراق الٹ پلٹ ہو جانے سے آگے پیچھے ہو گئے ہیں اگر تم نے ترتیب حرفی کا خیال رکھا تو جہاں ترتیب میں خرابی ہوگی تم درست کر لو گے۔

اس بیان ہے معلوم ہوا کہ جمع الجوامع ناقص ہونے کے باوجود بھی ایک لاکھ حدیثوں کی جامع ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالقادر شاذلی نے یہ تعداد تخمین و قیاس سے بیان کی ہے کیونکہ شیخ علی متقیؒ نے علامہ سیوطیؒ کی تینوں کتابوں جامع صغیر زوائد جامع صغیر اور جامع کبیر کی حدیثوں کو ابواب پر مرتب کیا جن کی مجموعی تعداد چھالیس ہزار چھ سو سولہ ہے (۱) حیرت ہے کہ شیخ علی متقیؒ نے جمع الجوامع کے ناقص ہونے کی طرف کثر اعمال میں اشارہ تک نہیں کیا۔

تعداد احادیث کے متعلق علامہ سیوطیؒ کا مذکورہ بالا بیان ان کی اپنی معلومات کے اعتبار سے ہے نفس الامر کے اعتبار سے نہیں، شیخ عبدالرؤف مناویؒ فیض القدیر میں لکھتے ہیں۔

هذا بحسب ما اطلع عليه المؤلف لا باعتبار ما في نفس الأمر  
لنعذر الإحاطة بها وإنا فتها على ما جمعه الجامع المذكور لو تم  
وقد اختر منه المنية قبل إتمامه (۲)

- (۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال تحقیق محمود عمر الدمیاطی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء - ج ۸: ص ۳۲۰  
(۲) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج ۱ ص ۲۴

مؤلف کا یہ بیان ان کی اپنی معلومات کے اعتبار سے ہے واقع کے اعتبار سے نہیں کیونکہ خارج میں جتنی حدیثیں پائی جاتی ہیں ان کا احاطہ کرنا دشوار ہے اگر جمع الجوامع پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہوتی تو بھی اس کے علاوہ خارج میں حدیثیں پائی جاتی ہیں بھلا ایسی صورت میں جب کہ مؤلف کتاب تکمیل سے قبل ہی وفات پا گیا ہو احاطہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تعداد حدیث کے سلسلے میں علامہ سیوطیؒ کی معلومات کا دائرہ سر زمین مصر تک محدود ہے اس کا تعلق تمام عالم سے نہیں ہے پھر سر زمین مصر میں بھی تمام احادیث سے مراد تمام حقیقی نہیں بلکہ عرفی ہے جس سے مراد بہت بڑا حصہ ہے کیونکہ جمع الجوامع کی تالیف کے بعد ایک زمانہ تک اہل علم اسی غلط فہمی میں رہے کہ تمام سے تمام حقیقی اور روئے زمین سے مراد سارا عالم ہے چنانچہ جب کسی حدیث کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا اور وہ ان کو اس کتاب میں نہیں ملی تو انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا چار و پانچ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے شیخ عبدالرؤف مناویؒ نے ”البيان للأزهر في احاديث النبي للأئمة“ لکھی چنانچہ موصوف اس کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے کتاب میں لکھتے ہیں :-

ومن البواعث على تاليف هذا الكتاب أن الحافظ الكبير جلال الدين السيوطي ادعى أنه جمع في الكتاب الجامع الكبير الاحاديث النبوية مع أنه قد فاتته الثلث فأكثر وهذا فيما وصلت إليه أيدينا بمصر وما لم يصل إلينا فيها أكثر وفي الأقطار الخارجة عنها من ذلك أكثر فأكثر بهذه الدعوى كثير من الأكابر فصار كل حديث

باب پنجم

(۱۸۱)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

يستال عنه أو يريد الكشف عنه يراجع الجامع الكبير فإن لم يجده  
فيه غلب ظنه أنه لا وجود له فربما أجاب بأنه لا أصل له فعظم  
بذلك الضرر لركون النفس إلى الثقة لزعمه الاستيعاب وتوهم أن  
مازاد على ذلك لا يوجد في كتاب (۱)

اس کتاب کی تالیف کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ حافظ  
جلال الدین سیوطیؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے جامع کبیر میں تمام  
احادیث نبویہ ﷺ کو جمع کیا ہے حالانکہ ان سے بھی اس کا ایک تہائی حصہ رہ  
گیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ تو وہ ہے جس تک مصر میں ہماری رسائی  
ہو سکی ہے اور جس تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی وہ اس سے زیادہ ہے اور جو  
دیگر ممالک میں موجود ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے موصوف کے اس دعوے  
کی وجہ سے بہت سے اکابر اہل علم کو دھوکا ہوا چنانچہ ہر وہ حدیث جس کے  
متعلق ان سے سوال ہوتا اور وہ اس کو جامع کبیر میں دیکھتے اگر اس میں نہ پاتے  
تو گمان غالب یہ ہوتا کہ اس کا وجود نہیں ہے ہذا اوقات وہ یہی جواب دیتے کہ  
اس کی کوئی اصل نہیں ہے اس سے بڑا ضرر ہوا کیونکہ نفس کو علامہ سیوطیؒ کے  
استیعاب احادیث کے دعویٰ پر اعتماد و اطمینان ہو جاتا اور یہی خیال ہوتا کہ اس  
کتاب کے علاوہ جو حدیثیں ہیں وہ کسی کتاب میں نہیں مل سکتیں۔  
اگر علامہ سیوطیؒ کے استیعاب احادیث کے دعوے پر غور کیا جاتا تو یہ بات

(۱) الجامع لأزہرنی أحادیث النبی ﷺ (قلمی) اس کتاب کا قلمی نسخہ ہمارے کرم فرما سید طلحہ  
صاحبؒ کے ایک عزیز کے پاس ۱۹۵۴ء میں حیدر آباد سندھ میں دیکھا اسی موقعہ پر ہم نے یہ  
عبارت نقل کی تھی۔ اب یہ کتاب جمع الجوامع کے ساتھ طبع کر دی گئی ہے۔



علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۸۲)

باب پنجم

واضح ہو جاتی کہ ان کے اس دعوے کا تعلق ان کے بیان کردہ ماخذوں سے ہے کیونکہ انہوں نے جتنی حدیثیں نقل کی ہیں وہ انہی کتابوں سے منقول ہیں، جن کا تذکرہ موصوف نے بیان ماخذ میں کیا ہے علامہ سیوطیؒ نے اگر تمام محدثین کی مرتب کردہ حدیث کی کتابوں کو دیکھا ہو تا تو اس وقت کسی حدیث کا انکار جو اس کتاب میں نہ ملتی، قرین قیاس بھی تھا، جب حدیثیں ان کتابوں میں منحصر نہیں تو ایسا خیال کرنا بھی درست نہیں، اس امر کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ موصوف نے اس خیال سے کہ موت کا وقت قریب آگیا ہے اور کتاب پوری ہوتی نظر نہیں آتی اگر یہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی اور کوئی بالغ نظر اس پر ذیل لکھنا چاہے تو اس کو وہ کتابیں دیکھنا چاہئیں جو ہمارے مطالعہ سے رہ گئی ہیں اس لئے موصوف نے اپنے ماخذوں کی نشاندہی کرنے کے بعد لکھا ہے۔

هذا تذكرة مباركة باسماء الكتب التي انتهت مطالعتها على هذا  
التصانيف خشية أن تهجم المنية قبل تمامه على الوجه الذي  
قصدته فيفيض الله تعالى من يذيل عليه فاذا عرف ما انتهت  
مطالعتة استغنى عن مراجعته ونظر ما سواه من كتب السنة (۱)

اس کتاب کی تالیف میں جن کتابوں تک میری رسائی ہو سکی ہے ان کتابوں کے ناموں کو اس خیال سے بیان کیا ہے کہ کہیں موت کا مجھ پر اچانک حملہ ہو جائے اور میں اس کتاب کو اس طریقہ پر جس طرح کے تکمیل کا ارادہ ہے نہ کر سکوں، اللہ تعالیٰ کسی اور شخص کو اس کا ذیل مرتب کرنے پر مامور فرمائے تو اس کو جب یہ معلوم ہو گا کہ میں ان کتابوں سے مراجعت کر چکا ہوں تو وہ ان کتابوں کی مراجعت سے مستثنیٰ ہو جائے گا اور ان کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں کو دیکھے گا۔

(۱) الفتح الکبیر ج ۵ ص ۵

یہی وجہ ہے کہ جب بعض نامور محدثین نے اس کتاب کو پڑھا تو اس پر بہت کچھ اضافہ کیا، فخر مغرب حافظ ابو العلاء ادریس حسینی فاسی المتوفی ۸۳۳ھ نے جب جامع کبیر کو پڑھا تو اس پر دس ہزار احادیث کا اضافہ کیا حافظ سید عبدالحی کتانی فرس الفہارس والاثبات میں رقم طراز ہیں :-

ولما قرأ الجامع الكبير للحافظ السيوطي واستدرك عليه  
نحو عشرة آلاف حديث كان يقيد ها في طرة نسخته بحيث لو  
نقل ذلك في كتاب جاء مجلدا (۱)

جب موصوف نے حافظ سیوطیؒ کی جامع کبیر کا مطالعہ کیا تو بطور  
استدراک تقریباً دس ہزار احادیث کا اس میں اضافہ کیا اس طرح سے کہ  
احادیث کو اپنے مملوکہ نسخہ جامع کبیر کے حاشیہ پر قلمبند کرتے گئے ان  
حدیثوں کو اگر نقل کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

جامع کبیر میں مأخذ حدیث کی نشاندہی

حافظ سیوطیؒ نے اس کتاب میں حدیثوں کو صرف جمع ہی نہیں کیا بلکہ  
ارباب تخریج کی نشاندہی کر کے نہایت لطیف انداز میں ہر حدیث کا مرتبہ و مقام بھی  
متعین کیا چنانچہ شیخ عبد الرؤف منادیؒ دیباچہ جمع الجوامع سے ناقل ہیں :-

أنه سالك طريقة يعرف منها صحة الحديث و حسنه و ضعفه وذلك  
أنه إذا عز للبخاري أو المسلم أو ابن حبان أو الحاكم في المستدرك  
أو الضياء المقدسي في المختارة فجميع ما في هذه الكتب الخمسة

صحیح فالعز و إليها لیعلن بالصحة سواما فی المستدرک من المتعقب  
فانه تنبه عليه وكذا ما فی مؤطا الإمام مالک و صحیح ابن خزيمة  
وأي عوانة ، وابن السكن ، والمتقی لابن جارود ، والمستخرجان  
فالعز و إليها بالصحة ایضاً وما عزى لابی داؤد ، فما سكت عليه ، فهو  
صالح ، وما عزاه للترمذی ، وابن ماجة ، وابی داؤد الطیالسی ، ولإمام  
احمد ، و ابنه عبدالله و عبدالرزاق و سعید بن منصور و ابن أبی شیبہ  
و أبی یعلی ، والطبرانی فی الکبیر الاوسط ، والدار قطنی ، و أبی نعیم  
و البیهقی ، فهذه فیها الصحیح والحسن والضعیف ، و هو یبینه غالباً و  
کل ما كان فی مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعیف الذی فیہ یقرب  
من الحسن وما عزاه للعقیلی و ابن عدی و الخطیب و ابن عساکر و  
الحکیم الترمذی و الحاکم فی تاریخه ، و الدیلمی فی مسند الفردوس ،  
فهو ضعیف .

علامہ سیوطیؒ ایک ایسے طریقے پر گامزن رہے ہیں جس سے حدیث  
کے صحیح حسن اور ضعیف ہونے کا پتہ لگ جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر وہ  
بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مختارہ ضیاء مقدسی کی طرف کسی حدیث  
کی نسبت کریں تو ان پانچ کتابوں میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں لہذا ان کی طرف  
نسبت کرنا اس کے صحت کا اعلان ہے جز مستدرک کی وہ حدیثیں جن پر گرفت  
ہوئی ہے ان پر تنبیہ کی ہے یہی حکم مؤطا امام مالک، صحیح ابن خزيمة، صحیح ابن عوانہ،  
صحیح ابن السكن، متقی ابن جارود اور مستخرجان کا ہے چنانچہ ان کی طرف نسبت بھی  
صحت کا اعلان ہے اور جس کی نسبت ابو داؤد کی طرف ہے اور ابو داؤد نے اس پر  
سکوت اختیار کیا ہے وہ صالح عمل ہے جس کی نسبت ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد

باب پنجم

(۱۸۵)

علامہ جلال الدین سیوطی

طیالسی امام احمد ان کے فرزند، عبداللہ، عبدالرزاق، سعید بن منصور، لکن اہل شیعہ، ابو یعلیٰ، طبرانی کبیر، اوسط، دار قطنی، ابو نعیم اور بہیقی کی طرف ہے تو ان میں صحیح، حسن، ضعیف سب ہی موجود ہیں اور وہ اکثر اس کو بتاتے ہیں مسند احمد میں جو حدیث ہے وہ مقبول ہے کیونکہ جو ضعیف بھی اس میں ہے وہ حسن کے قریب قریب ہے اور جس کی نسبت عقیلی، لکن عدی، خطیب، لکن عساکر، حکیم ترمذی تاریخ حاکم اور مسند فردوس دیلمی کی طرف ہے وہ ضعیف ہے۔

علامہ سیوطی کے اس بیان سے شاہ عبدالعزیز کے اس قول کی کہ سیوطی بلا حوالہ و تحقیق کوئی بات نقل نہیں کرتے صداقت و اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے

اس امر کا اعتراف ہے کہ حدیث کی جملہ کتابوں میں جمع الجوامع سب سے زیادہ جامع اور مبسوط کتاب ہے شیخ علی متقیؒ نے ہانپوری ثم کلی التوفیٰ ۱۷۷۵ء کا بیان ہے۔

إني وقفت على كثير مما دونه الأئمة من كتب الحديث فلم أرفها أكثر جمعاً ولا أكبر نفعاً من كتاب جمع الجوامع الذي ألفه الإمام العلامة عبدالرحمن جلال الدين السيوطي سقى الله ثراه و جعل الجنة مثواه حيث جمع فيه من الأصول الستة وغيرها الأئمة ذكرها عند رموز الكتاب وأودع فيه من الأحاديث ألفاً ومن الآثار صنوفاً وأجاده مع كثرة الجدوى وحسن الإفاده.

ائمہ نے حدیث کی جو بہت سی کتابیں مرتب کی ہیں ان پر میری نظر ہے میں نے ان میں سے جمع الجوامع سے جس کو امام علامہ عبدالرحمن جلال الدین سیوطیؒ نے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے اور جنت میں ان کو جگہ دے

مرتب کیا ہے زیادہ جامع اور نافع کوئی کتاب نہیں دیکھی کیونکہ اس میں صحاح ستہ اور دوسری کتابیں جن کی علامتیں انہوں نے بتائی ہیں سب ہی جمع کر دی ہیں اس میں مختلف اصناف کی ہزار ہا احادیث و آثار یکجا کی ہیں اور کتاب کو خوب سے خوب تر اور مفید سے مفید تر بنایا ہے اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ سیوطی نے پچاس سے زیادہ حدیث کی کتابوں سے اس کو مرتب کیا ہے اور کوئی موضوع حدیث اس میں نقل نہیں کی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”رسالہ اصول حدیث“ میں رقم طراز ہیں :-  
ولقد أورد السيوطي في كتاب جمع الجوامع من كتب كثيرة تتجاوز خمسين، مشتملة على الصحاح، والحسان، والضعاف، وقال ما أوردت فيها حديثاً مرسوماً بالوضع، اتفق المحدثون على تركه، ورده والله أعلم.

علامہ سیوطی نے اپنی تالیف جمع الجوامع میں پچاس سے زیادہ کتابوں سے جو صحیح، حسن اور ضعیف حدیثوں پر مشتمل تھیں روایتیں نقل کی ہیں اور فرمایا ہے کہ میں نے اس میں کوئی ایسی موضوع حدیث درج نہیں کی ہے جس کے ناقابل قبول اور متروک ہونے پر محدثین کا اتفاق ہو، واللہ اعلم۔

## احکام سے متعلق احادیث کی جامع ترین کتاب

سنن کبریٰ بیہقی کے بعد اہل مذاہب کے باب میں جمع الجوامع سے جامع تر کتاب تالیف نہیں ہوئی ہے، شیخ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں :-

وطالعت الجامع الكبير للشيخ جلال الدين السيوطي، وكذلك الجامع الصغير وزيادته، وهي عشرة آلاف حديث ولا يكاد

يُخرج من الشريعة عن أحاديث هذه الكتب شئنا الا نادرا فهي

اجمع كتاب صنف بعد سنن البيهقي في الأدلة.

میں نے علامہ سیوطیؒ کی جامع کبیر کا مطالعہ کیا اور اسی طرح جامع صغیر اور زوائد جامع صغیر کا مطالعہ بھی کیا ہے، یہ کم و بیش دس ہزار حدیثوں کی جامع ہیں، احکام شرعیہ سے متعلق احادیث شاذ و نادر ہی ان کتابوں سے باہر ہوں تو ہوں، ادلہ شرعیہ کی سنن پہنچی کے بعد یہ جامع ترین کتاب ہے۔

جمع الجوامع علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے موصوف نے اگر کوئی اور کتاب نہ لکھی ہوتی تو تنہا یہی ایک کتاب ان کی شہرت و بقاء اور جلالت علمی کے لئے کافی تھی ”جمع الجوامع“ امت مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے، حافظ سید عبدالحی کتانی فرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں :-

ومن أهمها وأعظمها وهو من أكبر مننه على المسلمين كتابه الجامع الصغير وأكبر منه وأوسع وأعظم الجامع الكبير، جمع فيها عدة آلاف من الأحاديث النبوية، مرتبة على حروف المعجم، وهما المعجم الوحيد الآن، المتداول بين المسلمين الذي يعرفون به كلم نبيهم ومخرجيها ومطائنها ومرتبتها في الجملة وقل من رايته انصف من الكاتبين اليوم، وعرف منزلة المترجم بكتابه فيه فلهذه منة على المسلمين وقد قال العلامة الشيخ صالح المبقلي في كتابة العلم المشامخ بعد ان استغرب أنه لم يتصد أحد لجمع جميع الأحاديث النبوية على المقرب لعلها مكرمة ادخرها الله لبعض المتأخرين، وإذا الله قد أكرم

بذلك وأهل له من لم يكذب يرمثله في مثل ذلك الإمام السيوطيؒ

فی کتابہ المسمى بالجامع الكبير (۱)

ان کی اہم و عظیم تالیفات میں سے جو مسلمانوں پر ان کے عظیم الشان احسانات میں سے ہے، ان کی کتاب جامع صغیر ہے اور اس سے زیادہ مبسوط اور عظیم و ضخیم کتاب جامع کبیر ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں احادیث نبویہ ﷺ کو حروف مجسم پر مرتب کیا ہے اور یہی دونوں مجسم وہ واحد مجسم ہیں جو آج مسلمانوں میں متداول و رواج پذیر ہیں جن سے وہ اپنے نبی ﷺ کے کلام کو پہچانتے ہیں ان کی تخریج کرنے والوں کو جانتے احادیث کے مرتبہ و مقام کا فی الجملہ علم حاصل کرتے ہیں، میں نے اس دور کے کمتر مصنفین کو دیکھا جنہوں نے انصاف سے کام لیا ہو اور مذکورہ بالا دونوں کتابوں سے مرتب کی عظمت کو سمجھا ہو، علامہ شیخ صالح مقلبی نے اپنی کتاب العلم الشارح میں اظہار حیرت کے بعد لکھا ہے کہ کوئی محدث بھی رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو یکجا جمع کرنے کے درپے نہیں ہوا، یہ سعادت شاید اللہ تعالیٰ نے بعض متاخرین علماء کے لئے مقدر فرمائی تھی، اس نے یہ اعزاز و شرف اب علامہ سیوطیؒ کو بخشا اور انہی کو اس کا اہل بنایا اس اہم کام میں اس کا مثل کوئی شخص قریب دکھائی نہیں دیتا جیسا کہ علامہ سیوطیؒ اپنی کتاب جامع کبیر میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ جامع ہونے کے باوجود کما حقہ نافع نہیں

اس کتاب کی جامعیت و افادیت اپنی جگہ مسلم سنی لیکن اس حقیقت سے

(۱) فرس الفہامس والا ثبات، تحقیق احسان عباس، بیروت، الکتانی دار الغرب الاسلامی

انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی ترتیب ہرگز ایسی نہ تھی جس سے ہر خاص و عام کو پورا پورا فائدہ ہو سکتا اس سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے تھے اور ہو سکتے ہیں جن کو راوی کا نام معلوم ہو یا حدیث کا پہلا ٹکڑا انہیں یاد ہو، جن کو ان باتوں کا علم نہیں وہ کتاب کے استفادہ سے قاصر ہیں اس امر کا کماحقہ احساس ان کے معاصر عارف ہندی و مسند حرم شیخ علاء الدین علی بن حسام الدین متقی برہانپوری ثم مکی التوفی ۹۷۵ھ کو ہوا انہوں نے اس کتاب کو ابواب فقہ پر مرتب کیا موصوف ترتیب فقہی کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :-

لکن عارياً عن فوائد جلیلة (منہا) ان من اراد ان یکشف منه حدیثاً وهو عالم بمفہومہ لا یمکنہ إلا ان حفظ رأس الحدیث ان کان قولیاً أو اسم راویہ ان کان فعلیاً ومن لا یکون كذلك تعسر علیہ ذالک.

و(منہا) ان من اراد ان یحیط و یطلع علی جمیع احادیث البیع مثلاً، واحادیث الصلوٰۃ أو الزکوٰۃ أو غیرها، لم یمکنہ ذلک ایضاً، إلا اذا قلب جمیع الکتاب ورقۃ ورقۃ وهذا ایضاً عسیر جداً.

لیکن یہ اہم فوائد سے خالی تھی، من جملہ ان کے یہ کہ جو کسی حدیث کے مفہوم سے واقف ہو اور وہ اس کو تلاش کرنا چاہتا ہو تو اس کو اس حدیث کا نکالنا ممکن نہیں ہاں اگر اس کو حدیث قولی کا اول کلمہ جس کی اس کو تلاش ہے یاد ہو، یا راوی کا نام اگر وہ حدیث فعلی ہے، یاد ہو، تو پھر مشکل نہیں اور جس کو یاد نہیں اسے تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔

اسی فوائد میں سے یہ ہے کہ جو یہ چاہے کہ حج کی یا نماز یا زکوٰۃ وغیرہ کی



مثلاً تمام حدیثوں کا احاطہ کرے اور وہ ان سے واقف ہو تو اس کے لئے بھی یہ ممکن نہیں مگر اس صورت میں کہ وہ پوری کتاب کی ورق گردانی کرے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ (۱)

انہی اسباب کی بناء پر شیخ علی متقیؒ نے سب سے پہلے جامع صغیر کو جو کتاب کا پہلا حصہ تھا ابواب فقہ پر مرتب کیا اور اس کا نام ”منہج العمال فی سنن الاقوال“ رکھا، شیخ موصوف نے دیباچہ کتاب میں یہ بیان نہیں کیا کہ اس کی ترتیب کا آغاز کس سن میں ہوا مگر بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جامع صغیر کی ترتیب کا کام ۹۳۷ھ کے بعد اور ۹۵۲ھ سے پیشتر ہوا تھا کیونکہ شیخ عبد الوہاب شعرائیؒ نے ۹۳۷ھ میں جب حج کیا تو شیخ متقیؒ سے بھی استفادہ کیا تھا، موصوف ”لوائح الانوار فی طبقات الاخیار“ میں جو ۹۵۲ھ کی تالیف ہے شیخ موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی تالیفات میں جامع صغیر کی ترتیب کا بھی ذکر کیا ہے (۲) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت صرف جامع صغیر کو ابواب فقہ پر مرتب کیا گیا تھا اس کے بعد زوائد جامع صغیر کو ابواب فقہ پر ترتیب دیا اور اس کا نام ”الاکمال لمنہج العمال فی سنن الاقوال“ رکھا پھر ان دونوں کو یکجا کر کے ”غایۃ العمال فی سنن الاقوال“ سے نامزد کیا اور جب کتاب کا ایک حصہ مکمل کر لیا تو ”جمع الجوامع“ کا دوسرا حصہ جو فعلی احادیث پر مشتمل تھا مرتب کیا اور پوری کتاب کے ابواب کو ”جامع الاصول“ کی ترتیب کے مطابق حروف تہجی پر ترتیب دیکر اس کا نام ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“

(۱) منتخب کنز العمال پر حاشیہ مسند امام احمد بن حنبلؒ، طبع مصر ج ۱ ص ۳۳

(۲) لوائح الانوار طبع مصر ۱۳۱۵ھ ج ۲ ص ۱۵۹

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۹۱)

باب پنجم

رکھا اور ۹۵۷ھ میں گویا پوری کتاب جمع الجوامع کو ابواب فقہ پر مرتب کر کے اس سے استفادہ آسان کر دیا (۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان ہے :-

جامع صغیر و کتاب الجوامع شیخ جلال الدین سیوطیؒ را کہ احادیث بترتیب حروف تہجی جمع کردہ و ادعائے احاطہ جمیع احادیث نبوی ﷺ از اقوال و افعال ﷺ کردہ بترتیب فرمودہ و بر ابواب فقہیہ ترتیب دادہ و الحق بنظر درال کتابہا ظاہر میشود کہ چہ کار کردہ و چہ تصرفات نمودہ و بار دیگر مشتقہ از اں گرفته و اکثر مکررات را انداختہ آں نیز کتاب مہذب و منقح آمدہ گویند کہ شیخ ابوالحسن بحر می فرمود: ند للسیوطی منۃ علی العالمین و للمفتی منۃ علیہ (۲)

جامع صغیر اور جمع الجوامع علامہ جلال الدین سیوطیؒ جن میں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا اور تمام قوی و فعلی احادیث رسول اللہ ﷺ کا احاطہ کرنے کا سیوطیؒ نے دعویٰ کیا تھا شیخ متقیؒ نے ہویب کی اور انہیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا کام لیا ہے اور کیسے تصرفات کئے ہیں پھر دوبارہ اس میں انتخاب کر کے مکرر حدیثوں کو الگ کیا اور وہ (منتخب کنز العمال) بھی ایک مہذب و منقح کتاب ہے۔

کنز العمال پہلی مرتبہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۲ھ میں آٹھ ضخیم جلدوں میں مولانا وحید الزماں حیدر تہادی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی، ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے دوبارہ

(۱) کنز العمال ج ۱ ص ۲

(۲) اخذ الاخیار، مطبع مجتبیٰ دہلی ص ۲۵۷-۲۵۸

علامہ جلال الدین سیوطی

۱۹۲

باب پنجم

شائع کی گئی اور اب مؤسسہ الرسالہ بیروت نے شیخ بحر حیاتی اور صفوة السقا کی تحقیق سے ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں ۱۶ جلدوں میں شائع کی ہے یہ اشاعت سابقہ اشاعتوں سے بہتر ہے۔

ندیم مرعشی اور اسامہ مرعشی نے اس کا انڈکس المرشد الی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں تیار کیا تھا جسے مؤسسہ الرسالہ بیروت نے شائع کیا ہے ۱۴۰۹ھ تک اس کا تیسرا ایڈیشن بازار میں آگیا تھا۔

## (۲) الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر

یہ کتاب سب سے پہلے دو جلدوں میں بولاق مصر سے ۱۲۸۶ھ میں شائع کی گئی تھی پھر مصر سے کئی مرتبہ شائع کی گئی ہے۔

جامع صغیر، جمع الجوامع کی صرف قولی حدیثوں کی جامع ہے جو دس ہزار سے زیادہ قولی حدیثوں کا مجموعہ ہے اور حروف تہجی پر مرتب ہے جامع صغیر موصوف کی وفات سے دو سال پیشتر ۹۰ھ میں مکمل ہوئی، یہ علامہ موصوف کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے، جلیل القدر محدثین نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، سب سے پہلے موصوف کے شاگرد شمس الدین محمد علقمی شافعی المتوفی ۹۲۹ھ نے الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر لکھی، بعد میں شہاب الدین المتبول شافعی المتوفی ۱۱۳۰ھ نے ”الاستدراک لتضییر علی الجامع الصغیر“ تصنیف کی، ان کے بعد شیخ عبدالرؤف مناوی شافعی المتوفی ۱۰۳۰ھ نے فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر لکھی جو سب سے زیادہ جامع شرح ہے، اس کے

بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

شرح عبدالرؤف مناوی بر جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطیؒ نیز اکثر

احادیث را کفایت می کند (۱)

جامع صغیر علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر عبدالرؤف مناوی کی شرح اکثر

حدیثوں کے مطالب کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

شرح چھ ضخیم جلدوں میں مصر سے شائع کی گئی تھی۔

ان کے بعد شیخ علی بن احمد عزیزی شافعی التونی ۷۷۰ھ نے السراج المنیر

تالیف کی جو ۷۷۳ھ میں مصر سے تین جلدوں میں شائع کی گئی، شیخ عزیزی کے

محاصر شیخ الاسلام محمد بن سالم حنفی التونی ۸۱۰ھ نے بھی اس کی مختصر شرح لکھی تھی وہ

بھی السراج المنیر کے حاشیہ پر طبع کی گئی ہے، اور اب اسے مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ نے

چار جلدوں میں فوٹو سے شائع کیا ہے۔

شیخ ابو الفرج عبدالرحمن بن علی دمشقی التونی ۱۱۹۲ھ نے جامع صغیر کا ایک

مختصر تیار کیا تھا جس میں صرف امام احمدؒ، بخاریؒ اور مسلمؒ کی روایات کو نقل کیا تھا اس کا

نام ”نور الاخیار وروض الابرار فی حدیث النبی المصطفیٰ المختار“ ہے بعد میں اس کی شرح

بھی فتح الستار و کشف الستار کے نام سے لکھی تھی۔

مشہور خطاط و فقیہ شیخ علی شافعی التونی ۷۷۰ھ جامع صغیر کے کاتب اور

حافظ مشہور تھے انہوں نے اس کتاب کی نقل و تحشیہ کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

مؤرخ محمد امین خلاصہ الاثر میں لکھتے ہیں :-

کان باکل من کسب یمینہ و کتب کتباً کثیرۃ بخطہ منها

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلویؒ بحالہ نافعہ نور محمد راجح المطابع ۱۳۶۳ء ص ۱۶

الجامع الصغير للسيوطي و كتب منه إحدى و عشرين نسخة فيها و سبب ذلك أنه اشترى النسخة من بعض الأفاضل وقابلها و صححها و كتب على ألفاظها المشككة مقالات شراحه واعتنى بها و لزمها حتى حفظ الكتاب عن ظهر قلب.

موصوف اپنے دست و بازو کی کمائی کھاتے تھے، انہوں نے بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں انہی میں سے جامع صغیر بھی ہے جس کے انہوں نے اکیس نسخے نقل کئے تھے اور اس میں انہیں شہرت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف نے فضلاء وقت میں کسی سے ایک نسخہ خریدا پھر اس کا مقابلہ کیا صحت کی اس کے مشکل الفاظ کی تشریح میں شارحین حدیث کا کلام نقل کیا اور اس کا خاص اہتمام کیا اور کتاب مذکور کے ساتھ ایسے چٹے رہے کہ کتاب انہیں زبانی یاد ہو گئی تھی (۱)

علامہ سیوطی نے وفات سے قبل اس کا ایک ذیل بھی لکھا تھا جو ”ذیل زیادة الجامع الصغير“ کے نام سے مشہور ہے یہ ذیل چار ہزار چار سو اڑتالیس حدیثوں پر مشتمل اور حروف تہجی پر مرتب ہے اس کے بھی ایک ٹکڑے کی شرح شیخ عبدالرؤف مناویؒ نے السعادة بشرح الزيادة کے نام سے لکھی تھی جس کا تذکرہ شیخ محی نے خلاصۃ الاثر میں کیا ہے (۲) شیخ علی متقیؒ نے الجامع الصغير اور زوائد الجامع الصغير پر جو بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے :-

(۱) خلاصۃ الاثر فی اعیان الحادی عشر ج ۳۔ ص ۱۶۰

(۲) خلاصۃ الاثر فی اعیان الحادی عشر ج ۲ ص ۱۱۳

ان الاحادیث التي في الجامع الصغير و زوائده اهم واخصر

وابعد من التكرار (۱)

وہ حدیثیں جو جامع صغیر زوائد جامع صغیر میں ہیں وہ زیادہ صحیح، مختصر اور

تکرار سے بہت دور ہیں (ان میں تکرار نہیں ہے)

شیخ یوسف مہمائی نے زیادۃ الجامع اور جامع صغیر کو یکجا کر دیا ہے جو الفتح الکبیر کے نام سے تین جلدوں میں مصر سے ۱۳۵۰ھ میں شائع کی گئی تھی۔

علامہ سیوطیؒ نے جامع الصغیر کے بعد زوائد الجامع الصغیر لکھی ہے۔

(۳) اللآلی المصنوعة في الاحاديث الموضوعة

یہ کتاب پانچ بار زیور طبع سے آراستہ کی گئی ہے، پہلی بار مطبعة الادبیۃ، قاہرہ

سے ۱۳۱۷ھ میں شائع کی اور اس کے ساتھ علامہ موصوف کی حسب ذیل تین کتابیں

۱- کتاب ذیل اللآلی المصنوعة ۲- کتاب التعقیبات علی الموضوعات ۳- کتاب

النکت البدیعات علی الموضوعات اور قاضی شوکانی کی کتاب الفوائد المجموعہ فی

الاحادیث الموضوعہ اور ملا علی قاری کی کتاب الموضوعات الکبریٰ بھی شائع کی تھیں۔

پھر المکتبۃ التجاریۃ الکبویٰ قاہرہ سے جس پر سال اشاعت درج نہیں اس کے بعد

عبد اللطیف الخطیب صاحب المکتبۃ الحسینیۃ المصریۃ نے شائع کی۔ شیخ احمد بن محمد

بن الصدیق مغربی حسی کے پڑھے ہوئے نسخہ سے ۱۳۵۲ھ میں ۱۱ جلدوں میں

شائع کی، پھر دار المعرفۃ للطباعة والنشر بیروت سے دوسری بار ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

میں شائع کی گئی۔ یہ موضوعات ابن الجوزی کی تخیض ہے، چنانچہ موصوف آغاز کتاب

میں رقم طراز ہیں :-

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ط: بیروت مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۰۱ھ ص ۳۰۳ ج ۱

”جعلی و موضوع حدیثوں سے واقفیت بھی اہم دینی امور میں سے ہے اس موضوع پر حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی المعروف بابن الجوزی المتوفی ۷۵۹ھ نے کتاب الموضوعات من الاحادیث المرفوعات لکھی تھی (جسے صاحب المکتبہ السلفیہ بالمدينة المنورہ نے مطبعۃ المجد قاہرہ سے چھپوا کر ۱۳۸۶ء میں شائع کی) جس میں بعض ضعیف حدیثوں کو موضوع قرار دیا بلکہ بعض ایسی حسن اور صحیح احادیث کو جنہیں حفاظ حدیث و ائمہ قرن لن الصلاح نے علوم الحدیث میں اور دیگر محدثین نے اپنی تالیفات میں حسن و صحیح ہونے کی تصریح کی موضوعات کے زمرہ میں داخل کیا تھا۔“

میں نے اس امر میں استحارہ کیا جب مجھے شرح صدر ہوا تو فیث ارزانی ہوئی تو میں نے ان احادیث کی انہی کتابوں سے تخریج کی جن سے موصوف نے کی تھی جیسے تاریخ خطیب حاکم، کامل ابن عدی، کتاب الصغفاء از عقیلی، ابن حبان، ازدی، افراد الدار قطنی، حلیہ ابو نعیم وغیرہ، ان کی سندوں کو حذف کیا اور ابن الجوزی کا کلام نقل کر کے لفظ ”قلت“ کے بعد اس پر تنقید و تنبیہ کی، حافظ ابو عبد اللہ حسین بن لراہیم جوزقانی نے جن احادیث کی تخریج کی ان پر (ج) کی علامت لگائی گئی ہے۔

میں نے اس کتاب کا نام اللآلی المصعۃ فی الاحادیث الموضوعہ رکھا، یہ کتاب میں نے ۸۷۷ھ میں جب کاروان عمر اکیسویں منزل طے کر رہا تھا شروع کی اور ۸۷۹ھ میں مکمل کی اس میں اختصار کی وجہ سے تعہات (گرفت و اعتراضات) کم کئے گئے تھے اس کے متعدد نسخے نقل کئے گئے

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۹۷

باب ۳

ایک نسخہ بلاد مکرور پہنچ گیا پھر ۹۰۵ھ میں از سر نو مبسوط تعقیبات لکھے اور بہت سی موضوع حدیثوں کا اضافہ کیا جن کا ذکر ابو الفرج ابن الجوزیؒ سے رہ گیا تھا جس سے کتاب نئی صورت میں جلوہ گر ہوئی، پہلے نسخوں کو نظر انداز کر کے اسی ہیئت و حالت پر چھوڑا اور دوسرے نسخے تیار کئے۔ سابقہ نسخہ کو الموضوعات الصغریٰ اور نئے نسخہ کو الموضوعات الکبریٰ کا نام دیا، اب الموضوعات الکبریٰ قابل اعتماد ہے (۱)

(۱) السیوطیؒ، اللآلی المصنوعہ فی روت دار المعرفۃ للطباعة والنشر ۱۳۹۵ھ ج ۱ ص ۳۴۲



## (ج) اصول حدیث

اصول حدیث میں مقدمہ ابن الصلاح نہایت اہم کتاب ہے۔

اس کی شرحیں بھی بہت لکھی گئی اور تلخیص اور مختصر بھی کثرت سے تیار کئے گئے ہیں۔ چنانچہ امام نووی التوفی ۶۷۶ھ نے اس کا مختصر ”ارشاد الطلاب المحققین الی معرفۃ سنن خیر الخلق“ کے نام سے کیا جو عبد الباری فتح اللہ السلفی کی تحقیق سے مستحبہ الایمان نے ۱۴۰۸ھ میں مدینہ منورہ سے دو جلدوں میں شائع کیا۔

۲۔ امام نوویؒ نے اس کا خلاصہ ”التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير والنبيير“ تیار کیا، اس خلاصہ کی شرح علامہ سیوطیؒ نے ”تدريب الراوي شرح تقريب النواوي“ لکھی۔ یہ پہلی بار المطبعة الخيرية مصر سے ۱۳۰۷ھ میں شائع کی گئی تھی، پھر ۱۹۰۹ء میں مجرہ ممکافی نے اس کو شیخ عبد الوہاب عبد اللطیف کی تحقیق سے مدینہ منورہ سے شائع کیا۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ تدریب الراوی کے متعلق رقمطراز ہیں :-

سميته تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي وجعلته شرحاً  
لهذا الكتاب خصوصاً ثم لمختصر ابن الصلاح وسائر  
كتب الفن عموماً (۱)

میں نے اس کا نام تدریب الراوی شرح تقریب النواوی رکھا ہے اور اس کتاب کی خصوصی اور مقدمہ ابن الصلاح اور فن کی دوسری تمام کتابوں کی عمومی شرح کی ہے مطلب یہ ہے کہ میں نے اس شرح میں فن اور فن کی دوسری کتابوں کے مباحث سے بھی

(۱) تدریب الراوی، مصر، المطبعة الخيرية ۱۳۰۷ھ ص ۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۹۹

باب پنجم

بحث کی ہے لہذا یہ فن کی اور کتابوں کی بھی عام شرح ہے یہی وجہ ہے علماء کو اس کتاب سے اعتناء رہا ہے

تدریب الروای ۸۹۰ھ سے پہلے کی تالیف ہے (۱)

۳۔ الفیۃ السیوطی فی علوم الحدیث - نظم الدرر فی علم الآثار :

یہ پہلی بار محی الدین عبد الحمید کی تحقیق سے المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ نے مصر سے شائع کیا تھا، پھر مطبعۃ السلفیہ نے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں چھاپا تھا۔

فن حدیث کی مصطلحات میں ایک ہزار اشعار کا منظومہ ہے علامہ سیوطیؒ نے اس میں حافظ عبد الرحیم العراقی التوفی ۸۰۶ھ کے الفیہ سے محارضہ کیا ہے اور اس میں معلومات کا اضافہ بھی موصوفیؒ سے پانچ دن میں ۱۳ ربیع الآخر بروز جمعہ ۸۸۱ھ میں تالیف کیا تھا (۲)

محمد محفوظ بن عبد اللہ الزرعی نے چار مہینہ چودہ دن میں اس کی شرح ”منہج ذوی النظر“ مکہ مکرمہ میں لکھی تھی۔ یہ شرح مصطفیٰ البابی نے ۱۳۷۴ھ / ۱۹۰۰ء میں مصر سے شائع کی تھی۔

احمد محمد شاکر نے بھی اس کی شرح لکھی ہے وہ بھی عام ہے۔

(۱) ایضاً تحقیق عبد الوہاب، عبد اللطیف، مدینہ منورہ، المکتبۃ العلمیہ ۱۳۷۸ھ / ۱۹۰۹ء (ص) مقدمۃ الحق

(۲) الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث، تحقیق احمد شاکر (مروت) المکتبۃ العلمیہ۔ ص: ۱۳۶

## (ج) فقہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو فقہ میں اجتہاد کا دعویٰ تھا اس موضوع پر موصوف نے الاذہار الفصہ فی حواشی الروضہ مختصر الروضہ القیئہ مختصر التنبیہ الوافی اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق اور جمع الجوامع وغیرہ لکھیں لیکن الاشباہ والنظائر اور الحاوی کو زیادہ شہرت و قبولیت حاصل ہے۔

(۱) الاشباہ والنظائر کئی مرتبہ طبع کی گئی ہے پہلی مرتبہ مکہ معظمہ سے ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۴ء میں شائع کی گئی اس کے حاشیہ پر الموابہ السیہ شرح الفوائد السہیہ بھی طبع کی گئی تھی، پھر مصطفیٰ البانی الحلبي نے ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں قاہرہ سے شائع کی۔

علامہ موصوف نے اس موضوع پر پہلے ایک ”مختصر الشوارد الفوائد فی الضوابط والقواعد“ لکھی اور اہل علم و طلبہ کو اس کا گرویدہ پایا تو الاشباہ والنظائر لکھی چنانچہ علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔

تم اس میں جب غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ میری زندگی کا ماحصل ہے اہمات فن کی جامع مشکل مسائل کا حل اور مطول کتابوں کا خلاصہ ہے (۱) فقہ شافعیہ میں یہ کتاب معلومات کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔

(۲) الحاوی للفتاویٰ فی الفقہ وعلوم القرآن والحديث والأصول والعقائد والتصوف والنحو وغیرہا پہلی بار مکتبہ القدسی نے اسے دو جلدوں میں قاہرہ سے ۱۳۵۲ھ میں شائع کیا تھا پھر مطبعة السعادة نے ۱۳۷۸ھ میں اور اس کے بعد المکتبة التجارية الکبریٰ نے ۱۹۵۹ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا اور اب اسے پاکستان میں فوٹو سے شائع کیا گیا ہے، دیار عرب سے بھی برابر شائع کی جا رہی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۲۰۱)

باب پنجم

مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ کے اہل علم کی طرف سے فقہ، علوم تفسیر و حدیث، عقائد و تصوف اور نحو وغیرہ سے متعلق جو سوالات علامہ موصوف سے کئے گئے تھے الحاقی الفتاویٰ ان جوابات کا مجموعہ ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے بیشتر جوابات کو مستقل نام سے موسوم کیا ایسے رسائل کی تعداد جو الحاقی میں شامل ہیں اناسی (۷۹) ہے۔

الحاقی مذکورہ بالا علوم میں نہایت مفید معلومات کا جامع ہے اور علامہ موصوف کی بصیرت اور وسعت معلومات کا شاہد عدل ہے۔

اناسی رسائل جو الحاقی میں شامل ہیں وہ حسب ذیل ہیں

(۱) تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب

(۲) الحظ الوافر من المغنم فی استدراك الكافر إذا أسلم

(۳) ذكر التشنيع فی مسألة التسميع

(۴) جزء فی صلاة الضحیٰ

(۵) بسط الكف فی إتمام الصف

(۶) اللمعة فی تحرير الركعة لا دراك الجمعة

(۷) ضوء الشمعة فی عدد الجمعة

(۸) الجواب الحاتم عن سوال الخاتم

(۹) تلج الفؤاد فی أحادیث لبس السواد

(۱۰) وصول الأمانی بأصول التهانی

(۱۱) بلل المسجد بسوال المسجد

(۱۲) قطع المجادله عند تغيير المعامله

- (۱۳) بذل الهمّة في طلب براءة الذمّة
- (۱۴) هدم الجاني على الباني
- (۱۵) البارّع في أقطاع الشارع
- (۱۶) الإنصاف في تمييز الأوقاف
- (۱۷) الجهر بمنع البروز على شاطئ النهر
- (۱۸) كشف الضبابه في مسئلة الاستتابة
- (۱۹) المباحث الزكيه في المسئلة الدور كيته
- (۲۰) القول المشيد في وقف المؤيد
- (۲۱) البدر الذي انجلي في مسئلة الولاء
- (۲۲) حسن المقصد في عمل المولد
- (۲۳) القول المضى في الحث في المضى
- (۲۴) فتح المغالقي أنت تالقي
- (۲۵) المنجلي في تطور الولي
- (۲۶) القول المشرقة في مسئلة النفقه
- (۲۷) تنزيه الانبياء عن تسفيه الأغبياء
- (۲۸) حسن التصريف في عدم التحليف
- (۲۹) رفع البأس و كشف الاتباس في ضرب المثل من الاقتباس
- (۳۰) فتح المطلب المبرور في الجواب عن الاسئلة الواردة من التكرور
- (۳۱) القذاذه في تحقيق محل الاستعاذه
- (۳۲) دفع التعسف في إخوة يوسف

باب پنجم

۲۰۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۳۳) القول الفصیح فی تعیین الذبیح
- (۳۴) الجبل الوثیق فی نصرۃ الصدیقؑ
- (۳۵) الأخبار المأثوره فی الإطلاع بالنوره
- (۳۶) الجواب الحزم عن حدیث التکبیر جزم
- (۳۷) المصایب فی صلاة التراویح
- (۳۸) القول الجلی فی حدیث الولی
- (۳۹) قطف الثمر فی موافقات عمرؓ
- (۴۰) اعمال الفکر فی فضل الذکر
- (۴۱) نتیجۃ الفکر فی الجهر بالذکر
- (۴۲) الدر المنظم فی الاسم الأعظم
- (۴۳) المنحة فی السبحة
- (۴۴) اعذب المناهل فی الحدیث من قال أنا عالم فهو جاهل
- (۴۵) حسن التسلیک فی حکم التشبیک
- (۴۶) شدۃ الأثواب فی سدّ الأبواب
- (۴۷) العیاجۃ الزر نبیۃ فی السلالة الزینیۃ
- (۴۸) الدرۃ التاجیه علی الأسئلة الناجیه
- (۴۹) رفع الخدر عن قطع السدر
- (۵۰) العرف الوردی فی أخبار المهدی
- (۵۱) الكشف عن مجاورۃ هذه الأمة الالف
- (۵۲) كشف الريب عن الجیب

(۵۳) کتاب البعث

(۵۴) رفع الصوت بذبح الموت

(۵۵) بلوغ المأمول في خدمة الرسول ﷺ

(۵۶) إتحاف الفرقة برفو الخرقه

(۵۷) إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة

(۵۸) تنزية الاعتقاد عن الحلول والإتحاد

(۵۹) تزئين الأرائك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك

(۶۰) إنباء الأذكىاء بحياة الأنبياء

(۶۱) الإعلام بحكم عيسى عليه السلام

(۶۲) لبس اليلب في الجواب عن إيراد حلب (مبحث المفاد)

(۶۳) اللمعة في أجوبة الأسئلة السبعة

(۶۴) الاحتفال بالأطفال

(۶۵) طلوع الشريا باظهار ما كان خفيا (أحوال البعث)

(۶۶) تحفة الجلساء برؤية الله للنساء

(۶۷) مسالك الحنفاء في والدى المصطفاء

(۶۸) القول الأضبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه

(۶۹) الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والتجاء والأبدال

(۷۰) تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي ﷺ والملك

(۷۱) فجر الشمد في أعراب أكمل الحمد

(۷۲) ألوية النصر في خصيصي بالقصر

باب پنجم

۲۰۵

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۷۳) الزند الوری فی الجواب عن السؤال السکندری  
(۷۴) رفع السنة فی نصب الزنه  
(۷۵) الأجوبة الزکیه عن الأنغاز السبکیه  
(۷۶) الأسئلة الماته  
(۷۷) تعریف الفئه بأجوبة الاسئلة المائة  
(۷۸) الأسئلة الوزیریة وأجوبتها  
(۷۹) الأوج فی خبر عوج

jabir.abbas@yahoo.com



## (د) نحو، معانی و بیان اور لغت

علامہ سیوطی کی علم النحو میں ”الہجۃ المضمیۃ فی شرح الالفیہ“ ”الفتح القریب علی مغنی اللیب“ ”شرح شواہد المغنی“ ”لاقتراح فی اصول النحو“ ”التوشیح علی التوضیح“ ”السیف الصقل علی حواشی ابن عقیل“ مشہور تالیفات ہیں لیکن الاشباہ والنظائر اور جمع الجوامع اور اس کی شرح صرح الھوامع اس فن کا دائرۃ المعارف ہے۔

## (۱) کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو

یہ کتاب تین بار چھپی ہے پہلی بار چار جلدوں میں دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۶ھ میں شائع کی گئی تھی پھر دائرۃ المعارف العثمانیہ سے ۱۳۵۹ھ میں شائع کی گئی تیسری بار محتجۃ الکیات الازہریہ قاہرہ نے پھر ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں عبداللطیف سعد کی تحقیق سے شائع کی گئی۔

اس کتاب میں علامہ سیوطیؒ نے علم النحو کے متعلق نہایت نادر معلومات کی بہم رسانی کا حق ادا کیا ہے یہ علماء و محققین اور ارباب فن اساتذہ کے پڑھنے کے لائق کتاب ہے اس فن میں موصوف کے مطالعہ کا نچوڑ ہے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ علامہ سیوطیؒ کے مقدمہ کتاب سے کیا جاسکتا ہے موصوف لکھتے ہیں۔

آغاز عمر سے فنون عربیہ اور اس کی مختلف انواع کو میرے دلچسپ علوم میں اولیت کا درجہ حاصل رہا ہے میں ان علوم کی نادر معلومات حاصل کرنے کی خاطر راتوں کو جاگا بہت جسمانی و ذہنی مشقت اٹھائی، زمانہ طالب علمی سے میں اس فن کی قدیم و جدید کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا میں نے اس فن کی بیشتر کتابوں تک رسائی پائی، ہمیں پڑھا، نحو و فکر کی اس فن کی بہت ہی تھوڑی کتابیں میرے مطالعہ سے چھوٹی ہیں میں نے اس موضوع

باب پنجم

(۲۰۷)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

پر چھوٹی بڑی ہر کتاب پڑھی ہے، ائمہ نحو و ادب کی سوانح و سیر ان کے مذاہب و دہستان فکر سے میرا اعتناء رہا ہے، ان کے محاورات، مجالس، مناظرات و مذاکرات میری نظر میں ہیں، میرے پاس اس فن کا کم و بیش ایک بارشتر علم نوشتہ صورت میں محفوظ تھا۔

ارادہ تھا کہ اس فن میں ایسی کتاب مرتب کرتا جس کی طرف کسی کا ذہن نہیں گیا جو نوشتہ مواد میرے پاس محفوظ تھا اسے جس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا، دس برس سے زیادہ وہ نوشتہ میرے پاس محفوظ رہا پھر گرم ہو گیا تو اسے از سر نو جمع کرنے اور لکھنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کی، استخارہ کیا، عزم اور ارادہ سے اس اہم کام کو فقیہی انداز پر مرتب کرنا شروع کیا اور سات حسب ذیل ابواب پر ترتیب دیا۔

باب اول، قواعد و اصول کلیہ (۱) کے بیان میں۔

باب دوم، ضوابط (۲) و استثنائات و تقسیمات کے بیان میں

باب سوم، بعض مسائل نحو کی دیگر مسائل پر بنیاد کے بیان میں ہے۔

باب چہارم، فن جمع و فرق پر مشتمل ہے۔

باب پنجم، میں فن چستان نحو و امتحانی سوالات کا ذکر ہے۔

باب ششم میں فن مناظرات و مجالسات، مذاکرات، مراجعات و محاورات، فتاویٰ،

واقعات و مراسلات و مکاتبات کا ذکر ہے۔

باب ہفتم، فن افراد و غرائب کے بیان میں ہے۔

مذکورہ بالا ابواب سب کو میں نے الاشباہ و النظائر کا نام دیا ہے یہ ایسی تالیف ہے

(۱) قاعدہ و کلیہ مختلف ابواب کی فروع کو جامع ہوتا ہے

(۲) ضابط باب واحد کی فروع کو جامع ہوتا ہے

باب پنجم

(۲۰۸)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

جس کے حصول کے لئے سفر کیا جائے اور مردانِ کار اس کی تحصیل میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں“ (۱) یہ کتاب علمِ نحو میں ان جملہ خصوصیات کی جامع ہے جس کا تذکرہ ہم نے المزہر میں کیا ہے۔

(۲) مجمع البوامع فی شرح جمع الجوامع فی علم العربیۃ

یہ کتاب چار بار طبع کی گئی ہے۔

سب سے پہلی محمد امین الخانجی نے مطبعۃ السعادة قاہرہ سے ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء میں محمد بدر الدین النعسانی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی پھر پہلی جلد مطبعۃ کردستان العلمیہ مصر سے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۱ء میں دوسری جلد مطبعۃ جمالیہ سے احمد بن الامین الشیخی کی کتاب الدرر البوامع کے ساتھ شائع کی گئی، پھر دار المعرفہ بیروت سے دو جلدوں میں شائع کی گئی مگر کتاب میں سالِ اشاعت درج نہیں ہے، بعد ازاں دار البحوث العلمیہ، کویت سے نامور محقق عبد السلام محمد ہارون، عبد العالی سالم مکرم کی تحقیق سے شائع کی جا رہی ہے پہلی جلد ۱۳۸۳ھ میں نکلی اور دوسری جلد ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء میں عبد العالی سالم مکرم کی تحقیق سے شائع کی گئی ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے ۸۷۱ھ میں جب اکتیس سال کے تھے اس کو مرتب کیا تھا موصوف اس کے متعلق آغاز کتب میں رقم طراز ہیں :

”میں نے سو کتابوں کے مطالعہ کے بعد اسے ایسی اچھوتی ترتیب سے مرتب کیا جس پر کوئی پہلے گامزن نہیں ہوا، اس میں اصولِ فقہ کی راہ اختیار کی اسے سات ابواب پر مرتب کیا اس میں نحو کا چھوٹا بڑا ہر مسئلہ بیان کیا ہے یہ مجموعہ آنکھوں کی

(۱) السیوطیؒ مجمع البوامع شرح جمع الجوامع تحقیق عبد السلام محمد ہارون، عبد العالی سالم مکرم الکویت، دار البحوث العلمیہ ج ۱، ص ۱

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۲۰۹)

باب پنجم

ٹھنڈک کانٹوں کی راحت اور بہت سے اقتباسات کا جامع ہے (۱) یہ چند مقدمات اور سات ابواب پر مرتب ہے مقدمات میں کلمہ کی تعریف اس کے اقسام، کلام و جملہ، اعراب، مبنی و معرب، نکرہ و معرفہ اور اس کے اقسام سے بحث ہے۔

باب اول میں مرفوعات و نواخ کا بیان ہے۔

باب دوم میں منصوبات کا ذکر ہے

باب سوم مجرورات و مجرورات وغیرہ پر مشتمل ہے

باب چارم میں عوائل کا تذکرہ ہے

باب پنجم میں ان انواع کے توابع کو بیان کیا گیا ہے

باب ششم میں ابنیہ کی بحث ہے

باب ہفتم میں کلمات افروادیہ کے تغیرات کی تفصیل ہے جسے زیادیات و حذف، ابدال و نقل و ادغام وغیرہ ہیں۔

استاد عبدالسلام محمد ہارون نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(۱) یہ سیبویہ کے دور سے سیوطیؒ کے عہد تک مسائل نحویہ کا جامع ہے۔

(۲) شواہد عربیہ کا دائرۃ المعارف ہے

(۳) مؤلف نے جن سواخذوں سے کتاب مرتب کی ہے ان میں سے

بعض آج بلاد عربیہ میں مفقود ہیں۔

(۴) کتاب التصحیح، حاشیہ صبیان، حاشیہ یاسین و خضریٰ جن پر اس دور کے

(۱) السیوطیؒ مجمع الوقع شرح جمع الجوامع تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، عبدالعالی سالم مکرم

الکویت، دار البحوث العلمیہ، ج ۱، ص ۱

طلبہ کا مدار ہے، وہ جمع الہوامع سے ماخوذ ہیں۔ (۱)

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع کی تالیف میں زیادہ تر استفادہ ابو حیان اندلسی کی کتابوں سے کیا تھا، موصوف ابو حیان اندلسی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

”ابو حیان اندلسی کی کتاب التذیل والتکمیل فی شرح التسهیل الار تشاف اور مختصر الار تشاف ایسی کتابیں ہیں کہ علم نحو میں ان سے بڑی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور نہ ان اختلافی مسائل نحو میں ان سے جامع کوئی کتاب ہے، میں نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں انہی دو کتابوں پر اعتماد کیا ہے اور اس کی کتاب التذکرہ فی العربیہ سے بہت استفادہ کیا ہے (۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع الجوامع بغیۃ الوعاة سے پہلے کی تالیف ہے۔

کتاب الاقتراح فی علم اصول النحو

یہ کتاب پہلی بار مطبعہ مجلس دائرة المعارف انتظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں شائع کی گئی تھی پھر مطبعہ مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء اور استنبول سے ۱۹۷۹ء میں شائع کی گئی۔

احمد محمد قاسم کی تحقیق سے پہلی بار مطبعہ السعاده قاہرہ سے ۱۹۷۱ھ میں شائع کی گئی۔ اس کتاب میں اصول نحو کے مباحث سب سے بہتر ہیں، مباحث کی جامعیت اور حسن ترتیب کے متعلق علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے :-

لم تسمع قریحة بمثاله ، ولم ينسج علی منواله فی علم لم  
أسبق إلی تربیہ ولم اتقدم إلی تهذیبه، وهو اصول النحو الذی

(۱) سیوطیؒ جمع الہوامع ص: ۱ ص: ۱۱ (مقدمۃ الحق)

(۲) ایضاً بغیۃ الوعاة تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم ج: ۱ ص: ۲۸۲

هو بالنسبة إلى النحو كاصول الفقه بالنسبة إلى الفقه، وإن وقع  
في متفرقات كلام بعض المؤلفين وتشتت في اثناء كتب  
المصنفين، فجمعته وترتيبه صنع مخترع

اس کی مثال پیش کرنے میں کسی شخصیت نے فیاضی نہیں کی اور نہ کوئی اس  
طرز و روش پر کتاب کا تانا بانا اس کا اس ترتیب پر علم نحو میں کوئی آگے نہیں بڑھا اور نہ  
اس علم کی تہذیب کی طرف کسی نے پیش قدمی کی اور وہ علم اصول نحو ہے جسے نحو سے وہ  
نسبت حاصل ہے جو اصول فقہ کو فقہ سے ہے اگرچہ بعض مؤلفین (جیسے انباری و ابن  
جنی) کے کلام میں متفرق جگہ پائی جاتی ہیں اور مصنفین کی کتابوں میں ادھر ادھر پھیلی  
ہوتی ہیں، میں نے انہیں یکجا کیا انہیں نئی ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے، محمود خاں نے  
الإصباح فی شرح الاقتراح کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے یہ شرح دارالقلم نے  
۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء میں شائع کی تھی

## معانی و بیان و بلاغت

### عقود الجمان فی علم المعانی و البیان

یہ پہلی بار مطبعہ یو لاق قاہرہ سے ۱۲۹۳ھ میں شائع کی گئی تھی۔

یہ الفیہ جو ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس کی شرح ہے جو شرح عقود الجمان کے

نام سے مشہور ہے۔

یہ شرح پہلی مرتبہ مطبعہ الشرق قاہرہ سے ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء میں پھر

۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۶ء میں طبع کی گئی تھی اس کے حاشیہ پر حلیہ اللب المصون علی

الجوہر المکنون از احمد مہرودی بھی طبع کی گئی تھی بعد ازاں مطبعہ مصطفیٰ البابی

الحلبی قاہرہ سے ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں شائع کی گئی تھی۔

اس شرح کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تقریباً ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث سے مثال پیش کی گئی ہے اس اعتبار سے یہ شرح بہت مفید و نادر فوائد کی جامع ہے۔

## علوم لغت

### المزهر فی علوم اللغة وأنواعها

یہ چار بار طبع کی گئی ہے پہلی بار نصر البورینی کی تصحیح سے مطبعۃ الامیر یہ بلاق قاہرہ سے ۱۲۸۲ھ میں طبع کی گئی تھی دوسری بار مطبعۃ السعاده مصر سے ۱۳۱۵ھ میں محمد سعید الرافعی صاحب المطبعۃ الازہریہ نے مطبعۃ السعاده قاہرہ ۱۳۲۵ھ میں دو حصوں میں یکجا شائع کی تھی اس کے بعد صحیح و اولادہ نے قاہرہ سے شائع کی۔

پانچویں مرتبہ محمد احمد جاد المولیٰ، علی محمد الجبای اور ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے پہلی بار ۱۹۴۳ء میں عیسیٰ البابی الحلبي نے دو ضخیم جلدوں میں شائع کی دوسری جلد کے آخر میں اعلام و اسماء کتب کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے اپنی صوری و معنوی دونوں حیثیت سے یہ ایڈیشن سابقہ اشاعتوں سے بہت ممتاز ہے۔ ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء تک یہ ایڈیشن فوٹو سے چار بار شائع کی گئی پھر ناشر نے کتاب پر سال اشاعت دینا چھوڑ دیا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب کو پچاس انواع پر مرتب کیا ہے آٹھ انواع میں لغت بحیثیت اسناد، تیرہ انواع میں لغت بحیثیت الفاظ تیرہ انواع میں لغت بحیثیت معنی سے بحث کی ہے، پانچ انواع میں لطائف لغت کا بیان ہے ایک نوع میں حفظ لغت و ضبط مفردات کا تذکرہ کیا ہے آٹھ انواع میں لغت در ادیان لغت کا ذکر ہے، ایک نوع شعر و شعراء کی معرفت سے متعلق ہے اور آخری اغلاط عرب سے تعلق رکھتی ہے۔

یہ فن علامہ سیوطیؒ کے محقق و نظر کا خاص موضوع تھا ان وجہ سے

علامہ جلال الدین سیوطی

(۲۱۳)

باب پنجم

المرز ہر نہایت مفید مطالب پر مشتمل ہے، موصوف نے اپنی دوسری تالیفات کی طرح اس کتاب میں فن کی سینکڑوں اہم کتابوں سے اخذ و اقتباس کر کے متعلقہ مباحث کو نہایت اختصار و خوش اسلوبی سے کتاب میں جمع کیا ہے ان کی اپنی تحقیقات گو کم ہیں مگر کتاب مجموعی حیثیت سے ایسی پراز معلومات ہے کہ عربی زبان کے وسیع ترین ذخیرہ میں اس کتاب کا جواب نہیں، موصوف نے اس کی ترتیب و تہذیب میں جتنی سعی و کاوش کی ہے اس کا اندازہ کتاب کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے یہ امر ان کی وسعت و دقت نظر اور فنون لغت و ادب میں مجتہدانہ بصیرت کا شاہد عدل ہے چنانچہ موصوف آغاز کتاب میں رقم طراز ہیں :-

”لغت و انواع لغت کا علم نہایت اعلیٰ و عمدہ علم ہے، اس کتاب کی نہایت اچھوتی ترتیب ہے، ادب ہندی میں حدت ہے، یہ علوم لغت و انواع لغت، شروط اداء و سماع لغت کے بیان میں ہے میں نے اس کے بیان انواع و اقسام میں علوم حدیث کی نقل کی ہے اور عجائب و غرائب کو بہت اچھی اور انوکھی ترتیب سے پیش کیا ہے، متقدمین نے ان امور سے بہت کم اعتناء کیا ہے، یہ مجموعہ ایسا ہے جس کی طرف کسی نے پہل نہیں کی، اس راہ پر مجھ سے پہلے کوئی گامزن نہیں ہوا، میں نے اس کا نام المرز ہر فی علوم اللغۃ (علوم لغت شگوفے در شگوفے) رکھا ہے (۱)

المرز ہر لغت و انواع لغت پر نہایت بصیرت افروز جامع تبصرہ اور معلومات کا مفید ترین ذخیرہ ہے اس کے مطالعہ سے کتب لغت کی ترتیب اور ائمہ لغت کے مراتب

(۱) السیوطی، المرز ہر، القاہرہ، دار احیاء الکتب العربیہ، ج ۱ ص ۱



باب پنجم

(۲۱۳)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

وطبقات سے آگاہی ہوتی ہے یہ لغت واقسام لغت میں ہر نوع کی جملہ معلومات سے مہربے ڈیڑھ سو سے زیادہ کتابوں کے عمیق مطالعہ کے بعد علامہ موصوف نے المیزان ہر لکھی ہے۔

(۲) خلیل بن احمد بصری کی کتاب العین سے عہد مصنف تک لغت کی مشہور کتابوں کا تعارف و تبصرہ ہے۔

(۳) لغت و علوم لغت کی جملہ معلومات کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔

(۴) اس کتاب کے بیشتر بنیادی ماخذ زیور طبع سے آراستہ ہو گئے ہیں تاہم بہت سے ماخذ آج بھی ممالک اسلامیہ کے مشہور کتب خانوں میں مفقود ہیں چنانچہ بعض مراجع تک محققین کی رسائی نہیں ہو سکی ان مواقع کو انہوں نے بلا تحقیق چھوڑ دیا ہے (۱)

(۵) لغت و نحو کے سینکڑوں ذیلی موضوع کتاب میں زیر بحث آئے ہیں جس کا اندازہ موضوعی فرست سے کیا جاسکتا ہے جو محققین نے ہر جلد کے آخر میں لگائی ہے (۲)

(۱) المزہرج اص (مقدمة المحققین)

(۲) محققین المزہر نے ایک سو چوٹھ کتابوں کا جو اشاریہ جلد ثانی کے آخر میں دیا ہے وہ بھی مکمل معلوم نہیں ہوتا اس میں علامہ سیوطیؒ کی کتاب المکنی فی الکنی کا نام فرست میں نہیں ہے حالانکہ موصوف نے اس کا ذکر ج: ۱ ص: ۵۰۶ میں کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ بعض کتابوں کا نام اندراج سے رہ گیا ہے۔

## المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب

یہ پہلی بار عبداللہ الجبوری کی تحقیق سے رسالہ ”المورد“ ج: ۱ شمارہ اول و دوم (۱۹۷۱ء) ص ۵۷-۱۲۶، پھر ڈاکٹر تھامی الراجی الهاشمی کی تحقیق سے احیاء التراث الاسلامی المشترك بین المكتبة العربية والامارات المتحدة العربية ۱۹۷۰ء میں شائع کی گئی۔ اس کا ذکر علامہ سیوطیؒ نے الاقان فی علوم القرآن ج: ۱ ص ۱۰۵ میں کیا ہے، لکھتے ہیں:-

وقد أفردت في هذا النوع كتاباً سمّيته المهذب فيما وقع في

القرآن من المعرب وها أنا أخص فوائده

میں نے اس نوع میں کتاب تالیف کی ہے جس کا نام المهذب فيما وقع في

القرآن من المعرب میں یہاں اس کے مختصر فوائد بیان کرتا ہوں

## الدر النثير في تلخيص نهاية ابن الاثير

پہلی بار ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۳ء میں عبدالعزیز بن اسماعیل الطہطاوی کی تصحیح کے ساتھ قاہرہ سے شائع کی گئی تھی، پھر ۱۳۲۳ھ میں راغب اصفہانی کی المفردات کے حاشیہ پر المطبعة الميمنية مصر سے شائع کی گئی۔

الدر النثير پر علامہ سیوطیؒ نے ذیل بھی لکھا ہے:-

## نظام اللسد في اسماء الأسد

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے یہ رسالہ شیر اور اس کے بچوں کے ناموں پر

لکھا ہے، موصوف کا بیان ہے:-

ابو سہل ہروی نے اپنی تالیف میں شیر کے چھ سونا م ذکر کئے اور صفدی نے

علامہ جلال الدین سیوطی

۲۱۶

باب ہفتم

اعیان العصر میں تصریح کی ہے کہ اس نے ایک مجموعہ میں شیر کے پانچ سوار شیر کے بچے کے تین سونام لکھے، آٹھ سو ہو گئے۔ میں نے لغت کی کتابوں میں جستجو کی تو پانچ سو نام ملے مزید جستجو کی تو ان خالویہ کی الترنیل المدون میں ڈیڑھ سو اور ہاتھ آگے، میں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی اس کا نام نظام الاسد رکھا (۱)

المتوکل فیما ورد فی القرآن باللغة الحبشیة والفارسیة،

والنبطیة، والترکیة، والعبرانیة والرومیة والیوربویة

یہ رسالہ پہلی بار ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں مطبعہ عثمان عبدالرزاق میں طبع کر اکر مصر سے شائع کیا گیا تھا۔

علامہ سیوطی نے اس رسالہ میں حبشی، فارسی، ترکی، عیسیٰ، عبرانی، رومی اور بربری زبان کے جو الفاظ آئے ہیں ان کو پیش کیا ہے اور مصر کے بادشاہ کے نام معنون کیا ہے۔

## (ز) سیر

سیر اور تاریخ و تذکرہ علامہ سیوطی کا دلچسپ موضوع رہا ہے اس فن میں انہیں کامل دستگاہ حاصل تھی تاریخ الصحابہ، طبقات الحفاظ، طبقات الأصولیین، تاریخ اسیوط، المکنی فی المکنی، تحفة المذاکر، المنتقى من تاریخ ابن عساکر، تحفة الظرفاء باسماء الخلفاء، ان کی تالیفات سے ہیں بغیرہ الوعاة فی طبقات اللغویین و النحاة، تاریخ الخلفاء اور حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاهرة، کو زیادہ شہرت و قبولیت حاصل ہے۔

الخصائص الکبریٰ (اور) کفایتہ الطالب اللیب فی خصائص الحیب یہ پہلی بار مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۹ھ / ۱۳۴۰ھ میں دو ضخیم جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔

۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء میں محمد علی صبحی الدینی نے دار الکتب الحدیث، قاہرہ سے محمد خلیل ہر اس کی تحقیق سے تین جلدوں میں شائع کی ہے ہر اس نے حواشی میں سیوطیؒ کی پیش کردہ احادیث و روایات پر تنقید کی ہے لیکن مقدمہ میں اس پر روشنی نہیں ڈالی۔

موصوف نے اس میں بیس برس محنت کے بعد ایک ہزار سے زیادہ خصائص و معجزات نبوی ﷺ کو کتب احادیث و سیر سے جمع کیا ہے یہ اس موضوع پر سب سے زیادہ جامع کتاب ہے موصوف نے رسالت مآب ﷺ کی سیرت میں سب سے زیادہ فائدہ اسی کتاب سے اٹھایا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ موصوف کے کسی معاصر نے اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کی جس کی وجہ سے موصوف نے ایک مقالہ الفارق بین المصنف والسارق لکھا تھا۔

باب پنجم

۲۱۸

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

## انموذج اللیب فی خصائص الحیب

یہ ۱۲۱۶ھ ۱۹۹۶ء میں عباس احمد جعفر کی تحقیق سے دارالمدینۃ المنورہ نے مدینہ سے شائع کی ہے یہ الخصائص الکبریٰ کفایۃ الطالب اللیب فی خصائص الحیب کا خلاصہ و تلخیص ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کے پہلے باب میں ان خصوصیات و امتیازات کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو تمام نبیوں میں حاصل ہیں اور نبی اور رسول کو حاصل نہیں۔ دوسرے باب میں ان خصوصیات کو بیان کیا ہے جو آپ کو اپنی امت میں حاصل ہیں۔

محمد احمد الاھدلی نے اس کی شرح فتح القریب شرح انموذج اللیب کے نام سے کی ہے اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۵ھ میں مطبعة النهضة الحدیثہ مکہ مکرمہ سے شائع کیا گیا ہے۔

## (ح) تاریخ

تاریخ الخلفاء امراء المؤمنين القائمين بامر الله

یہ پہلی بار کلکتہ میں ولیم لیس اور مولوی عبدالحق کی تصحیح سے ۱۸۵۶ء، ۱۲۷۳ھ میں زیور طبع سے آراستہ کی گئی دوسری بار ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء میں لاہور سے اور تیسری مرتبہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء مطبعۃ المصیۃ مصر نے اس کے حاشیہ پر آثار الاول فی ترتیب الاول۔ مولانا حسن بن عبد اللہ کے ساتھ شائع کی۔

اس کے بعد ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء میں مطبع مجتبیٰ دہلی سے اور ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں قاہرہ سے شائع کی گئی تھی۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں المطبعۃ المیریہ قاہرہ سے شائع کی گئی المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر نے بھی محمد محی الدین عبد الحمید کی تحقیق سے شائع کی تھی جس کا تیسرا ایڈیشن ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء میں نکلا تھا، عبد الحمید کا ایڈیشن ساہۃ اشاعتوں میں سب سے بہتر ایڈیشن ہے اس کا فوٹو نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب کراچی نے پہلی بار ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں شائع کیا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب میں عہد صدیقی سے اپنے دور تک مسلمان حکمرانوں کے حالات جن کی امامت و خلافت پر امت کا اتفاق ہے اور اہم واقعات، نیز نامور ارباب کمال اور اہل علم کا تذکرہ کیا ہے اس لئے اس کتاب میں فاطمی خلفاء کا تذکرہ نہیں ہے۔ (۱)

(۱) سیوطیؒ، تاریخ الخلفاء تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید ص ۴

علامہ جلال الدین سیوطی

(۲۲۰)

باب پنجم

جلال الدین سیوطی نے خاتمہ کتاب میں تصریح کی ہے کہ ۸۰۰ھ تک تاریخی واقعات ذہبی کی تاریخ الاسلام کا اور ۸۲۳ھ تک ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ کا خلاصہ ہیں پھر اس کے ذیل سے تاریخی واقعات مختصراً نقل کئے گئے ہیں اور ۸۵۰ھ تک ابن حجر کی کتاب انباء الغمر سے لئے ہیں، اہل علم و ارباب کمال کے حالات تاریخ بغداد الخطیب اور تاریخ دمشق ابن عساکر، کتاب الاوراق صولی، کتاب الطیورات، حلیہ ابی نعیم، مجالس دینوری کامل، مبرداور امالی ثعلب وغیرہ سے منقول ہیں (۱) محقق کتاب نے سال تالیف پر روشنی نہیں ڈالی لیکن علامہ موصوف نے کتاب التحدیث بمعہ اللہ میں تصریح کی ہے کہ ۸۸۲ھ میں ابن الجوزی مصر آتی دیار مغرب سے آئے تو میری کتاب تاریخ الخلفاء بھی خرید کر لے گئے (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ الخلفاء ۸۸۲ھ سے پہلے کی تالیف ہے لیکن کتاب میں ۹۰۳ھ کی وفیات بھی موجود ہیں ممکن ہے تالیف کتاب کے بعد یہ مصنف کا اضافہ ہو (۳)

تاریخ الخلفاء اسلامی تاریخ کی بنیادی کتابوں کا نہایت جامع و مفید خلاصہ ہے اس لئے اس دور میں بہت مقبول ہوئی اور نصاب درس کی زینت بنی۔

H. SGARRET نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو Histry of the caliphs کے نام سے ۱۸۸۱ء میں کلکتہ سے شائع کیا گیا تھا پھر ۱۹۷۷ء میں اس ترجمہ کو karim sons نے کراچی سے شائع کیا یہ پوری کتاب کا ترجمہ نہیں ہے اردو میں اس کا ترجمہ میان الامراء کے نام سے شائع کیا گیا۔

(۱) ایضاً ص ۷-۵۱۶ (۲) السیوطی کتاب التحدیث بمعہ اللہ ج ۱ ص ۱۵۵

(۳) تاریخ الخلفاء ص ۵۱۶ و ۵۲۳

## حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ

یہ مصر (قاہرہ) سے چھ مرتبہ طبع کی گئی ہے پہلی بار ۱۸۶۵ء میں ہجری طباعت سے دو جلدوں میں مطبعۃ الوطن سے ۱۲۹۹ھ میں، مطبعۃ الموضوعات سے ۱۳۲۱ھ میں، مطبعۃ السعادة سے ۱۳۲۲ھ میں مطبعۃ الشریفہ قاہرہ سے ۱۳۲۲ھ میں شائع کی گئی، اس کے ایک حصہ کا ترجمہ لاطینی میں ۱۸۳۸ء میں شائع ہوا تھا۔ صاحب دار احیاء الکتب لعربیہ عیسیٰ البابی الحلبي نے اسے پہلی بار محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں شائع کیا، واضح رہے کہ ۱۹۷۷ھ کا لکھا ہوا نسخہ موصوف کے پیش نظر رہا ہے۔

دوسری جلد کے آخر میں اسماء واماکن اور کتابوں کے ناموں کا اشاریہ اور موضوعات کی فہرست بھی دی گئی ہے یہ ایڈیشن اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے سابقہ تمام ایڈیشنوں سے زیادہ ممتاز و بہتر ہے۔

علامہ موصوف نے آغاز کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کتاب نفیس معلومات کی جامع اور تنقائی میں بہترین ساتھی ہے میں نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا، پھر اٹھائیس بیادوی ماخذوں کی نشاندہی کے بعد لکھا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی کتابوں سے اس تالیف میں فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ (۱)

اس میں مصر کی قدیم تاریخ سے قدرے بحث کی گئی ہے اور دور اسلامی سے مصنف کے زمانہ تک مصر و قاہرہ کی تاریخ و ثقافت کو عہد بعہد بیان کیا گیا ہے یہ اپنے موضوع پر نہایت معلومات آفریں، مفید و جامع کتاب ہے گو اس کے بیشتر مأخذ اس



علامہ جلال الدین سیوطی

(۲۲۲)

باب پنجم

دور میں زیور طبع سے آراستہ ہو گئے ہیں لیکن بعض ماخذ اسلامی ممالک کے خطی ذخائر میں آج بھی مفقود ہیں اس لئے اس کی علمی حیثیت و افادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔  
 محقق محمد ابو الفضل ابراہیم نے اس اہم تالیف کے سن تالیف پر روشنی نہیں ڈالی لیکن کتاب کے مطالعہ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹۰۳ھ کی تالیف ہے چنانچہ علامہ سیوطی شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن عمر انصاری سعدی بخاری قادری کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

وهو الآن شاعر الدنيا على الاطلاق لا يشاركه في طبقته احد

مات في جمادى الاولى ۹۰۳ھ<sup>(۱)</sup>

وہ اس زمانے میں علی الاطلاق اسلامی دنیا کا شاعر ہے اس کے طبقہ میں کوئی اس کا ہمسر نہیں وہ جمادی الاولیٰ ۹۰۳ھ میں مرا ہے۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی نے پچپن سال کی عمر میں دو سو پینٹھ کتابیں مرتب کی تھیں لیکن علامہ جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ کا ذکر کتاب التحدیث بمعہ اللہ میں کیا ہے جو ۸۹۰ھ کی تالیف ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس سے پہلے لکھی گئی تھی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ موصوف و مفاہیج کتاب میں اضافے کرتے رہے تھے یہ اضافہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

(۱) السیوطی حسن المحاضرہ تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم القاہرہ و اراحياء الكتب العربیہ ۱۳۸ھ

## (ز) تذکرہ

## ۱- طبقات المفسرین

یہ پہلی بار لائینڈن سے ۱۸۳۹ء میں شائع کی گئی تھی پھر ۱۹۶۰ء میں تہران سے اور ۱۹۷۶ء میں مکتبہ قاہرہ سے شائع کی گئی۔  
علامہ سیوطیؒ آغاز کتاب میں رقمطراز ہیں:

طبقات المفسرین اذ لم أجد من اعتنى بإفرادهم كما اعتنى بالقراء والمحدثين والفقهاء والنحاة وغيرهم

طبقات المفسرین (ایسا موضوع ہے) کہ میں نے کسی عالم کو نہیں پایا جس نے مفسرین کے طبقات سے اعتناء کیا ہو۔ جس طرح قراء، محدثین، فقہاء اور ارباب نحو وغیرہ کے طبقات سے اعتناء کیا ہے۔

علامہ موصوف نے طبقات المفسرین میں ایک سو چھتیس (۱۳۶) مفسرین کا تذکرہ کیا ہے۔

موصوف کے مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ اس موضوع پر سب سے پہلے کتاب لکھنے کا شرف انہی کو حاصل ہے

## ۲- نظم العقیان فی أعیان الأعیان

یہ کتاب پہلی بار قلب ہی کے مقدمہ کے ساتھ ۱۹۲۷ء میں نیویارک سے شائع کی گئی تھی۔

علامہ سیوطیؒ نے اس میں نویں صدین ہجری کے دو سو (۲۰۰) ہمعصرین

ارباب کمال علماء، شعراء، ادباء، فضلاء، رؤساء، امراء، ہیت وال اور شاہان وقت کا

باب پنجم

(۲۲۴)

علامہ جلال الدین سیوطی

مختصر تذکرہ کیا ہے ہر ایک کے نام، لقب، کنیت، تاریخ ولادت، استاذ، تصنیفات اور وفات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔

حافظ شمس الدین سخاوی کی تاریخ وفات ۹۰۲ھ نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب علامہ سخاوی کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے۔

## ۳۔ طبقات الخاظ

پہلی بار مستشرق FWustenfeld کی مساعی سے گونا گن سے فرانسیسی

ترجمہ کے ساتھ تین جلدوں میں شائع کی گئی تھی پھر مصر دیربوت سے شائع کی گئی۔

مؤرخ اسلام شمس الدین ذہبی التونی ۷۴۸ھ نے تذکرۃ الخاظ میں عہد

رسالت سے اپنے عہد تک ۱۱۷۶ حفاظ حدیث کا تذکرہ چودہ طبقات میں کیا۔ علامہ

سیوطی نے اس کی تخصیص اور اپنے عہد تک اس پر کم و بیش نوے حفاظ کا اضافہ

واستدراک ۲۳ طبقات میں مکمل کیا۔ طبقات الخاظ کا اختتام حافظ الدین علامہ ابن حجر

عسقلانی التونی ۸۵۲ھ کے تذکرہ پر کیا۔

## ۴۔ ذیل طبقات الخاظ للذهبی

یہ ذیل، حافظ ابو الحسن حسینی دمشقی التونی ۷۶۵ھ اور حافظ تقی الدین محمد

بن فہد التونی ۸۷۱ھ کے ذیل کے ساتھ پہلی بار مطبعۃ الترقی دمشق سے ۱۳۴۷ھ

میں شائع ہوا تھا۔

مذکورہ بالا ذیل میں سے حافظ ابو الحسن کے ذیل سولہ حفاظ حدیث کا اور

تقی الدین بن فہد کے ذیل میں ۲۳ تیس حفاظ کا اضافہ کیا ۲۴ طبقہ میں پانچ۔

۱۔ الشہاب الکھاری ۲۔ ابن حبیب ۳۔ سراج القزوینی ۴۔ امین الوافی

۵۔ ابن المرابط۔

۲۴ طبقہ میں عمر بن مسلم، ۲۵ طبقہ میں ابن الجزری اور شہاب یصری کا اضافہ کیا ہے۔

## تذکرہ

## ۱- بغیۃ الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة.

یہ کتاب قاہرہ سے تین مرتبہ شائع کی گئی ہے، پہلی بار مطبعۃ السعادة مصر سے ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں طبع کی گئی تھی دوسری بار اس کا فوٹو دار المعرفہ بیروت سے شائع کیا گیا جس پر سن طباعت نہیں دیا گیا تیسری مرتبہ عیسیٰ البابی الحلبي نے محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں اسے دو جلدوں میں شائع کیا دوسری جلد کے آخر میں تفصیلی اشارہ بھی دیا گیا ہے ۱۹۶۷ھ کا لکھا ہوا نسخہ محقق کے پیش نظر رہا ہے ان وجوہ سے یہ اشاعت سابقہ اشاعت سے بہتر ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو ابتدائے عمر سے نحو و ادب اور ادباء و ائمہ نحو سے بہت شغف رہا موصوف نے اس موضوع پر تین سو سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا جن میں بعض کتابیں پچاس (۵۰) اور پچھتر (۷۵) جلدوں میں تھیں جن بنیادی ماخذوں کی آغاز کتاب میں نشاندہی کی گئی ان کی مجموعی تعداد چون (۵۴) ہے جن میں چودہ (۱۴) کتابیں بلاد اسلامی کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں 'نو کتابیں اندلس سے' چھ مصر سے متعلق ہیں' یہ سفر نامے ہیں گیارہ محدثین کے معاجم و تذکرے ہیں تین لسانی تین ادبی مجموعے اور تاریخ کی کتابیں جنہیں پڑھ کر موصوف نے اس کتاب کا مواد جمع کیا وہ سات مجلدات میں آیا تھا اس کا نام الطبقات الکبریٰ رکھا تھا۔

۸۶۹ھ میں جب مکہ میں حافظ نجم الدین ابن فہد نے اس کو دیکھا تو مشورہ دیا کہ ایک جلد میں اس کا خلاصہ تیار کریں 'یہ بات دل کو لگی چنانچہ اس کا خلاصہ ایک جلد میں تیار کیا اور اس کا نام "الطبقات الوسطی" رکھا پھر اس کی تخریص کی وہ "بغیۃ الوعاة" کے

باب پنجم

۲۲۶

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

نام سے مشہور ہے کتاب کے اختتام پر مندرجہ ذیل ابواب و فضول کا اضافہ کیا۔ ان کا مطالعہ اہل علم، اساتذہ اور طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔

(۱) باب الکنی والألقاب والنسب والإضافات

(۲) باب المؤلف والمؤتلف

(۳) فصل فیمن آخر اسمہ و.یہ

(۴) فصل فی الأبناء والأبناء والأحفاد والأخوة والأقارب

(۵) باب فی أحادیث منتقاة من الطبقات الكبرى

اسے رمضان ۸۷۱ھ میں مرتب کیا تھا ایسی اہم و مفید اور علمی جواہر پاروں

سے آراستہ کتاب موصوف نے بائیس برس کی عمر میں لکھی تھی (۱)

اس مسودہ کی مدد سے کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو لکھی تھی (۲)

اس کتاب میں اسماء و اعلام حروف تہجی کے اعتبار سے مذکور ہیں لیکن ہر کت

کی خاطر ابتداء محمد اور پھر احمد کے نام سے کی گئی ہے۔

یہ کتاب ۲۲۰۹ مشہور ادباء اور اسمہ نحو و لغت کے حالات پر مشتمل اور

نہایت مفید معلومات سے آراستہ ہے اس کے بعض بنیادی مآخذ طبع ہو چکے ہیں لیکن

بعض مآخذ اسلامی ممالک کے کتب خانوں میں آج دستیاب نہیں (۱)

(۱) السیوطی بغیۃ الوعاة، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، ج ۱ ص ۵-۶

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۲۲۹

## باب ششم

### مؤلفات سیوطی کے فہرست نگاروں پر ایک نظر

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مطبوعہ کتابوں کے مطالعہ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنی تالیفات کے آغاز و اختتام میں سال تالیف نقل کرنے کا التزام نہیں کرتے یا وہ التزام کرتے ہوں، لیکن جن قلمی نسخوں سے کتابیں شائع کی گئی ہیں ان پر سن تالیف موجود نہ ہو چنانچہ بعض مطبوعہ ۱۴۸۴ھ / ۱۳۳۹ھ پر سن تالیف موجود ہے، بعض پر نہیں ہے اس لئے عموماً ان کی مطبوعہ تصانیف میں سنوار ترتیب کا پتہ نہیں چلتا موصوف اپنی تالیفات میں دور ان محف کیس کیس اپنی دوسری تالیفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں موضوع پر فلاں کتاب پہلے لکھی تھی اور محولہ کتابیں اس تالیف سے پہلے کی تالیفات ہیں، لیکن پھر بھی ان کتابوں کے سنن کی تعیین مشکل ہے، ان وجوہ سے ان کی تالیفات کو سنن کی ترتیب سے پیش کرنا آسان نہیں، ہمارے علم میں نہیں کہ کسی فہرست نگار نے موصوف کی تالیفات کی فہرست سنوار ترتیب سے تیار کی ہو۔

ہندوستان کے نامور عالم مولانا عبدالاول جو پوریؒ نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی ایک فہرست ”شکر المعطی“ کے نام سے مرتب کی تھی وہ شائع ہو چکی ہے لیکن جستجو کے باوجود ہمیں وہ پاکستان میں بحیب نہیں ہوئی، اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ فہرست فنون پر مرتب ہے یا حروف تہجی پر اس کی ترتیب پر قائم ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف کی ترتیب سے گانہ اقسام میں پائی جاتی ہے پہلی ترتیب جو مدرت ترتیب، مدرت معلومات، اہمیت، افادیت و جامعیت کے

اعتبار سے کی گئی ہے یہ وہ انوکھی ترتیب ہے جو علامہ سیوطیؒ نے کتاب التحدیث بمعتمدہ اللہ میں خود پیش کی ہے یہ اہم کام صحیح معنی میں ایک مصنف ہی کر سکتا ہے۔

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کثیر التصانیف عالم و مصنف تھے، ان کی تالیفات اسلامی دنیا کے کم و بیش ہر کتب خانے میں پائی جاتی ہیں، بعض کتابیں ندرت معلومات، اہمیت و افادیت، جامعیت و اختصار کی وجہ سے بہت مقبول ہیں کثرت سے چھپتی رہی ہیں، مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں، متاخرین علماء ان کی شرح لکھتے رہے ہیں، عصر حاضر میں محققین انہیں نہایت محنت اور قیمتی یادداشتوں سے شائع کر رہے ہیں جو ہر طبقہ میں ان کی قبولیت کی نہایت روشن دلیل ہے علامہ سیوطیؒ کی مطبوعہ و مخطوطہ کتابیں کم و بیش ہر چھوٹے بڑے کتب خانے میں پائی جاتی ہیں، ادنیٰ و اسلامی گونا گوں موضوعات پر شائقین کو ان کی تصانیف کی گزشتہ دور کی محبت موجودہ دور میں زیادہ احتیاج ہے اس لئے وہ جن مآخذوں سے مواد نقل کرتے ہیں پیشتر مآخذ بسہولت یکجا دستیاب نہیں اور بعض مآخذ اسلامی دنیا میں آج بھی مفقود ہیں۔

ان وجوہ سے ان کی تصانیف و تالیفات کی فرستیں تیار کی جاتی رہیں ہم یہاں ان کی تالیفات کی تین فرستیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) وہ فرست جو علامہ سیوطیؒ نے ندرت معلومات، اہمیت و افادیت و جامعیت کے پیش نظر تیار کی تھی۔ وہ ہفت اقسام میں منقسم ہے۔

(۲) تیسری وہ فرست ہے جو حروف ہجاء کی ترتیب پر ڈاکٹر تھامی نے مرتب کرائی ہے تاکہ اس سے معلومات میں اضافہ اور فائدہ اٹھانے میں سہولت ہو۔

ہم نے بھی حروف ہجا پر ایک فہرست تیار کی ہے اس میں مطبوعات کی نشاندہی کی تاکہ ناظرین کو معلوم ہو سکے کہ علامہ سیوطی کی فلاں فلاں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہیں۔

(۳) نیز جن کتابوں کے ترجمے شائع ہو گئے ہیں ان کی طرف بھی بعض جگہ اشارہ کیا گیا ہے۔

(۴) کتب خانوں میں مخطوطات کی فہرستوں میں موصوف کی تالیفات کے سن تالیف کو تلاش کیا جو مل سکے ان کا سن تالیف بتایا گیا۔  
(۵) اور جس تالیف کا اہم و قدیم نسخہ کسی کتب خانہ میں محفوظ ہے اس کی بھی نشاندہی کی گئی۔

(۶) علامہ موصوف کی بعض تالیفات کا علم ہمیں مخطوطات کی فہرستوں سے ہوا، ان کتابوں کے نام ہم نے اس فہرست میں بڑھائے ہیں۔  
(۷) ان فہرستوں کے دیکھنے سے اس امر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علامہ موصوف نے کن موضوع پر کام کیا اور کن موضوع پر کام کرنے اور کرانے کی ضرورت ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ عربی کمپوزنگ کی سہولتیں یہاں آسانی سے میسر نہیں کمپوز کرنے والے عربی سے واقف نہیں ہیں جو عربی جانتے ہیں وہ توجہ نہیں کرتے جو توجہ کرتے ہیں وہ بہت گراں کام کرتے ہیں جو متوسط طبقہ برداشت نہیں کر سکتا پھر تصحیح درد سربن جاتی ہے اس لئے سردست اس فہرست کو ملتوی کرنا مناسب سمجھا گیا اور اس کی جگہ ڈاکٹر تھامی راجی ہاشمی کی فہرست پر اکتفاء کیا گیا۔

علامہ سیوطی کی تالیفات کی تیسری فہرست ڈاکٹر تھامی راجی ہاشمی نے



علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۲۳۰)

باب ششم

”المغرب فیما وقع فی القرآن من المغرب“ کے مقدمہ میں پیش کی جو لجنۃ الشریکۃ للتراث الاسلامی نے حکومت المملکۃ العربیۃ السعودیہ و حکومت الامارات العربیۃ المتحدہ کے اشتراک سے نہایت آب و تاب سے شائع کی ہے اس میں ڈاکٹر موصوف نے علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کے قلمی نسخے عالم کے کتب خانے میں جہاں محفوظ ہیں، نشاندہی کی ہے تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے یہ بہت مفید ہے یہ فرست چار سو آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات نے عالم کے کتب خانوں کا کیسا احاطہ کیا ہوا ہے وہ علمی کتب خانہ میں موجود اور محفوظ ہیں ہم اس فرست کو ڈاکٹر تھامی کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔

## تالیفات سیوطیؒ کے ہفت گانہ اقسام

قسم اول : ان کتابوں کی ہے جو اپنے موضوع پر یکتا و منفرد ہیں

قسم دوم : ان تالیفات کی ہے کہ ان جیسی کتاب کوئی علامہ وقت ہی لکھ سکتا ہے

قسم سوم : ان تالیفات پر مشتمل ہے جن کا حجم مختصر ہے

قسم چہارم : ان تالیفات کی جامع ہے جو ایک کراسہ میں آگئی ہیں

قسم پنجم : میں ان تالیفات کا ذکر ہے جو فتویٰ کے طور پر معرض وجود میں آئی تھیں۔

قسم ششم : ان مؤلفات کی جامع ہے جو ان اہل علم کی روش پر

لکھی گئی ہیں جنہیں صرف روایت سے اعتناء رہا ہے

قسم ہفتم : میں ان تالیفات کا ذکر ہے جنہیں شروع کیا تھوڑا

بہت لکھا پھر اتمام کا ارادہ نہ ہوا اور وہ یوں ناقص رہ گئیں

## تالیفات سیوطی کے ہفت گانہ اقسام

علامہ سیوطی نے اپنی تالیفات کی سات قسمیں کی ہیں،

**قسم اول:** پہلی قسم ان کتابوں کی ہے جو اپنے موضوع پر یکتا و منفرد ہیں اور ان میں موصوف کو یکتائی کا دعویٰ ہے علامہ سیوطیؒ نے اپنے دعوے کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ میرے علم کے مطابق علمی دنیا میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی معاذ اللہ یہ بات نہیں کہ متقدمین اس جیسی کتاب لکھنے سے عاجز تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس جیسی کتاب لکھنے کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی، لیکن معاصرین میں ایسی کتاب لکھنے کی طاقت نہیں، اس لئے کہ اس کام کے لئے وسعت نظر، کثرت معلومات، جہد مسلسل درکار ہے، معاصرین ان صفات سے عاری ہیں میری حسب ذیل اٹھارہ کتابیں مذکور بالا صفات سے آراستہ ہیں۔

(۱) الإتقان فی علوم القرآن

(۲) اسرار التنزیل

(۳) الاشباہ والنظائر فی العربیۃ یہ المصاعد العلیہ فی القواعد العربیۃ کے

نام سے بھی موسوم ہے۔

(۴) الاقتراح فی اصول النحو و جدلہ

(۵) الإکلیل فی استنباط التنزیل

(۶) توجمان القرآن

(۷) تناسق الدرر فی تناسب الآیات والسور

(۸) الجامع فی الفرائض، یہ مکمل نہیں ہوئی

باب ششم

۲۳۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۹) جمع الجوامع فی النحو
- (۱۰) السلسلة فی النحو
- (۱۱) الدر المنثور
- (۱۲) شرح شواهد المغنی
- (۱۳) صون المنطق والكلام عن فن المنطق والكلام
- (۱۴) طبقات النحاة الکبریٰ
- (۱۵) الفتح القریب علی مغنی اللیب
- (۱۶) النکت علی الألفية والكافية والشافیة والشذور والنزهة (کجاء)
- (۱۷) النکت البدیعات علی الموضوعات
- (۱۸) همع الهوامع شرح جمع الجوامع (۱)

.....

(۱) السیوطی کتاب التحدث بنعمته الله تحقیق الزبایث ماری سارین،

القاهرة، المطبعة العربية الحديثه ۱۹۷۲ء ص ۱۰۵ ج ۲ و ۱۰۶

## قسم دوم

دوسری قسم ان تالیفات کی ہے کہ ان جیسی کتاب کوئی علامہ وقت لکھ سکتا ہے، ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جو پوری ہو گئیں، یا اس کا معتد بہ حصہ لکھا گیا، وہ ایک جلد میں ہے یا اس سے زیادہ و کم ہے اس قسم کی تالیفات کی تعداد پچاس ہے۔

(۱) الأشباه والنظائر فی الفقه (یہ ایک جلد میں ہے)

(۲) الألفية فی المعانی والبیان (اس کا نام العقود الجمان ہے)

(۳) الألفية فی النحو والتصريف والخط (اس کا نام الفریدہ ہے)

(۴) البدور السافرة عن امور الآخرة

(۵) تاریخ الخلفاء، (یہ ایک جلد میں ہے)

(۶) التخصیص فی شرح شواهد التلخیص

(۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النوای (یہ ایک جلد میں ہے)

(۸) التذکرة (یہ پانچ جلدوں میں ہے)

(۹) التعليقة الكبرى علی الروضة، اس کا نام الازهارا الفضة فی حواشی

الروضة ہے کتاب الاذان تک ایک جلد تیار ہوئی، میری آرزو ہے کہ کاش یہ کتاب

پوری ہو جاتی تو مجھے بقیہ مصنفات کے ناقص رہ جانے کا قلق نہ ہوتا، اللہ سے نذرمانی ہے

کہ اگر یہ میری منت کے مطابق ہوئی تو پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی حاجت

نہ رہے گی۔

(۱۰) تكملة تفسير الشيخ جلال الدين المحلي، یہ اول فقرہ سے آخر سورہ

اسراء تک ہے

(۱۱) تلخیص الخادم، الخادم للزركشي کا مختصر ہے اور کتاب الزکاة سے آخر

کتاب الحج تک لکھی گئی ہے۔

- (۱۲) التوشیح علی الجامع الصحیح ، یہ ایک مجلد میں ہے
- (۱۳) جامع المسانید، منہ مغلل ہے اس کا ایک مجلد لکھا گیا ہے
- (۱۴) حاشیہ تفسیر البیضاوی، یہ سورۃ انعام تک ایک جلد میں ہے
- (۱۵) حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ، یہ ایک مجلد میں ہے۔
- (۱۶) الخلاصۃ فی نظم الروضہ مع زیادات کثیرہ، اس میں کوئی حرف زائد (۱) نہیں ہے یہ اول طہارت سے صلاۃ تک تقریباً ایک ہزار اشعار میں ہے اور خروج سے سرقہ تک دو ہزار سے زائد شعر ہیں۔
- (۱۷) درر البحار فی احادیث القصار، یہ حروف معجم پر مرتب اور ایک جلد میں ہے
- (۱۸) دقائق التنبیہ
- (۱۹) دقائق مختصر الروضۃ
- (۲۰) الدیباچ علی صحیح مسلم بن الحجاج۔
- (۲۱) دفع الخصاصۃ فی شرح الخلاصۃ، یہ مذکورہ بالا منظومہ کی دو جلدوں میں شرح ہے۔
- (۲۲) الریاض الأنیقۃ فی شرح الأسماء النبویۃ۔
- (۲۳) شرح ألفیہ ابن مالک، یہ شرح متن کے ساتھ مخطوط ہے۔
- (۲۴) شرح ألفیۃ العراقی، یہ شرح ایک جزء لطیف میں ہے۔
- (۲۵) شرح التنبیہ، یہ شرح متن کتاب کے ساتھ پیوستہ و مخطوط ہے اس کا ایک

باب ششم

(۲۳۶)

علامہ جلال الدین سیوطی

حصہ کتاب الاذان تک لکھا گیا ہے۔

(۲۶) شرح الشاطبیہ ایضاً

(۲۷) شرح الصدور بشرح حال الموتی فی القبور

(۲۸) شرح عقود الجمان ، اس کا نام حل العقود ہے۔

(۲۹) شرح الفریدہ، اس کا نام المطالع المفیدہ ہے، یہ پوری نہ ہو سکی

(۳۰) شرح الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع لابن السبکی، یہ ایک

مجلد میں ہے

(۳۱) طبقات الحفاظ

(۳۲) طبقات النحاة الصغری، اس کا نام بغیثہ الوعاة ہے، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۳) طبقات المفسرین، اس کا ایک حصہ لکھا گیا ہے۔

(۳۴) عین الاصابہ فی معرفۃ الصحابة، یہ حافظ ابن حجر کی کتاب ”الاصابة“ کی

تلخیص ہے۔

(۳۵) الفوز العظیم فی لقاء الکرم، یہ شرح الصدور کا مختصر و خلاصہ ہے۔

(۳۶) قطر الدرر علی نظم الدرر، یہ میرے الفیہ اصول الحدیث کی شرح ہے اس

کے مختلف حصے لکھے گئے ہیں، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۷) القول الحسن فی الذب عن السنن، یہ موضوعات ابن الجوزی پر تعہات

ہیں۔

(۳۸) کشف المغطا فی شرح المؤطا، اس کا بھی ایک معتزہ حصہ لکھا گیا ہے یہ

ایک مجلد میں ہے۔

(۳۹) الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع لابن السبکی، یہ ڈیڑھ ہزار

باب ششم

(۴۳۷)

علامہ جلال الدین سیوطی

اشعار پر مشتمل ہے۔

(۴۰) اللآلی المصنوعة فی الأخبار الموضوعة، یہ موضوعات ابن الجوزی کی تلخیص، زیادات و تعقبات (اضافات و اعتراضات) ایک مجلد میں ہے

(۴۱) لب اللباب فی تحریر الأنساب

(۴۲) لباب النقول فی أسباب النزول

(۴۳) لم الأطراف و ضم الأتراف، یہ اطراف مزی کا مختصر ہے، الفاظ حدیث کو حروف معجم پر مرتب کیا گیا ہے یہ میں نے الکشاف فی معرفة الأطراف للحسینی سے تلخیص کی ہے، ایک مجلد میں ہے۔

(۴۴) مختصر التنبیہ، اس کا نام الوافی ہے

(۴۵) مختصر الروضة مع زیادات كثيرة، اس کا نام الغنیہ ہے، یہ اثناء صدق تک لکھا گیا ہے۔

(۴۶) مختصر حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهرة، یہ ایک مجلد میں ہے

(۴۷) المرقاة العلیة فی شرح الأسماء النبویة

(۴۸) منهاج السنة و مفتاح الجنة، اس کا ایک معتد بہ حصہ میں نے تیار کیا ہے۔

(۴۹) المعجزات والخصائص النبویة، یہ ضخیم کتاب ہے

(۵۰) البیوع فیما زاد علی الروضة من الفروع، یہ ایک مجلد میں ہے اور مسودہ

ہے (۱)

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بجمعه الله، ص ۱۰۹



## قسم سوم

تیسری قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جن کا حجم مختصر ہے، یہ کتابیں دو کراسوں سے دس کراسوں میں پھیلی ہوئی ہیں، ان کی تعداد ستر (۷۰) ہے۔

(۱) آداب الملوك

(۲) الآیة الكبرى فی قصة الأسراء

(۳) الأزهار المتناثرة فی الأخبار المتواترة

(۴) إسعاف المبطأ برجال المؤطاء

(۵) الافصاح بفوائد النكاح

(۶) الألفية فی مصطلح الحديث، اس کا نام نظم الدرر فی علم الأثر ہے

(۷) البدیعیۃ، اس کا نام نظم البدیع فی مدح الشقیع ہے یہ ایک کراسہ میں ہے

(۸) تأیید الحقیقة العلیة و تشیید الطریقة الشاذلیة

(۹) تاریخ آسیوط، اس کا نام المضبوط فی تاریخ آسیوط ہے

(۱۰) تاریخ الملائكة، اس کا نام الحبائک فی تاریخ الملائک ہے

(۱۱) التحجیر فی علوم التفسیر

(۱۲) تحفة النابه بتلخیص المتشابه

(۱۳) التذنیب فی زوائد التقرب

(۱۴) تشیید الأركان من لیس فی الإمكان أبدع مما كان

(۱۵) تقریر الاستاد فی تیسیر الاجتهاد

(۱۶) تمام الإحسان فی خلق الإنسان

(۱۷) تخریج احادیث صحاح الجوهری، اس کا نام فلق الصبار ہے

- (۱۸) تمہید الفرش فی الخصال الموجبة لظل العرش
- (۱۹) جهد القريحة فی تجرید النصيحة، یہ نصيحة الايمان فی الرد علی منطق اليونان لابن تیمیہ کا مختصر ہے۔
- (۲۰) حاشیہ علی شرح الشذور
- (۲۱) حسن التلخیص لتالی التلخیص، یہ خطیب قزوینی کی التلخیص المفتاح کا مختصر ہے۔
- (۲۲) خصائص يوم الجمعة، یہ جمعہ کے دن کی سو خصوصیات پر مشتمل ہے۔
- (۲۳) خمائل الزهر فی فضائل السور
- (۲۴) داعی الفلاح فی أذکار المساء والصباح
- (۲۵) درّ الناج فی إعراب مشكل المنهاج
- (۲۶) درّ السحابة فی من دخل مصر من الصحابة
- (۲۷) الدرر المنتثرة فی الأحادیث المشتهرة
- (۲۸) الرد علی من أخلد إلى الأرض و جهل أن الاجتهاد فی کل عصر فرض
- (۲۹) رفع البأس عن بنی العباس
- (۳۰) رفع شان الجنان
- (۳۱) الروض الانیق فی مسند صدیق
- (۳۲) شرح الاستعاذة والبسملة
- (۳۳) شرح البديعية
- (۳۴) شرح الرجبية، یہ فرائض میں ہے اور متن کے ساتھ واویرہ و مخلوط ہے۔
- (۳۵) شرح القصيدة الکافية، یہ علم تصريف میں ہے

باب ششم

۲۲۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۳۶) شرح الملحہ، یہ شرح متن کے ساتھ وابستہ و مربوط ہے
- (۳۷) شرح النقایۃ، اس کا نام اتمام الدرایۃ للقراء النقایۃ ہے۔
- (۳۸) شوار د الفرائد فی الضبوط والقواعد من اربعة فنون
- (۳۹) ضوء الصباح فی فوائد النکاح
- (۴۰) الطب النبوی
- (۴۱) طبقات الشافعیۃ، یہ بہت مختصر کتاب ہے۔
- (۴۲) طبقات الکتاب
- (۴۳) العذب السلسل فی تصحیح الخلاف المرسل فی الروضة .
- (۴۴) قلائد الفوائد، اس میں فوائد علیہ کو نظم کیا گیا ہے
- (۴۵) القول المشرق فی تحریم الاشغال بالمنطق
- (۴۶) کشف التلبیس عن قلب اهل التدلیس، یہ ایضاح الإشکال للحافظ عبد الغنی کی تلخیص اور اضافات و زیادات کے ساتھ ہے۔
- (۴۷) الکلم الطیب والقول المختار فی الماثور من الدعوات والأذکار
- (۴۸) مارواه الراعون فی أخبار الطاعون
- (۴۹) المدرج فی المدرج
- (۵۰) معترك الأقران فی مشترك القرآن
- (۵۱) مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة
- (۵۲) مفحمت الأقران فی مبهمات القرآن
- (۵۳) مناصل الصفاء فی تخريج أحادیث الشفاء
- (۵۴) منتهی الآمال فی شرح حدیث إنما الأعمال

باب ششم

۲۲۱

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۵۵) المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب

(۵۶) النقایہ - یہ کتاب چودہ علوم میں ہے۔

(۵۷) الوسائل إلى معرفة الأوائل

(۵۸) وظائف اليوم والليلة

(۵۹) الوفیة باختصار الألفية، یہ چھ سوا شعار پر مشتمل ہے۔

(۶۰) الهيئة السنیة فی الهيئة السنیة (۱)

مستشرقہ موصوفہ نے علامہ سیوطی کی کتابوں کی کل تعداد ستر (۷۰) بیان کی تھی لیکن مطبوعہ نسخہ میں ساٹھ کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ موصوفہ کے پیش نظر جو نسخہ رہا ہے وہ ناقص تھا۔

## قسم چہارم

چوتھی قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جو ایک کراسہ میں آگئی ہیں، یہ مسائل فتویٰ کے علاوہ ہیں اور یہ سو (۱۰۰) تالیفات ہیں۔

- (۱) أبواب السعادة في أسباب الشهادة
- (۲) أحاسن الاقتباس في محاسن الاقتباس
- (۳) الأخبار المروية في سبب وضع العربية
- (۴) أربعون حديثاً في الجهاد
- (۵) أربعون حديثاً في ورقة
- (۶) إرشاد المهتدين إلى نصرة المتهتدين
- (۷) الأزهار الفاتحة على الفاتحة، یہ میری پہلی تصنیف ہے۔
- (۸) الأساس في فضل بنی العباس
- (۹) الاقتناص في مسألة التناص
- (۱۰) إلقاء الحجر لمن زكى ساء أبي بكر و عمر، یہ روافض کی شہادت کے رد میں ہے اور ایک جزء میں ہے۔
- (۱۱) أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب
- (۱۲) بزوغ الهلال في الخصال الموجبة للظلال
- (۱۳) بلغة المحتاج في مناسك الحاج
- (۱۴) تحفة الظرفاء باسماء الخلفاء، یہ قصیدہ رائیہ سواشعار پر مشتمل ہے۔
- (۱۵) تخریج احادیث شرح العقائد
- (۱۶) تذكرة المؤتسی بمن حدث و نسی

باب ششم

۲۲۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۱۷) تذکرة النفس
- (۱۸) ترجمة الشيخ محي الدين النووي
- (۱۹) ترجمة شيخنا قاضي القضاة البلقيني
- (۲۰) تعريف الاعجم بحروف المفجهم
- (۲۱) التعريف بآداب التأليف
- (۲۲) الثغور الباسمة في مناقب فاطمة
- (۲۳) جزء اخر - اس كانام التسلى والا طفاء لنار لا تطفى ہے
- (۲۴) جزء في أدب الفتيا
- (۲۵) جزء في أسماء المدلسين
- (۲۶) جزء في ذم زيارة الامراء
- (۲۷) جزء في ذم القضاء
- (۲۸) جزء في ذم المكس
- (۲۹) جزء في شعب الإيمان
- (۳۰) جزء في موت الأولاد
- (۳۱) جزء في الصلاة على النبي ﷺ
- (۳۲) جزء في فضل النساء
- (۳۳) جزء فيمن وافقت كنية زوجته من الصحابة
- (۳۴) الجمانة في اللغة
- (۳۵) الجمع والتفريق بين الانواع البدعية
- (۳۶) الجواب الاسد في تنكير أحد و تعريف الصمد

- (۳۷) جیاد السلسلات
- (۳۸) الحجج المبنیہ فی التفصیل بین مکة والمدينة
- (۳۹) حسن النية و بلوغ الأمانة فی الخانقاه الركنية
- (۴۰) حصول الفوائد بأصول العوائد
- (۴۱) الدرّ النثیر فی قرأة ابن كثير
- (۴۲) درج العلی فی قرأة ابی عمرو ابن العلاء
- (۴۳) درج المعالی فی نصره الغزالی علی المنکر المتغالی
- (۴۴) درر الکلم و غرر الحکم
- (۴۵) الذیل الممهد علی القول المسدد
- (۴۶) ردّ علی البهاء بن النحاس
- (۴۷) ردّ علی الشریف الجرجانی
- (۴۸) رساله فی تفسیر الفاظ متداولة
- (۴۹) رسالة فی ضربی زیداً قائماً
- (۵۰) الرد فی فضل الحق
- (۵۱) الروض الاریض فی طهر المحیض
- (۵۲) ریح النسرین فیمن عاش من الصحابة مائة و عشرين
- (۵۳) الزهر الباسم فیما یزوج فیہ الحاکم
- (۵۴) السلاف فی التفضیل بین الصلوة والطواف، یہ منظوم ہے۔
- (۵۵) السلالة فی تحقیق المقروالا استحالة
- (۵۶) سهام الإصابة فی الدعوات المجابة

- (۵۷) شدّ العرف فی اثبات المعنی للحرف
- (۵۸) شرح أربعین حدیثاً، اس کے چند کراسے لکھے گئے ہیں یہ اربعون حدیثاً فی ورقۃ کی شرح ہے۔
- (۵۹) شرح تذکرۃ النفس
- (۶۰) شرح الحیلة والحوقلۃ
- (۶۱) شرح الکوکب الوقاد فی أصول الاعتقاد، نظم العلم السخاوی
- (۶۲) الشماریخ فی علم التاریخ
- (۶۳) الشمعة المضيئة فی العربیة
- (۶۴) الشہد فی النحو، یہ قصیدہ بحر الہزج میں ہے
- (۶۵) الطلعة الشمسیة فی تبیین الجنسیة من شرط البیرسیة
- (۶۶) طی اللسان عن ذم الطیلسان
- (۶۷) الظفر بقلم الظفر
- (۶۸) العبرات المسکوبة فی أن استنابة تارک الصلوٰۃ مندوبة
- (۶۹) العرف فی معنی الحرف
- (۷۰) العرف الشذی فی احکام ذی
- (۷۱) العشاریات
- (۷۲) عمدة المتعقب فی الرد علی المتعصب، یہ قاضی شمس الدین امشاطی قاضی الحنفیہ کے ساتھ موصوف کی جو بحث ہوئی تھی اس کی داستان ہے۔
- (۷۳) فتح الجلیل للعبد الذلیل فی قوله تعالى الله ولي الذين امنوا، الآیة سے موصوف نے ایک سو بیس انواع بدائع نکالی ہیں۔



- (۷۴) فصل الخطاب فی قتل الکلاب
- (۷۵) فصل الکلام فی ذم الکلام
- (۷۶) فصل الکلام فی حکم السلام، یہ منظوم ہے
- (۷۷) قطر الندی فی ورود الهمزة للنداء
- (۷۸) القول المجمل فی الرد علی المہمل
- (۷۹) کبت الأقران فی کتب القرآن
- (۸۰) کشف الصلصلة عن وصف الزلزلة
- (۸۱) کشف اللبس عن قضاة الصبح بعد طلوع الشمس
- (۸۲) الکلام علی أول سورة الفتح، یہ ایک وضاحت و تشریح ہے
- (۸۳) الکلام علی قوله تعالى "ولو يؤاخذ الله الناس بما کسبوا" الآية
- (۸۴) الکلام عن حديث احفظ الله يحفظك، یہ ایک وضاحت و تشریح ہے
- (۸۵) اللآلی المکملة فی تفضیل المعملة علی المشغلة
- (۸۶) اللمع فی اسماء من وضع
- (۸۷) مختصر أذکار النوى، اس کا نام اذکار الازکار ہے
- (۸۸) مختصر شفاء الغلیل فی ذم الصاحب والغلیل، اس کا نام الشهاب الثاقب ہے
- (۸۹) مختصر الملحہ
- (۹۰) مرصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع
- (۹۱) المستطرفة فی أحكام دخول الحشفه
- (۹۲) مطلع البدرین فیمن یؤتی اجرین
- (۹۳) المعانی الدقیقه فی إدراك الحقیقه

باب ششم

۲۲۷

علامہ جلال الدین سیوطی

(۹۴) مقاطع الحجاز، یہ منظوم ہے

(۹۵) المقامات، یہ چار مقامات ہیں

(۹۶) المقدمة فی الفقه

(۹۷) المنی فی الکنی

(۹۸) موشحة فی النحو

(۹۹) میزان المعدلة فی شان البسملہ

(۱۰۰) النفحة المسكية والحنفة المکیة، یہ عنوان الشرف کے طرز کی کتاب ہے

(۱۰۱) نور الحدیقه، یہ میرا منظوم ہے

(۱۰۲) الید البسطی فی تعیین الصلوة الوسطی<sup>(۱)</sup>

ابتداءً سو تا لیفات بتائی گئی تھیں لیکن ویسے یہ ایک سو دو (۱۰۲) ہیں

(۱) السیوطی، کتاب التحدیث بحمہ اللہ ج ۳ ص ۱۱۵-۱۲۱

## قسم پنجم

پانچویں قسم الہ تالیفات پر مشتمل ہے جو فتوے کے طور پر معرض وجود میں آئی تھیں، یہ کراسہ دو کراسوں میں یا اس سے بھی کم میں ہیں اس نوع کی تصانیف اس وقت تک اسی (۸۰) ہوئی ہیں۔

- (۱) إتحاف الوقد بنبأ سورة الحفد
- (۲) إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة
- (۳) الأخوية الزكية عن الألفاظ السبكية
- (۴) الأخبار الماثورة في الإطلا بالنور
- (۵) إزالة الوهن عن مسئلة الرهن
- (۶) إسبال الكسى على النساء
- (۷) الإعراض والتولى عن من لا يحسن أن يصلى اس کا دوسرا نام الصحة ہے
- (۸) إعمال الفكر في فضل الذكر
- (۹) الإعلام بحکم عيسى عليه السلام
- (۱۰) أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء
- (۱۱) البدر الذي انجلي في مسئلة الولاء
- (۱۲) الإنصاف في تمييز الأوقاف
- (۱۳) بذل المسجد لسؤال المسجد
- (۱۴) بذل المهمة في طلب براءة الذمة
- (۱۵) بسط الكف في إتمام الصف
- (۱۶) تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب

باب ششم

٢٣٩

علامہ جلال الدین سیوطی

(١٧) تزئین الأرائک فی إرسال النبی ﷺ إلى الملائک

(١٨) تعريف الفنة بأجوبة الأسئلة المائة

(١٩) تنبئة الغبی بتبرئة ابن عربی

(٢٠) تنبيه الواقف على شرط الواقف

(٢١) تنزيه الإنبياء عن تسفيه الأغبياء

(٢٢) تنوير الحلك في إمكان رؤية النبی والملك

(٢٣) جزء في رفع اليدين في الدعاء

(٢٤) جزء في السبحة

(٢٥) جزء في صلوة الضحی

(٢٦) جزء في الفنج

(٢٧) جزء في فضل التاريخ و شرفه والحاجة إليه

(٢٨) جزیل المواهب في اختلاف المذاهب

(٢٩) الجواب الحاتم عن سوال الخاتم

(٣٠) الجواب الحزم عن حديث "التكبير جزم"

(٣١) الجواب المصیب عن إعتراضات الخطيب

(٣٢) حسن التعريف في عدم التحليف

(٣٣) حسن المقصد في عمل المولد

(٣٤) حصول الرفق بأصول الرزق

(٣٥) الحظ الوافر من المغنم في استدراك الكافر اذا أسلم

(٣٦) الخبر الهدال على وجود القطب والا وتاد والعباد والأبدال

باب ششم

۲۵۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۳۷) دفع التشیع فی مسئلة التسمیع

(۳۸) الدر المنظم

(۳۹) رفع الأسی عن النساء

(۴۰) رفع التعسف فی إخوة یوسف

(۴۱) رفع السنه فی نصب الزنة

(۴۲) رفع الشر وقع الهرّ الصادرین عن عبدالبر

(۴۳) رفع الصوت بذبح الموت

(۴۴) رفع منار الدین وهدم بناء المسلمین

(۴۵) الزند فی السلم فی القند

(۴۶) الزند الوزی فی الجواب عن السؤال السکندری

(۴۷) السهم المصیب فی نحر الخطیب

(۴۸) سیف النظار فی الفرق بین الثبوت والتکرار

(۴۹) شد الابطال (کذا) علی أهل الإبطال

(۵۰) شد الاثواب فی سدّ الأبواب

(۵۱) ضوء الشمعة فی عدد الجمعة

(۵۲) فتح المغالِق من انت تائق

(۵۳) فجر الشمد فی إعراب أكمل الحمد

(۵۴) ألفوائد البارزه والکامنه فی النعم الظاهرة والباطنة

(۵۵) ألفوائد الکامنه فی ایمان السیده آمنه اس کا دوسرا نام التعظیم والمینه

فی أن والدی المصطفیٰ فی الجنة ہے

- (٥٦) الفوائد المتفرقة من بيت طرفة
- (٥٧) الفوائد الممتازة في صلاة الجنابة
- (٥٨) الغذاء في تحقيق محل الاستعاذة
- (٥٩) قطع المجادلة عند تغيير المعاملة
- (٦٠) القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه
- (٦١) القول الجلي في حديث الولي
- (٦٢) القول الفصيح في تعيين الذبيح
- (٦٣) القول المشيد في وقف المؤيد
- (٦٤) القول المضى في الحنث في المضى
- (٦٥) الكر على عبدالبر
- (٦٦) كشف الضباب في مسئلة الاستنابة
- (٦٧) اللفظ الجوهري في رد خباط الجوهري
- (٦٨) اللعة عن أجوبة الأسئلة السبعة
- (٦٩) اللعة في تحقيق الركعة لإدراك الجمعة
- (٧٠) المباحث الزكية في المسئلة الدور كية
- (٧١) المحرر في قوله: "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر"
- (٧٢) المصاييح في صلاة التراويح
- (٧٣) المعتلى في تعدد صور الولي
- (٧٤) نتيجة الفكر في الجهر بالذكر
- (٧٥) نصرة الصديق علي الجاهل الزنديق

باب عشم

٢٥٢

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (٧٦) نفع الطیب عن أسئلة الخطیب
- (٧٧) النقول المشرقة فی مسئلة النفقة
- (٧٨) وصول الأمانی بأصول التهانی
- (٧٩) وقع الأسل فیمن جهل ضرب المثل
- (٨٠) هدم الجانی علی البانی (١)

jabir.abbas@yahoo.com

(١) السیوطی، کتاب التحدیث بحمته اللہ ج ١ ص ١٦١-١٦٢

## قسم ششم

چھٹی قسم ان مؤلفات کی ہے جو ان اہل علم کی روش پر لکھی گئی ہیں جنہیں صرف روایت سے اعتناء رہا ہے، یہ میں نے زمانہ طالب علمی میں جب استادوں سے روایت حدیث کی اجازت لی تھی، لکھی تھیں، بایں ہمہ یہ کتابیں فوائد پر مشتمل ہیں، اگر کوئی اور لکھتا تو یہ فوائد بھی نہ ملتے۔

(۱) أربعون حديثاً توافق فيها اسم الشيخ والصحابي، یعنی راوی اور صحابی کا نام

ایک ہے

(۲) أربعون حديثاً متباينة

(۳) أربعون حديثاً من رواية مالك عن نافع عن ابن عمر

(۴) البراعة في تراجم بني جماعة

(۵) تلخيص معجم الحفاظ ابن حجر

(۶) جزء خرجته للشهاب الحجازي فيه المسلسل بالشعراء والكتاب

(۷) جزء خرجته لشيخنا الامام الشمن فيه المسلسل بالنحاة وغيره

(۸) الرحلة القيومية

(۹) الرحلة المكية والمدينة

(۱۰) الفتح المكي في تراجم البيت السبكي

(۱۱) فہرست خرجتہ لشيخنا الامام الشمني

(۱۲) فہرست المرويات

(۱۳) قطف النمر في رحلة شهر

(۱۴) المسلسلات الكبرى



- (۱۵) مشیخہ خرجتہا، للشیخ شمس الدین البانی
- (۱۶) مشیخہ خرجتہا لمولانا امیر المؤمنین المتوکل علی اللہ خلیفۃ العصر
- (۱۷) المعجم الاوسط، اس کا نام عمدہ ہے
- (۱۸) المعجم الصغیر، اس کا نام المنتقی ہے
- (۱۹) المعجم الکبیر لشیوخی، اس کا نام حاطب لیل و جارف سیل ہے
- (۲۰) مقالید التقالید .
- (۲۱) الملتقط من الدرر الكامنة فی أعیان المائة الثامنة لابن حجر۔ یہ ایک جلد میں ہے۔
- (۲۲) المنتقی من أحسن المنن فی الخلق الحسن
- (۲۳) المنتقی من أسنى المطالب لابن الجزری
- (۲۴) المنتقی من تاریخ الخطیب
- (۲۵) المنتقی من تفسیر ابن ابی حاتم
- (۲۶) المنتقی من تفسیر عبدالرزاق
- (۲۷) المنتقی من تفسیر الثریابی
- (۲۸) المنتقی من سنن البیهقی
- (۲۹) المنتقی من سنن سعید بن منصور
- (۳۰) المنتقی من سیرۃ ابن سید الناس
- (۳۱) المنتقی من فضائل القرآن لابی عیید
- (۳۲) المنتقی من مسند ابن ابی شیبہ
- (۳۳) المنتقی من مسند أبی علی

باب ششم

۲۵۵

علامہ جلال الدین سیوطی

- (۳۴) المنتقى من مسند مسدد  
(۳۵) المنتقى من مشيخة ابن البخارى  
(۳۶) المنتقى من مصنف عبدالرزاق  
(۳۷) المنتقى من معجم ابن قانع  
(۳۸) المنتقى من معجم الدمياطى  
(۳۹) المنتقى من معجم الطبرانى  
(۴۰) المنتقى من الوعد والا نجاز (۱)

(۱) السيوطى، كتاب التحدث بجملة اللہ ج ۲ ص ۱۲۶-۱۳۹

## قسم ہفتم

ساتویں قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جنہیں شروع کیا تھوڑا بہت لکھا بھی پھر پورا کرنے کا ارادہ نہ ہوا اور یوں وہ کتابیں ناقص رہ گئیں۔

- (۱) ابتہاج فی نظم المتہاج، اس کے چند ورق لکھے گئے
- (۲) ازہار الآ کام فی أخبار الأحکام، اس کے چند کراسے لکھے گئے
- (۳) استذکار الالباء فی شعر العرب العرباء،
- (۴) الألفیہ فی القراءات العشر
- (۵) بغیۃ الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد
- (۶) بیان الإصابة فی آلتی الکتابۃ
- (۷) تاریخ العصر
- (۸) تجرید أحادیث المؤطا
- (۹) تجرید العناية الی تخریج أحادیث الکفایۃ لابن الرفعۃ
- (۱۰) تشنیف الأسماع بمسائل الإجماع، اس کے چند ورق لکھے گئے
- (۱۱) تطریر العزیز
- (۱۲) التعليقة السنية علی السنن النسائية
- (۱۳) تلخیص دقائق مختصر الروضة للأصفهانی
- (۱۴) تنویر الحوالک علی مؤطا مالک
- (۱۵) التوشیح علی التوضیح لابن هشام
- (۱۶) توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک
- (۱۷) جمع الجوامع فی الفقه

- (۱۸) حاشیہ علی شرح الشواہد للعینی
- (۱۹) حاشیہ علی شرح المنہاج للدمیری
- (۲۰) حاشیہ علی قطعة الأسوی
- (۲۱) الحصر والإشاعة لأشراط الساعة
- (۲۲) الحواشی الصغریٰ علی الروضة، اس کا نام قطف الأزهار ہے اس کے چند کراے لکھے گئے۔
- (۲۳) التخصیص فی شرح شواہد التلخیص والمطول والعمدة علی مختصر المتقدم
- (۲۴) الدر الثمین فی المصداق بيمين
- (۲۵) الدرر الثمينة فی أحكام البحر والسفينة
- (۲۶) الدرر المنتشرات علی جامع المختصرات
- (۲۷) رفع الحواجب عن الكواكب، یہ ایک کراسہ میں تمام ہوئی
- (۲۸) الروض المکمل والنورد المعلل فی مصطلح الحديث
- (۲۹) زوائد الرجال علی تہذیب الکمال
- (۳۰) زوائد سنن سعید بن منصور، اس کا نام لطائف المنن ہے اس کے چند ورق لکھے گئے
- (۳۱) زوائد شعب الايمان للبيهقي علی الكتب الستة اس کا ایک تہائی حصہ پانچ کراسوں میں لکھا گیا
- (۳۲) زوائد نوادر الأصول للحکیم الترمذی، اس کے چند کراے لکھے گئے
- (۳۳) السیف الصقيل فی حواشی شرح ابن عقيل، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۴) شرح ألفیه ابن معط،

(۳۵) شرح بابت سعاد (۱)

(۳۶) شرح بردہ، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۷) شرح البهجة یہ ۸۶ھ میں شروع کی

تھی جب سنا کہ شیخ ذکریا انصاری شرح لکھ رہے ہیں تو ارادہ لکھنے کا چھوڑ دیا۔

(۳۸) شرح تحفة الوردیہ، یہ نحو میں ہے اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۹) شرح تدریب للبقلینی، اس کے چند کرا سے لکھے گئے

(۴۰) شرح التسهیل، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۴۱) شرح تصریف العزى

(۴۲) شرح تنقیح اللباب للشیخ ولی الدین، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(۴۳) شرح الخلاصة فی الفقه، یہ میرے منظومہ الخلاصہ کی شرح ہے اس کے

چند کرا سے لکھے گئے

(۴۴) شرح الروض لابن المقری

(۴۵) شرح سنن ابن ماجہ مطول، اس کے شروع کے چند کرا سے لکھے گئے

(۴۶) شرح ضروری التصریف لابن مالک، اس کا نصف کرا سے لکھا گیا

(۴۷) شرح علی جمع الجوامع، میری اس تالیف کے چند ابتدائی کرا سے لکھے گئے

(۴۸) شرح عمدة الأحکام، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۴۹) شرح لمعة الإشراف فی الاشتقاق للسبکی

(۵۰) شرح مسند الإمام الشافعی، شیخونہ میں تدریس کے موقع پر اس کی چند

## مجلس لکھی گئی تھیں

- (۵۱) شرح نظم الاقتراح للعراقی، اس کے چند ورق لکھے گئے
- (۵۲) شرح الوسيط للغزالی
- (۵۳) شرح الوفیہ، اس کے چند ورق لکھے گئے
- (۵۴) طبقات الأصولیین
- (۵۵) طبقات الأولیاء، اس کا نام حلیۃ الأولیاء ہے چند کرا سے لکھے گئے
- (۵۶) طبقات النشافعیۃ، یہ منظوم ہے اس کے چند اوراق لکھے گئے
- (۵۷) طبقات شعراء العرب
- (۵۸) العمدة، یہ الفوائد المتکاثرة کا مختصر ہے۔
- (۵۹) الفوائد المتکاثرة فی الأحادیث المتواترة، اس کے چند کرا سے لکھے گئے
- (۶۰) الکافی فی زوائد المہذب علی الوافی
- (۶۱) کشف النقاب عن الألقاب، اس کا ایک ورق لکھا گیا
- (۶۲) اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق، اس کے چند کرا سے لکھے گئے
- (۶۳) مجاز الفرسان إلی محاز القرآن، عزالدین بن عبدالسلام کا مختصر ہے، اس کے چند کرا سے لکھے گئے
- (۶۴) مجمع البحرين و مطلع البدرین فی التفسیر، یہ منقول و معقول اور روایت و درایت کی جامع تھی اس کے صرف ”اهدنا الصراط المستقیم“ تک چند کرا سے لکھے گئے پھر سورۃ الکوثر کی تفسیر لکھی
- (۶۵) مختصر الأحکام السلطانیۃ للماوردی، اس کے دو کرا سے لکھے گئے
- (۶۶) مختصر الإحیاء اس کا نام ”إرشاد العابدین“ ہے، اس کے دو کرا سے لکھے گئے

باب ششم

(۲۶۰)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۶۷) مختصر التہذیب للبعوی، اس کا ایک ورق لکھا گیا
- (۶۸) مختصر تہذیب الأسماء واللغات للنووی، اس کا نام التہذیب ہے  
اس کے چند کراے لکھے گئے
- (۶۹) مختصر الغربین للہروی، اس کے دو کراے لکھے گئے
- (۷۰) مختصر المطلب، اس کے چند ورق لکھے گئے
- (۷۱) مختصر النہایۃ لابن الاثیر، اس کا نام تقریب الغریب ہے اس کے دو  
کراے لکھے گئے
- (۷۲) مرقاة الصعود إلی سنن أبی داؤد، اس کے صرف دو کراے لکھے گئے اگر  
توفیق الہی شامل حال رہی تو اسے مکمل کرنے کا ارادہ ہے
- (۷۳) المشرق والمغرب فی بلد ان المشرق والمغرب، یہ معجم البلدان  
یا قوت کا مختصر ہے اس کے چند کراے لکھے گئے
- (۷۴) المعونة فی شرح اللؤلؤة المکونة
- (۷۵) مفاتیح الغیب، یہ تفسیر مسند بہت بڑی تھی ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ سے  
آخر قرآن تک ایک جلد میں لکھی تھی
- (۷۶) المقتصر فی تحریج أحادیث المختصر لابن جاجب، اس کے چند  
کراے لکھے گئے
- (۷۷) الملتقط من الخطط للمقریزی
- (۷۸) المتقی من تاریخ ابن عساکر
- (۷۹) المولدات فی الفقه
- (۸۰) میدان الفرسان فی شواہد القرآن، اس کے چند کراے لکھے گئے

(۸۱) نشر العبر فی تخريج أحاديث الشرح الكبير

(۸۲) نظم رسالة ربيع المقنطرات لشيخنا عز الدين الميقاتي (۱)

(۸۳) نکت علی تلخیص المفتاح

(۸۴) الورقات فی الفقه، ریح العبادات تک لکھا گیا ہے

مذکورہ بالا فہرست علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ۳۴۱ تالیفات پر مشتمل ہے دوسری ترتیب فنون پر ہے علامہ سیوطیؒ نے ”حسن المحاضرة“ میں اپنے حالات کے ضمن میں اپنی تین سو سے اوپر تالیفات کے نام نقل کئے ہیں، لیکن اس فہرست میں دو خامیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱) حسن المحاضرة نو سو تین ہجری کی تالیف ہے موصوف نے اس سن تک جو تالیفات کی تھیں انہیں نام بنام نقل کرنے کا التزام نہیں کیا چنانچہ ”وغیرہا،“ لکھ کر اس موضوع پر اپنی بعض تصانیف کے نام چھوڑ دیئے، اور یہ موضوعی فہرست بھی مکمل نہ ہو سکی۔

(۲) تالیفات کے نام نقل کرنے میں موصوف نے ہجری ترتیب کو بھی ملحوظ نہیں رکھا، باد ہویں صدی ہجری میں کسی عالم نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی فن وار ترتیب پر فہرست تیار کی تھی جسے فلوگل (Gustavus Flugel) نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کی جلد ششم کے آخر ۶۶۶-۶۷۹ صفحات میں پیش کیا ہے (۲)

مذکورہ بالا دونوں فہرستوں میں مقابلہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب کے پیش نظر ”حسن المحاضرة“ بھی نہیں ہے اس لئے کہ اس نے حسن المحاضرة میں منقول

(۱) السیوطیؒ، کتاب التحدیث حمۃ اللہ، ج ۲، ص ۱۲۹-۱۳۶



کتابوں کے نام بھی صحیح نقل نہیں کئے ہیں، مثلاً القول المعنی فی الحث المعنی حالانکہ صحیح نام ہے القول المصی فی الحث فی المصی یا شرح الوقاد فی الاعتقاد حالانکہ صحیح نام شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد ہے اسی طرح مفہمات الأقران فی مبہمات القرآن حالانکہ کتاب کا نام مفہمات الأقران ہے اسی طرح کشف الصبابہ صحیح کشف الصبابہ ہے اس قسم کی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

یہ فہرست ساز و فہرست نگار کی غلطی بھی قرار دی جاسکتی ہیں اور اسے طباعت کی غلطی بھی کہا جاسکتا ہے بہر حال اس فہرست میں تصحیح کا اہتمام نہیں۔

دوسری قسم کی غلطیاں اس فہرست میں ایسی موجود ہیں جنہیں طباعت کی غلطی نہیں کہا جاسکتا، یہ فہرست نگار کی غلطیاں قرار پاتی ہیں۔

بعض کتابوں کے نام مثلاً دو جزوں پر مشتمل ہیں فہرست نگار نے ہر جزو کو جداگانہ کتاب سمجھا، مثلاً ایک کتاب کا نام الحظ الوافر من المغنم فی استدراک الکافر اذا اسلم ہے فہرست نگار نے اذا اسلم کو علیحدہ تالیف قرار دیا۔

تیسری خامی یہ ہے کہ موضوعات کی تقسیم بھی درست نہیں، بعض کتابیں کسی اور موضوع سے تعلق رکھتی ہیں انہیں کسی اور موضوع کے تحت نقل کیا گیا ہے۔

ایسا غالباً اس وجہ سے ہوا کہ فہرست نگار کو موصوف کی تمام کتابیں نہیں مل سکیں، اس نے نام دیکھ کر یا قیاس سے ایک موضوع کے تحت کتاب کو درج کیا حالانکہ اس کا تعلق اس موضوع سے نہیں، تاہم اس بحث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی کی تالیفات سے اہل علم اور محققین کو اعتناء رہا ہے۔

اس فہرست میں تالیفات کو حسب ذیل نو موضوعات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

باب ششم

۲۶۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- (۱) تفسیر و متعلقات تفسیر میں ۲۰
- (۲) حدیث و متعلقات حدیث میں ۲۱۹
- (۳) فن اصول فقہ، اصول الدین و تصوف میں ۱۹
- (۴) فن لغت، نحو و تصریف میں ۳۱
- (۵) مصطلحات و متعلقات حدیث میں ۲۳
- (۶) فن فقہ میں ۹۱
- (۷) معانی و بیان و بدیع میں ۷
- (۸) کئی فنون کی جامع تالیفات ۶۹
- (۹) فن تاریخ میں ۸۱

اس فنوار فہرست میں علامہ موصوف کی ۵۰ تالیفات کا تذکرہ کیا گیا ہے  
ہم نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی یہ فہرست آخر کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کی ہے  
تاکہ مصنفؒ کی یہ فہرست بھی ناظرین کے پیش نظر رہے۔

قَالَ اللَّهُ ذِكْرًا ۝ تَالْحَمْدِ لِلَّهِ الْمَوْلَىٰ لِلَّهِ فِی الدِّیْنِ وَالْآخِرَةِ ۝  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیْ لَوْلَا ذِکْرُ اللَّهِ لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِینَ

باب ہفتم

۲۶۵

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

# باب ہفتم

jabir.abbas@yahoo.com

مؤلفات سیوطی کی موضوعی فہرست

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مؤلفات کی یہ وہ موضوعی اور فن وار فہرست ہے جو موصوف نے ”حسن المحاضرہ“ میں نقل کی ہے۔

مستشرق کیلر نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کی ساتویں جلد کے اختتام پر مؤلفات السیوطی کی جو موضوعی فہرست چھاپی ہے وہ بھی غالباً یہی فہرست ہے۔

اس فہرست کا نقل کرنے والا عربی سے واقف نہ تھا اس لئے اس میں غلطیاں رہ گئی ہیں۔

یہ موضوعی فہرست ہندوستان میں (مطبع محمدی لاہور) سے علامہ سیوطیؒ کے رسائل اثنا عشر کے ساتھ بھی شائع کی گئی تھی، اس کا ایک نسخہ میرے ذاتی کتب خانہ میں بھی محفوظ ہے۔

مولفات سیوطیؒ کی موضوعی فہرست کے نام سے تین فہرست مشہور ہیں

۱- وہ موضوعی فہرست ہے جو علامہ سیوطیؒ نے حسن المحاضرۃ میں پیش کی ہے اس موضوعی فہرست میں کتابوں کی مجموعی تعداد دو سو پینسٹھ ہے۔

۲- وہ موضوعی فہرست ہے جو ڈاکٹر تھامی نے المہذب فیما وقع فی القرآن من العرب میں پیش کی ہے اس میں نو موضوعات کے تحت کتابوں کی مجموعی تعداد پانچ سو تیس ہے

۳- وہ موضوعی فہرست ہے جو فلوگل نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کے اختتام پر پیش کی ہے

ان سنوار فہرستوں کا بنیادی ماخذ سیوطیؒ کی حسن المحاضرۃ کی فہرست ہے۔

مولفات سیوطیؒ کی وہ فہرست جو حسن المحاضرۃ میں پیش کی گئی ہے وہ اس لحاظ سے ناقص ہے کہ اس کا دائرہ حسن المحاضرۃ کی زمانہ تالیف تک محدود ہے حالانکہ سیوطیؒ کی تالیفات کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رہا ہے۔ حسن المحاضرۃ کے بعد کی تالیفات کا اس فہرست میں نام تک نہیں ہے

وہ فہرست جو فلوگل نے نقل کی ہے اور عزالدین نے بھی بہت سی تالیفات

کا نام ان دونوں فہرستوں میں نہیں دیا ہے

ناموں کے اندراج میں غلطیاں بھی ہیں جیسا کہ فہرست نگاروں کے بیان

میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

ڈاکٹر تھامی کی پیش کی ہوئی فہرست میں بھی خامیاں ہیں چنانچہ فن تفسیر میں

نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹ ایسے نمبر ہیں جن میں کتاب کے نام کا اندراج ہی نہیں ہے

پھر مذکورہ بالا تینوں موضوعی فہرستوں کی فنی غلطی یہ ہے کہ وہ الف بائی ترتیب پر

## مرتب نہیں ہیں

ہم نے ان خامیوں کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ کی موضوعی فہرست کو ہدیہ ناظرین کرنا زیادہ بہتر خیال کیا اس لئے کہ وہ سب کا بنیادی ماخذ ہے اور وہ مصنف کی بیان کردہ فہرست ہے معتبر ہے اس لئے اس موضوعی فہرست میں ہم نے حسب ذیل امور کا خیال رکھا ہے

- ۱- الفبائی ترتیب پر مرتب کیا
- ۲- جہاں مختصر نام دیا گیا تھا اس کا پورا نام نقل کیا ہے
- ۳- جس کتاب کا سن تالیف معلوم ہو سکا اس کا سال تالیف بتایا ہے
- ۴- جو کتاب چھپ گئی ہے اس کے آگے حرف م مطور لگایا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو سکے کہ یہ کتاب مطبوعہ ہے اور شائع ہو گئی ہے
- علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تمام تالیفات کی فہرست الفبائی ترتیب میں علیحدہ دیدی گئی ہے اور فلو گل اور عز الدین کی فہرست کو چھوڑ دیا ہے

باب ہفتم

۲۶۹

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

# مؤلفات سیوطیؒ کی الف بائی فہرست

jabir.abbas@yahoo.com



علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی ایک فہرست ہم نے الف بائی ترتیب پر تیار کی تھی لیکن کراچی میں عربی کمپوزنگ کی سہولت باآسانی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے عزالدین کی الف بائی ترتیب پر مرتب فہرست جو فاضل ڈاکٹر تہامی کی زیر نگرانی تیار کی گئی ہے متحدہ امارات نے نہایت آب و تاب سے شائع کی ہے، زیادہ مفید سمجھا مگر اس فہرست کا ہم نے جب اپنی فہرست سے جو حروف متعجبی پر مرتب ہے مقابلہ کیا تعداد میں بہت زیادہ فرق پایا، افادیت کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ کی وہ تالیفات جن تک عزالدین کی رسائی نہیں ہو سکی انہیں الف بائی ترتیب میں عزالدین کی فہرست کے بعد جداگانہ فہرست میں پیش کیا گیا ہے تاکہ علامہ سیوطیؒ کی زیادہ سے زیادہ تصانیف سے ناظرین کو آگاہی ہو سکے اور ان کی تالیفات کی مکمل فہرست پیش کی جاسکے

ان دونوں فہرستوں کے باہمی فرق کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ عزالدین کی فہرست علامہ سیوطیؒ کی تین سو اسی تالیفات کے ناموں پر مشتمل ہے اور ہم نے موصوف سے چھوٹی ہوئی مؤلفات سیوطیؒ کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں پانچ سو دس تالیفات کا اندراج کیا گیا ہے چنانچہ یہ کمنا چنانہ ہو گا کہ اب تک علامہ سیوطیؒ پر جو تحقیقی کام ہوا اردو زبان میں یہ کام عربی کی نسبت سے زیادہ جامع ہو تو کچھ بعید نہیں۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ اس الف بائی ترتیب میں ہمارے پیش نظر وہ تمام ماخذ رہے ہیں جن سے عزالدین نے فائدہ اٹھایا ہے ہم نے بعض دشواریوں کی وجہ سے ماخذوں کی نشاندہی کی پابندی ہمیں کی اس لئے کہ ان کے

مذکورہ ماخذوں کے علاوہ جو ماخذ ہمارے پیش نظر رہے ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اہل علم بوقت حاجت ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

وہ ماخذ ہدیہ ناظرین ہیں

۱- کتاب التحدیث بحمۃ اللہ

۲- علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مطبوعہ دوسری تالیفات

۳- مجلہ عالم الکتب، الریاض، جلد ۱۲ شمارہ نمبر ۱- ۳ رجب المرجب الآخر ۱۴۱۳

جنوری ۱۹۹۱ء

۴- مجلہ مجمع اللغة العربیہ، دمشق جلد ۶۷-۶۸، ربيع الآخر ۱۴۱۳ھ

اکتوبر ۱۹۹۲ء

۵- ذخائر التراث العربی الاسلامی و قبلہ غرانی للخطوط العربیہ المطبوعہ،

البصرة، جامعۃ البصرة ۱۴۰۱ھ

علامہ سیوطیؒ کی بعض تالیف دو ناموں سے مشہور ہیں ہماری الفباۃ ترتیب میں ایسی تین کتابیں ہیں پانچ سو دس میں سے ۲۳ کتابیں منہا کی جائیں تو ان کی تعداد چار سو اٹھاسی رہ جاتی ہے

مذکورہ بالا دونوں الفباۃ فرستیں علامہ سیوطیؒ کی آٹھ سو سترھ موافقات پر مشتمل ہیں الفباۃ فرست ان کی تالیفات کی سب سے زیادہ جامع فرست ہے۔

امید ہے ارباب کتب خانہ و دانشور اور شائقین ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

## حرف الهمزہ

- ۱ آداب القضاء
- ۲ آداب الملوك
- ۳ الآیة الكبرى فی شرح قصة الإسراء (م)
- ۴ الابتهاج فی - (مشكل) نظم المنهاج
- ۵ إتحاف الوفد ببناء سورة الحقد
- ۶ الأحاجی النحویة [المقامات الأسیوطیه] (م)
- ۷ الأحادیث الحسان فی وصف الطیلسان (م)
- ۸ الأحادیث المنیفه فی السلطنة الشریفه
- ۹ أحاسن الاقتباس فی محاسن الاقتباس
- ۱۰ إحياء المیت فی فضائل أهل البيت (م)
- ۱۱ الأخبار الماثورة فی الإطلاع بالنورة
- ۱۲ الأخبار المروية فی سبب وضع العربية (م)
- ۱۳ أدب القاضي علی مذهب الشافعی
- ۱۴ أدب الفتيا (م)
- ۱۵ أذکار الأذکار = مختصر الأذکار
- ۱۶ أربع رسائل فی فضائل الخلفاء الأربعة (م)
- ۱۷ أربعون حديثا توافق فيها إسم الشيخ والصحابی
- ۱۸ أربعون حديثا فی الجهاد
- ۱۹ أربعون حديثا فی ورقة
- ۲۰ أربعون حديثا متباينه
- ۲۱ أربعون حديثا فی رواية مالک عن نافع عن ابن عمر

- ۲۲ أربعون حديثاً في رفع اليدين في الدعاء
- ۲۳ إرشاد العابدين
- ۲۴ إرشاد المهتدين إلى نصره المجتهدين
- ۲۵ إزالة الوهن عن مسئلة الرحمن
- ۲۶ الأزهار فيما عقده الشعراء من الآثار
- ۲۷ أزهار الأكام في أخبار الأحكام
- ۲۸ أزهار العروش في أخبار الجيوش
- ۲۹ أزهار الفضة في حواشي الروضة
- ۳۰ الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة (م)
- ۳۱ الأزهار الفائحة على الفاتحة
- ۳۲ أسباب ورود الحديث أو [اللمع في أسباب الحديث] (م)
- ۳۳ اسجال الاهتداء بإبطال الاعتناء
- ۳۴ استذكار الأولياء في شعر العرب العرباء
- ۳۵ الاستنصار بالواحد القهار [مقالة]
- ۳۶ أسرار ترتيب القرآن (م)
- ۳۷ أسرار التنزيل = قطب الأزهار في كشف الأسرار
- ۳۸ أسماء المدلسين (م)
- ۳۹ الأسفار عن قلم الأظفار
- ۴۰ الأصول المهمة في علم حجة
- ۴۱ إعانة المستغيث في حل بعض إشكالات الحديث
- ۴۲ الاعتناء في دعاء الأعين

۴۳	الاعتماد والتوکل علی ذی التکیفل
۴۴	الاعتیاط فی الرحلة إلى الأسکندرية ودمياط
۴۵	الإغراض والتولی عمن لا یحسن أن یصلی
۴۶	إعلام الأریب بحدوث بدعة المحاریب (م)
۴۷	الإعلام بحکم عیسی علیه السلام
۴۸	أعلام الحسنی بمعانی الأسماء الحسنی
۴۹	أعلام النصر فی إعلام سلطان العصر
۵۰	أعمال الفکر فی فضل الذکر
۵۱	أعیان العضر
۵۲	أعیان الأعیان وأبناء الزمان (م)
۵۳	إفادة الخیر بنصه من ریادة العمر ونقصه (م)
۵۴	الإفصاح علی تلخیص المفتاح
۵۵	الإفصاح فی أسماء النکاح
۵۶	الإفصاح علی زوائد القاموس علی الصحاح
۵۷	الاقتصاص فی مسئلة التماس
۵۸	آ کام العقیان فی أحكام الخصیان
۵۹	الإکیل فی استنباط التنزیل (م)
۶۰	الألغاز النحویة (م)
۶۱	ألفیه الحدیث [نظم الدرر فی علم الأثر] (م)
۶۲	ألفیه فی القراءات العشر
۶۳	ألفیه المعانی

باب ہفتم

۲۷۵

علامہ جلال الدین سیوطی

- ۶۴ ألفیۃ النحو (م)
- ۶۵ إقام الحجر لمن زکی ساب أبی بکر وعمر
- ۶۶ ألویۃ النصر فی فصیصی بالقصر
- ۶۷ أمالی علی الدرۃ الفاخرۃ
- ۶۹ الإنافۃ فی رتبۃ الخلافۃ (م)
- ۷۰ الانتصار بالواحد القهار
- ۷۱ انشاب الکتب فی أنساب الکتب
- ۷۲ الانصاف فی تميز الأوقاف
- ۷۳ أنوار الحلیک فی إمكان رؤیۃ النبی والملک
- ۷۴ الأنوار السنیۃ فی تاریخ الخلفاء والملوک بمصر السنیۃ
- ۷۵ أنیس الجلیس
- ۷۶ الأوج فی خبر عوج
- ۷۷ الإیضاح فی علم النکاح (م)

## حرف الباء

- ۷۸ الباحۃ فی السباحۃ
- ۷۹ البارۃ فی قطاع الشارع
- ۸۰ البارق فی قطع ید السارق
- ۸۱ الباهر فی حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالباطن
- والظاهر (م)
- ۸۲ السحر الذی زخر فی شرح ألفیۃ الأثر

باب ہفتم

۲۷۶

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- ۸۳ بدائع لزهور فی وقائع الدهور
- ۸۴ البدر الذی انجلی فی مسألة الولا
- ۸۵ البديعية = نظم البديع فی مدح الشفیع
- ۸۶ بذل العسجد لسوال المسجد
- ۸۷ بذل المجهود لخزانة (من خزانة) محمود (م)
- ۸۸ بذل الهمّة فی طلب براءة الذمة
- ۸۹ البراعة فی تراجم بنی الجماعة
- ۹۰ برد الأكباد فی الصبر علی فقد الأولاد [برد الاکیاد  
عند فقد الأولاد] (م)
- ۹۱ برد الظلال فی تکرار السؤال
- ۹۲ البرهان فی علامة مهدي آخر الزمان
- ۹۳ بسط الکف فی إتمام الصف (م)
- ۹۴ بشرى العایس فی حکم البیع والدیون والکنائس (م)
- ۹۵ البعث [کتاب البعث] (م)
- ۹۶ بغية الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد
- ۹۷ بلغة المحتاج فی مناسک الحاج
- ۹۸ بلوغ الأمانة فی الخانقاة الرکنية
- ۹۹ بلوغ المآرب فی قص الشارب (م)
- ۱۰۰ بلوغ المآرب فی أخبار العقارب (م)
- ۱۰۱ بلوغ المأمول فی خدمة الرسول (م)
- ۱۰۲ بهجة الناظر ونزهة الخاطر

۱۰۳ بيان الإصابة في آلتى الكتابة

حرف التاء

- ۱۰۴ التاج في إعراب مشكل المنهاج = حرة التاج في إعراب مشكل المنهاج
- ۱۰۵ تاريخ أسيوط = المضبوط في أخبار أسيوط
- ۱۰۶ تاريخ السلطان الأشرف
- ۱۰۷ تاريخ العصر
- ۱۰۸ تاريخ مصر (م)
- ۱۰۹ تاريخ الملائكة
- ۱۱۰ تاييد الحقيقة العلية وتشيد الطريقة الشاذلية (م)
- ۱۱۱ تأويل الأحاديث الموهمة للتشبيه (م)
- ۱۱۲ التبر الذائب في الأفراد والغرائب
- ۱۱۳ التبرى من معرفة المعرى (م)
- ۱۱۴ تببيض الصحيفة بمناقب الإمام أبى حنيفة (م)
- ۱۱۵ تجريد أحاديث الموطاء
- ۱۱۶ تجريد العناية إلى تخريج أحاديث الكفاية لابن الرفعة
- ۱۱۷ التحبير في علوم التفسير (م)
- ۱۱۸ التحدث بنعمة الله (م)
- ۱۱۹ تحذير الخواص من أكاذيب القصاص (م)
- ۱۲۰ تحذير الرجال من الإصغاء إلى الدجال



- ۱۲۱ التحصیص فی شرح شواہد التلخیص  
 ۱۲۲ تحصین الخادم : تلخیص الخادم  
 ۱۲۳ تحفة الآثار فی الأدعية والأذکار  
 ۱۲۴ تحفة الأبرار بنکت الأذکار (م)  
 ۱۲۵ تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب  
 ۱۲۶ تحفة الجلساء برؤية الله للنساء  
 ۱۲۷ تحفة الحبيب بنجاة مغنی اللیب  
 ۱۲۸ التحفة السنية فی قواعد العربية  
 ۱۲۹ تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء (م)  
 ۱۳۰ تحفة الظرفیة فی السيرة الشریفة  
 ۱۳۱ تحفة الغریب فی الکلام علی مغنی اللیب  
 ۱۳۲ تحفة المجالس ونزهة المجالس (م)  
 ۱۳۳ تحفة المذاکیر (المنتخب) من تاریخ ابن عساکر  
 ۱۳۴ تحفة المغربی، طبعت بذیل : رحلة ابن جبیر (م)  
 ۱۳۵ تحفة النابة بتلخیص المتشابه  
 ۱۳۶ تحفة الناسک بنکت المناسک  
 ۱۳۷ تحفة النجباء فی قولهم : هذا بسر أطیب منه رطباً  
 ۱۳۸ تخریج أحادیث شرح العقائد (م)  
 ۱۳۹ تخریج أحادیث صحاح الجوهری [فلق الصباح]  
 ۱۴۰ تخریج أحادیث المواقف فی الکلام (م)  
 ۱۴۱ تدرب أولى الطلب فی ضوابط کلام العرب

- ۱۴۲ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (م)
- ۱۴۳ التذکرۃ وتذکرۃ أولى الألباب
- ۱۴۴ تذکرۃ المؤتسی بمن حدث ونسی (م)
- ۱۴۵ تذکرۃ النفس فی التصوف
- ۱۴۶ التذنیب فی زوائد (علی) التقریب (م)
- ۱۴۷ التذهیب [مختصر تهذیب الأسماء واللغات]
- ۱۴۸ التذیل والتذنیب علی نہایۃ الغریب (م)
- ۱۴۹ ترجمان القرآن فی التفسیر المسند (م)
- ۱۵۰ ترجمۃ (شیخنا) البلقینی
- ۱۵۱ ترجمۃ النووی = المنہاج السوی
- ۱۵۲ التصریف علی شرح التصریف
- ۱۵۳ تزیین الأرائک فی إرسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
إلی الملائک
- ۱۵۴ تزیین الممالک بمناقب الإمام مالک (م)
- ۱۵۵ التسلی والإطفا لنار لا تطفی (التعلل والإطفا الخ)
- ۱۵۶ تسلیۃ الآباء بفقد الأبناء المسمى بالتسلی والإطفا لنار  
لا تطفی (م)
- ۱۵۷ تشنیف الأسماع بمسائل الإجماع
- ۱۵۸ تشنیف السمع (فی) بتعدید السبع
- ۱۵۹ التصحیح لصلاة التسخیر
- ۱۶۰ تطریر العزیز

باب ہفتم

۲۸۰

امہ جلال الدین سیوطیؒ

- ۱۶۱ التطریف فی التصحیح [ التصحیف فی الحدیث الشریف ]
- ۱۶۲ التطلع بمعنی التقتع
- ۱۶۳ التعریف بآداب التألیف (م)
- ۱۶۴ تعریف الأعجم بحروف المعجم
- ۱۶۵ تعریف (الفئة) بأجوبة الاسئلة المائة
- ۱۶۶ التعقبات علی الموضوعات (تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن الحوری) (م)
- ۱۶۷ التغفب فی إخوة یوسف
- ۱۶۸ التعلل والإطفاء
- ۱۶۹ تعلیق الشص فی خلق اللص
- ۱۷۰ التعليقة الكبرى علی الروضة = الأزهار الفضة
- ۱۷۱ التعليقة المنيفة علی مسند أبی حنيفة
- ۱۷۲ تقرير الاستناد فی تسيير (تفسير) الاجتهاد (م)
- ۱۷۳ تلخيص الخادم = (تحصين الخادم)
- ۱۷۴ تلخيص دقائق مختصر الروضة للأصفهوني
- ۱۷۵ تلخيص الأربعين لابن حجر في المتباين
- ۱۷۶ تلخيص معجم ابن حجر
- ۱۷۷ ثناء الإحسان في خلق الإنسان
- ۱۷۸ تمهيد الفرش في الخصال الموجبة لظل العرش (م)
- ۱۷۹ تناسق الدرر في تناسب الآيات والسور (م)

- ۱۸۰ تنبیہ الواقف علی شرط الواقف  
 ۱۸۱ تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد  
 ۱۸۲ تنزیہ الأنبياء عن تسفیة الأغیاء (م)  
 ۱۸۳ التنفیس فی الاعتذار عن ترك الإفتاء والتدريس  
 ۱۸۴ التنقیح فی مشروعیة التسبیح (م)  
 ۱۸۵ تنویر الحلك فی إمكان رؤية النبی والملک (م)  
 ۱۸۶ توجيه العزم إلى اختصاص الاسم بالجرو والفعل بالجزم  
 ۱۸۷ التوشیح علی الجامع الصحیح  
 ۱۸۸ توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک  
 ۱۸۹ التهذیب فی أسماء الدب  
 ۱۹۰ التهذیب فی الزوائد علی التقریب

### حرف الثاء

- ۱۹۱ الثغور الباسمة فی مناقب فاطمة (السيدة)  
 ۱۹۲ ثلاث أراجیز فی رموز الجامع الصغیر (م)

### حرف الجیم

- ۱۹۳ الجامع الصغیر فی حدیث البشیر والنذیر (م)  
 ۱۹۴ الجامع فی الفرائض  
 ۱۹۵ جامع المسانید (م)  
 ۱۹۶ جزء الذیل فی علم الخیل

- ۱۹۷ جزء فی أدب الفتيا
- ۱۹۸ جزء فی اسماء المدلسين
- ۱۹۹ جزء فی جامع ابن طولون
- ۲۰۰ جزء فی جامع عمرو بن العاص رض
- ۲۰۱ جزء فی الخانقاه البيرسيه = (حسن النية وبلوغ الامنية)
- ۲۰۲ جزء فی الخانقاة الشيخونية
- ۲۰۳ جزء فی الخانقاة الصلاحية
- ۲۰۴ جزء فی ذم زيارة الأمراء
- ۲۰۵ جزء فی ذم القضاء
- ۲۰۶ جزء فی ذم المكس
- ۲۰۷ جزء فی رد شهادة الزافضة (إلقام الحجر)
- ۲۰۸ جزء فی رفع اليدين فی الدعاء
- ۲۰۹ جزء فی الزاوية الخشائية
- ۲۱۰ جزء فی السبحة
- ۲۱۱ جزء فی السلام من سيد الأنام أفضل الصلاة والسلام
- ۲۱۲ جزء فی شعب الإيمان
- ۲۱۳ جزء فی صلاة الضحى
- ۲۱۴ جزء فی الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم
- ۲۱۵ جزء فی الغنج
- ۲۱۶ جزء فی فضل التاريخ وشرفه والحاجة اليه
- ۲۱۷ جزء فی فضل الشتاء

- ۲۱۸ جزء فی المدرسة الصلاحیة
- ۲۱۹ جزء فی المسلسل بالشعراء والكتاب
- ۲۲۰ جزء فی موت الأولاد
- ۲۲۱ جزء فیمن غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسماءہم
- ۲۲۲ جزء فیمن وافقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من الصحابة
- ۲۲۳ جزء فیہ طرق طلب العلم فريضة علی کل مسلم (م)
- ۲۲۴ جزء فیہ المسلسل بالنحاة و غیرہا
- ۲۲۵ جزیل المواہب فی اختلاف المذاهب
- ۲۲۶ الجمانة فی اللغة
- ۲۲۷ جمع الجوامع فی الحديث
- ۲۲۸ جمع الجوامع فی العربية (م)
- ۲۲۹ الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية (م)
- ۲۳۰ جناس الجناس
- ۲۳۱ جهد القرية فی تجريد النصيحة (م)
- ۲۳۲ الجهر بمنع البروز علی شاطئ نهر
- ۲۳۳ الجواب الأرشد فی تنکیر أحد و تعريف الصمد
- ۲۳۴ الجواب الحاتم عن سوال الخاتم
- ۲۳۵ الجواب الحزم عن حديث التكبير جزم
- ۲۳۶ الجواب الزکی عن قمامه غبن الکرمی
- ۲۳۷ الجواب المصیب عن اعتراضات الخطيب (م) م
- ۲۳۸ جیاد المسلسلات

## حرف الحاء

- ۲۳۹ حاشیہ علی شرح الألفية لابن عقيل (السيف الصقيل)
- ۲۴۰ حاشیہ علی شرح الشذور = نشر الزهور
- ۲۴۱ حاشیہ علی شرح الشواهد للعینی
- ۲۴۲ حاشیہ علی شرح المنهاج [هادی المحتاج]
- ۲۴۳ حاشیہ علی قطعة الأسنوی
- ۲۴۴ حاطب لیل و جارف سیل = (معجم الشيوخ الكبير)
- ۲۴۵ الحائک فی أخبار الملائک (م)
- ۲۴۶ الحبل الوثيق فی نصرۃ الصديق
- ۲۴۷ الحجج المسنة فی التفضیل بین مکة و المدينة (م)
- ۲۴۸ حذیفة الأریب وطريقه الأديب
- ۲۴۹ الحرز المنيع من القول البديع فی الصلاة علی الحبيب
- الشفيع = مختصر: القول البديع (م)
- ۲۵۰ حسن التسبيك فی حکم التشييك
- ۲۵۱ حسن التصريف فی عدم التحليف
- ۲۵۲ حسن التلخيص لتالی التلخيص
- ۲۵۳ حسن التعهد فی أحاديث التسمية والتشهد
- ۲۵۴ حسن السميت فی الصمت (م)
- ۲۵۵ حسن السير فی ما فی الفرس من أسماء الطير
- ۲۵۶ حسن المقصد فی عمل المولد
- ۲۵۷ حسن النية وبلوغ الأمانة فی الخانقاه البير سیه

- ۲۵۸ الحصر والإشاعة لأشراط الساعة  
 ۲۵۹ حصول الفوائد بأصول العوائد  
 ۲۶۰ حصول النوال في أحاديث السنوَال  
 ۲۶۱ الحظ الوافر من المغنم في استدراك الكافر إذا أسلم  
 ۲۶۲ حقيقة السنة والبدعة أو الأمر بالاتباع والنهي عن  
 الابتداء  
 ۲۶۳ الحكم المشتهرة من عدد الحديث من الواحد إلى  
 العشرة  
 ۲۶۴ الحكم الواردة على الأعداد الزائدة  
 ۲۶۵ حلية الأولياء = (طبقات الأولياء)  
 ۲۶۶ الحواشي الصغرى على الروضة [قطف الأزهار]  
 ۲۶۷ الحواشي الكبرى على الروضة [لأزهار الفضة]

## حرف الخاء

- ۲۶۸ الخصائص الصغرى [أنموذج اللبيب]  
 ۲۶۹ الخصائص الكبرى [كفاية الطالب اللبيب في  
 خصائص الحبيب في المعجزات والخصائص النبوية]  
 ۲۷۰ خصائص يوم الجمعة (م)  
 ۲۷۱ التخصيص في شرح شواهد التلخيص  
 ۲۷۲ خلاصة طبقات النحاة  
 ۲۷۳ خمائل الزهر في فضائل السور



## حرف الدال

- ۲۷۴ الداری فی (أبناء أبناء) أولاد السراری (م)
- ۲۷۵ داعی الفلاح فی أذکار المساء والصباح
- ۲۷۶ دراری المرسلۃ فی الاستعاذۃ والبسملة
- ۲۷۷ الدر الثمین فی المصدق بيمين و بلا یمین
- ۲۷۸ در السحابہ فیمن دخل مصر من الصحابة (م)
- ۲۷۹ الدر الثیر [ مختصر نہایۃ ابن الأثیر ] (م)
- ۲۸۰ الدر الثیر فی قراءۃ ابن کثیر
- ۲۸۱ درۃ التاج فی إعراب مشکل المنہاج
- ۱۸۲ الدرۃ التاجیۃ علی الأسئلة التاجیۃ
- ۱۸۳ درر البحار فی الأحادیث القصار
- ۲۸۴ الدرر الثمینۃ فی أحكام البحر والسفینۃ
- ۲۸۵ الدرر الحسان فی البعث و نعیم الجنان (م)
- ۲۸۶ الدرر فی فضائل العمر الغرر
- ۲۸۷ درر الکلم و غرر الحکم (م)
- ۲۸۸ الدرر المنتشرات علی جامع المختصرات
- ۲۸۹ دفع الأسافی تلخیص إسبال الکسا
- ۲۹۰ دفع التشنیع عن مسئلۃ التسمیع
- ۲۹۱ دفع التأسف عن إخوان یوسف (م)
- ۲۹۲ دقائق الغنیۃ
- ۲۹۳ دقائق الأخبار فی ذکر الجنة والنار

- ۲۹۴ دقائق الوافی  
 ۲۹۵ دقائق الوفیة بأخبار الألفیة  
 ۲۹۶ دوران الفلکی علی ابن الکرکی

## حرف الذال

- ۲۹۷ ذکر التشنیع فی مسألة التسمیع (م)  
 ۲۹۸ ذیل طبقات الحفاظ (م)  
 ۲۹۹ ذیل الجامع الصغیر  
 ۳۰۰ ذیل اللآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة (م)  
 ۳۰۱ الذیل الممهد علی القول المسدد

## حرف الراء

- ۳۰۲ الرتب المنیفة فی فضل السلطنیة الشریفیة  
 ۳۰۳ الرحلة المکیة والمدنیة = النحلة الزکیة فی الرحلة  
 المکیة  
 ۳۰۴ الرحمة فی الطب والحکمة (م)  
 ۳۰۵ رد علی البهاء بن النحاس  
 ۳۰۶ رد علی الشریف الجرجانی  
 ۳۰۷ رسالة فی الأحادیث المسلسلات  
 ۳۰۸ رسالة فی أصول الکلمات (م)  
 ۳۰۹ رسالة فی تفسیر ألفاظ المناولة

- ۳۱۰ رسالۃ فی رسم الخط (م)  
 ۳۱۱ رسالۃ فی ضربی زیداً قائماً  
 ۳۱۲ رسالۃ فی معرفۃ الحلی والکنی والأسماء والألقاب (م)  
 ۳۱۳ رسالۃ فی معنی الحدیث الذی اشتهر علی الألسنة (م)  
 ۳۱۴ رفع الآسی عن النساء  
 ۳۱۵ رفع الحواجب عن الکواکب  
 ۳۱۶ رفع الخصاصة فی شرح الخلاصة  
 ۳۱۷ رفع الشرو دفع اهر الصادریں من عبد البر

## حرف الزاء

- ۳۱۸ الزبدة (الفیة فی النحو) (م)  
 ۳۱۹ زبدة اللب  
 ۳۲۰ الزبرجد = مختصر حسن المحاضرة  
 ۳۲۱ الزنجیل القاطع فی وطی ذات البرائع  
 ۳۲۱ الزند فی السلم فی قدح الزند  
 ۳۲۲ زهر الخمائل فی الحمائل (زهر الجمائل علی الشمائل)  
 ۳۲۳ زوائد سنن سعید بن منصور = (لطائف المنن)  
 ۳۲۴ زوائد اللسان علی المیزان  
 ۳۲۵ لزیادات علی کتاب المحاضرات

## حرف السين

سائق الأظمان	۳۲۶
ساجعة الحرم	۳۲۷
ساحب سيف على صاحب حيف	۳۲۸
سبب وضع علم العربية	۳۲۹
السبل الجلية في الآباء العلية (م)	۳۳۰
سد الزبور على شرح الشذور	۳۳۱
السلام من سيد الأنام عليه أفضل الصلاة والسلام	۳۳۲
سلسلة الذهب في البناء من كلام العرب	۳۳۳

## حرف الشين

شد الأبطال على أهل الإبطال	۳۳۴
شد العرف في إثبات المعنى للحرف	۳۳۵
شرح الإضافة في منصب الخلافة	۳۳۶
شرح ألفية ابن مالك	۳۳۷
شرح ألفية ابن معطى	۳۳۸
شرح ألفية الحديث = (قطر الدرر على نظم الدرر)	۳۳۹
شرح ألفية العراقي	۳۴۰
شرح ألفية المعاني = (حل العقود) (م)	۳۴۱
شرح ألفية النحو = (المطالع السعيدة) (م)	۳۴۲
شرح بانت سعاد	۳۴۳

باب ہفتم

۲۹۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- ۳۴۴ شرح البخاری = ( التوشیح علی الجامع الصحيح ) (م)
- ۳۴۵ شرح البديعية ( الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية )
- ۳۴۶ شرح البرده
- ۳۴۷ شرح البهجة
- ۳۴۸ شرح التحفة الوردية
- ۳۴۹ شرح التدريب للبلقيني
- ۳۵۰ شرح تذكرة النفس
- ۳۵۱ شرح التسهيل
- ۳۵۲ شرح تصريف العزى
- ۳۵۳ شرح التنبيه
- ۳۵۴ شرح تنفيح الباب لولى الدين بن العراق
- ۳۵۵ شرح جمع الجوامع [جمع الهوامع] (م)
- ۳۵۶ شرح حديث أم زرع (م)
- ۳۵۷ شرح الخلاصة (رفع الخصاصة)
- ۳۵۸ شرح الرحبية فى الفرائض
- ۳۵۹ شرح الروض لابن المقرئ
- ۳۶۰ شرح سنن ابن ماجه (م)
- ۳۶۱ شرح الشاطبية
- ۳۶۲ شرح شواهد التلخيص (التخصيص والتخصيص)
- ۳۶۳ شرح ضرورى التعريف لابن مالك
- ۳۶۴ شرح عمدة الأحكام

باب ہفتم

۲۹۱

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- ۳۶۵ شرح القصيدة الكافية فى التصريف (م)  
 ۳۶۶ شرح الكوكب الوقاد فى أصول الاعتقاد (م)  
 ۳۶۷ شرح لمعة الأشراف فى الاشتقاق للسبكي  
 ۳۶۸ شرح مسند الشافعى  
 ۳۶۹ شرح الملحة  
 ۳۷۰ شرح نظم الاقتراح للعراقى  
 ۳۷۱ شرح النقاية ( تمام الدراية ) (م)  
 ۳۷۲ شرح الوسيط للغزالى  
 ۳۷۳ شقائق الأترنج فى دقائق الغنج  
 ۳۷۴ شواذر الفرائد فى الضوابط والقواعد

## حرف الصاد

- ۳۷۵ الصارم الهندى فى عنق ابن الكركي

## حرف الضاد

- ۳۷۶ ضؤالثريا فى مختصر مطلوع الثريا  
 ۳۷۷ ضؤالصباح فى فوائد النكاح

## حرف الطاء

- ۳۷۸ طبقات التابعين  
 ۳۷۹ طبقات الفضيلين  
 ۳۸۰ طبقات الفقهاء الشافعية

- ۳۸۱ طبقات المدلسین (م)  
 ۳۸۲ طبقات النحاة الكبرى  
 ۳۸۳ طبقات النحاة الصغرى = (بغية الوعاة) (م)  
 ۳۸۴ طلوع الثريا بإظهار ما كان خفيا

## حرف الظاء

- ۳۸۵ ظل العرش تمهيد الفرش في الخصال الموجبة لظل العرش

## حرف العين

- ۳۸۶ العبرات المسكوبة في أن استتابة تارك الصلاة مندوبة  
 ۳۸۷ العرف الشذى في أحكام ذى  
 ۳۸۸ العرف في معنى الحرف  
 ۳۸۹ العشاريات  
 ۳۹۰ عمدة المتعقب في الرد على المتعصب  
 ۳۹۱ عمل اليوم والليلة (م)  
 ۳۹۲ الغنبر = [اختصار الروضة مجرد من الخلاف]  
 ۳۹۳ عنوان الديون في أسماء الحيوان  
 ۳۹۴ عين الإصابة في مختصر أسد الغابة (في معرفة الصحابة)

## حرف الغين

- ۳۹۵ غلطات اليوم (م)

باب ہفتم

۲۹۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- ۳۹۶ الغنیۃ = (مختصر الروضة مع زوائد كثيرة)  
 ۳۹۷ الغیث المغرق فی تحریم المنطق  
 ۳۹۸ الغنیۃ (م)

## حرف الفاء

- ۳۹۹ الفاشوش فی أحكام قراقوش  
 ۴۰۰ فاکہۃ الصیف وأنیس الضیف (م)  
 ۴۰۱ فائدة سورة الأنعام  
 ۴۰۲ الفتح الأكباد فی فقد الأولاد  
 ۴۰۳ الفتح الكبير فی ضم الزیادة إلى الجامع الصغير (م)  
 ۴۰۴ الفتح المسکی فی تراجم البيت السبکی  
 ۴۰۵ فصل الکلام فی ذم الکلام  
 ۴۰۶ فض الوعاء فی رفع الأیدی فی الدعاء (جزء فی رفع  
 الیدین فی الدعاء) (م)  
 ۴۰۷ فلق الصباح = تخريج أحادیث صحاح الجوهری  
 ۴۰۸ فن الأفراد والغرائب (ضمن الأشباه والنظائر)  
 ۴۰۹ فن الألغاز والأحاجی (ضمن الأشباه والنظائر  
 النحویة)  
 ۴۱۰ فن التدریب فی الجمع والتفريق  
 ۴۱۱ فن فی بناء المسائل بعضها علی بعض (المصاعد العلیة  
 فی القواعد النحویة)



باب ہفتم

۲۹۳

علامہ جلال الدین سیوطی

۴۱۲ فن المناظرات والمجالسات والمذاکرات والمراجعات  
والمحاورات والفتاوی والواقعات والمکاتبات (ضمن

الإشباع) (م)

۴۱۳ الفوائد المغترفة من بیت طرفة

۴۱۴ فہرست مؤلفات السیوطی

۴۱۵ فہرست المرویات

۴۱۶ الفیض الجاری فی طرق الحدیث العشاری

## حرف القاف

۴۱۷ قدح الزند فی السلم فی القند ( فی الفقہ )

۴۱۸ قطر الدرر علی نظم الد ( شرح الفیہ الحدیث )

۴۱۹ قطف الأزهار المتناثرة فی الأخبار المتواترة (م)

۴۲۰ قطف الزهر فی رحلة شهر

۴۲۱ قطف الوريد من أمالی ابن درید

۴۲۲ قوت المغتدی علی جامع الترمذی (م)

۴۲۳ القول الأشبه فی حدیث من عرف نفسه فقد

عرف ربه (م)

۴۲۴ القول الفصیح فی تغین الذبیح

۴۲۵ القول المشید فی وقف المؤید

## حرف الکاف

- ۴۲۶ الکافی فی زوائد المہذب علی الوافی
- ۴۲۷ کتب الأقران فی کتب القرآن
- ۴۲۸ کتاب البرزخ = [شرح الصدور بشرح الموتی والقبور]
- ۴۲۹ کتاب الصلصلة عن وصف الزلزلة (م)
- ۴۳۰ کراسۃ فی مسئلة [ضربی زیداً قائماً]
- ۴۳۱ کشف التلبیس عن قلب أهل التذلیس
- ۴۳۲ کشف الريب عن الحبيب
- ۴۳۳ کشف اللبس عن قضاء الصبح بعد طلوع الشمس
- ۴۳۴ کشف المغطی فی شرح الموطا
- ۴۳۵ کفاية الطالب اللیب فی خصائص الحبيب (الخصائص الكبرى) (م)
- ۴۳۶ الکلام علی اول سورة الفتح
- ۴۳۷ الکلام فی قوله تعالى (ولو يؤاخذ الله الناس بما کسبوا)
- ۴۳۸ الکلام عن حديث [احفظ الله يحفظك]
- ۴۳۹ الكنز المدفون والفلك المشحون (م)
- ۴۴۰ کنز الهميان فی وفيات الأعيان

## حرف اللام

- ۴۴۱ لباب النقول فی أسباب النزول (م)

- ۴۴۲ اللفظ المكرم بخصائص النبي المحترم  
 ۴۴۳ اللمع و البرق فى الجمع والفرق (م)

## حرف الميم

- ۴۴۴ متشابه القرآن (م)  
 ۴۴۵ المتوكلى فيما ورد فى القرآن باللغة الحبشية  
 والفارسية والتركية والهندية والزنجية والنبطية  
 والسريانية العبرانية والرومية والبريرية (م)  
 ۴۴۶ مجاز الفرسان إلى محار القرآن  
 ۴۴۷ المحرر فى قوله [ ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر ]  
 ۴۴۸ مختصر الأحكام السلطانية للماوردى  
 ۴۴۹ مختصر أذكار النووية [ أذكار الأذكار ]  
 ۴۵۰ مختصر الألفية : الوفية  
 ۴۵۱ - مختصر تهذيب الأسماء واللغات = [ التذهيب ]  
 ۴۵۲ مختصر التهذيب للبعوى  
 ۴۵۳ مختصر حسن المحاضرة  
 ۴۵۴ مختصر الغريبين للهروى  
 ۴۵۵ مختصر المطلب  
 ۴۵۶ مختصر معجم البلدان = [ المشرق والمغرب فى بلدان  
 المشرق والمغرب ]  
 ۴۵۷ مختصر الملحة

- ٤٥٨ مختصر النهاية [ تقريب الغريب والدر النثير ]
- ٤٥٩ مرقاة الصعود إلى سنن أبي داود (م)
- ٤٦٠ المسلسل بالأولية
- ٤٦١ مسند أبي بكر الصديق رضى الله تعالى عنه (م)
- ٤٦٢ مسند ام المؤمنين عائشة رضى الله تعالى عنها (م)
- ٤٦٣ مسند على ابن ابى طالب رضى الله تعالى عنه (م)
- ٤٦٤ مسند عمر بن عبد العزيز بن مروان (م)
- ٤٦٥ مسند فاطمة الزهراء رضى الله تعالى عنها (م)
- ٤٦٦ المشنف على ابن المصنف
- ٤٦٧ مشتهى العقول فى منتهى النقول (م)
- ٤٦٨ مشيخة شمس الدين البانى
- ٤٦٩ مشيخة المتوكل على الله
- ٤٧٠ المعتلى فى تعدد صور الولى
- ٤٧١ المعجزات والخصائص النبوية
- ٤٧٢ معجم الشيوخ ، المعجم الكبير ، والأوسط ، والصغير
- ٤٧٣ المعونة فى شرح اللؤلؤة المكنونة
- ٤٧٤ مفتاح التلخيص = نكت على تلخيص المفتاح
- ٤٧٥ المقامات المجموعة [ وهى سبع مقامات ] (م)
- ٤٧٦ الملتقط من الخطط للمقرئى
- 
- ٤٧٧ المناظرات والمجالسات
- ٤٧٨ المنى فى الكنى

باب ہفتم

۲۹۸

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- ۴۷۹ المنتقى = معجم شیوخ الصغير  
 ۴۸۰ المنتقى من أحاسن المنن فى الخلق الحسن  
 ۴۸۱ المنتقى من أسنى المطالب لابن الجزرى  
 ۴۸۲ المنتقى من تاريخ ابن عساكر  
 ۴۸۳ المنتقى من تاريخ الخطيب  
 ۴۸۴ المنتقى من تفسير ابن أبى حاتم  
 ۴۸۵ المنتقى من تفسير عبدالرزاق  
 ۴۸۶ المنتقى من تفسير الثريابى  
 ۴۸۷ المنتقى من سنن البيهقى  
 ۴۸۸ المنتقى من سنن سعيد بن منصور  
 ۴۸۹ المنتقى من سيرة ابن سيد الناس  
 ۴۹۰ المنتقى من شعب الإيمان للبيهقى  
 ۴۹۱ المنتقى من فضائل القرآن لأبى عبيد  
 ۴۹۲ المنتقى من مسند ابن أبى شيبه  
 ۴۹۳ المنتقى من مسند أبى يعلى  
 ۴۹۴ المنتقى من مسند المسدد  
 ۴۹۵ المنتقى من مشيخه ابن البخارى  
 ۴۹۶ المنتقى من مصنف عبدالرزاق  
 ۴۹۷ المنتقى من معجم ابن قانع  
 ۴۹۸ المنتقى من معجم الدمياطى  
 ۴۹۹ المنتقى من معجم الطبرانى

باب ہفتم

۲۹۹

علامہ جلال الدین سیوطی

۵۰۰ المنتقى من الوعد والإيجاز

۵۰۱ المولدات فى الفقه

## حرف النون

۵۰۱ النحلة الزكية فى الرحلة المكية

۵۰۲ نزول عيسى بن مريم آخر الزمان (م)

۵۰۳ نشر الزهور على شرح الشذور

۵۰۴ نصرة الصديق على الجاهل الزنديق

۵۰۵ نظام البلور فى أسماء الشعور

۵۰۶ نظم رسالة ربع المقنطرات لعزالدين الوفائى الميقاتى

۵۰۷ النهر لمن برز على شاطئ النهر

۵۰۸ نور اللمعة فى خصائص يوم الجمعة (م)

۵۰۹ نيل العسجد لسؤال المسجد

## حرف الهاء

۵۱۰ الهند كى فى عنق ابن الكركى

## حرف الواو

۵۱۱ الورقات فى الفقه

۵۱۲ وصف الدال فى وصف الهلال

۵۱۳ وظائف اليوم واليلة

۵۱۴ وقع الأسل فيمن جهل ضرب المثل

## حرف الهمزة :

- أبواب العودة في أبواب الشجاعة (16) .
- اتحاف الفرقة برفو الخرفة (17) .
- اتحاف النبلاء بأخبار الثغلاء (18) .
- الاتقان في علوم القرآن (19) .

- (15) انظر حسن المحاضرة 340/1 .
- (16) توجد نسخة منه في دار الكتب الظاهرية بدمشق تحت رقم ( 6619 عام ) وفي دار الكتب بالقاهرة نسخة تحت رقم 21839 ب .
- (17) أورده في مؤلفه الحاوي بتمامه .
- (18) ذكره بروكلمان في الذيل 192/2 — توجد منه نسخة خطية بخط مشرفي في المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4767 .
- (19) كتاب مطبوع متداول مشهور . كتب عليه الاسناد أحمد بن الحاج حماد الله الغلاوي المتوفى سنة 1193 كتابا سماه « فوائد الائتلاف » اطلعت عليه في المتحف الوطني بنواكشوط بموريطانيا وقت اقامتي بها . كما ان للاستاذ عبد الله السالم بن احمد الحسن كتابا سماه : « نظم في شيء من علوم القرآن » نظمه من الائتلاف وهو مخطوط بالمتحف الوطني الموريطاني . ومعلوم ان مخطوطات المتحف لم يكن لها رقم وقت اطلاق عليها .

- اتمام النعمة في اختصاص الاسلام بهذه النعمة (20) .
- الاجر الجزل في الغزل (21) .
- الاجوبة الذكية في الالغاز السبكية (22) .
- أسماء المدلسين من رجال الحديث (23) .
- الاساس في مناقب بنى العباس (24) .
- اتمام الدراية لقراء النقاية (25)
- الاحتفال بالاطفال (26)
- الارح في الفرج (27)
- اسبال الكساء على النساء (28)

— اُسئلة الوزيرية ( ذكره صاحب كشف الظنون في الجزء الاول

- (20) كشف القائلون 8/1 .
- (21) كشف الظنون 10/1 .
- (22) وهي مشتملة على حل ما الغزه السبكي في سؤاله عن الصدفى بأربعة وعشرين بيتا .
- (23) توجد نسخة منه بمصر بمعهد المخطوطات بالقاهرة تحت رقم ( الازهر 603 ) وهو في مصطلح الحديث .
- (24) ذكره بروكلمان في الجزء الثاني صفحة 147 وكذا في الملحق 183/2 . توجد منه في 11 ورقة نسخها محمد أبو السعود بن محمد الخفاجي بمعهد المخطوطات العربية تنالا عن الازهر تحت رقم ( 4022 تاريخ ) .
- (25) موجود منه نسخة في خزانة القرويين تحت رقم ق. 1142 .
- (26) توجد منه نسخة بدار الكتب المصرية ضمن مجموعة من ورقة 3 الى 5 تحت رقم 23273 .
- (27) انظر دار الكتب بالقاهرة رقم 3490 ب ضمن مجموعة من ورقة 34 الى 51 .
- (28) توجد نسخة منه في دار الكتب بالقاهرة تحت رقم ( 20.108 ب )

### — أسماء المهاجرين (29)

— أربعون حديثا في قواعد من الاحكام الشرعية وغنائل الاعمال والزهد وغير ذلك (30)

— الاقتراح في اصول النحو (31)

— اسعاف المبطل برجال الموطن ( طبع تنوير الحوالك ) .

— اسعاف الطلاب بترتيب الشهاب (32)

— الاسعاف المبطل برجال الموطن (33)

— الاشباه والنظائر (34)

— أعذب المناهل عن حديث من قال انا عالم وهو جاهل (35)

— اعراب الحديث — وهو المسمى بعقود الزبرجد على مسند

الامام أحمد (36)



- (29) رسالة في أسماء الذين هجروا بعضهم بعضا من المشاهير . أولها : سعد بن أبي وقاص ، كان مـنجرا لـمبارز بن ياسر حتى مات ... توجد نسخة منها بدار الكتب المصرية تحت رقم 4364 ج .
- (30) نسخة بدار الكتب القاهرة تحت رقم ( 23037 ) .
- (31) ذكره بروكلمان في ! 194 توجد منه نسخة خطية في المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 6770 .
- (32) رتب فيه كتاب « شهاب الاخبار في الحكم والامثال والآداب » من الاحاديث النبوية للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكيم الشامي البغدادى سنة 454 هجرية .
- (33) ذكره حاجي خليفة . كتبه الطنوني الجزء الاول الممبود 85 .
- (34) كتاب في الفقه — دار الكتب تحت رقم 26289 ب ، وفي مكتبة المتحف المراني ببغداد تحت رقم 1839 .
- (35) يوجد في دار الكتب بالقاهرة نسخة تحت رقم 21839 ب وهو ضمن مجموعة من ورقة 7 الى 10 .
- (36) مخطوط في ثلاثة اجزاء في ثلاثة مجلدات موجود بدار الكتب بالقاهرة تحت رقم 92 .

- الانصاح في علم النكاح (36 م )
- الاعلام في الاتباع (37)
- انجاز الوعد المنتقى من طبقات ابن سعد (38)
- انموذج اللبيب في خصائص الحبيب (39)

### حرف الباء :

- البحور السافرة في أحوال الآخرة (40)
- البرق الوامض في شرح يائسة ابن الفارض (41)
- بزوغ الهلال في الخصال الموجبة للضلال (42)

- 36 م) انظر الحاشية رقم 398 .
- 37) فكره السيوطي في الدرر ج 1 . 414 .
- 38) انظر كشف التنون 1099/2 .
- 39) ذكره بروكلمان في الذيل 181/2 وحاجي خليفة في كشف الظنون 1/788 .  
توجد نسخة منه بخط مشرقى في الخزانة الاحمدية بتونس تحت رقم 1594 .  
كما توجد منه نسختان في دار الكتب بمصر الاولى برقم 23200 ب والثانية  
برقم 21565 ب . وهذا مختصر لكتاب آخر سياتى اسمه « الخصائص  
النبيه » ، كما توجد نسخة منه بالمتحف العراقي كتبت بخط نسخى جيد سنة  
924 وتبليت على نسخة كتبت من خط المصنف وتقرئت عليه . تحلى هذه  
النسخة بالمتحف الرقم 3467 .
- 40) توجد نسخة منه في دار الكتب بمصر تحت رقم 191 23 ب وقد كتبت في 3  
محرم سنة 972 هجرية ولا يستبعد أن تكون تبليت على نسخة المؤلف نفسه  
لكما زدينة .
- 41) توجد نسخة منه في الخزانة الاحمدية بتونس ضمن مجموع بين ورقة 35 الى  
61 . تكلم عنه بروكلمان في ملحقه ج 1/464 . كما توجد بعض اوراقه الاولى  
في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ( د 1593 ) .
- 42) توجد نسخة منه بخزانة القرويين بناسي تحت رقم ( ق 1511 )

- بشرى الكتيب بلقاء الحبيب (43)
- بغية الوعاة (44)
- بلبل الروضة في وصف نيل مصر (45)
- بلوغ المرام في أخبار المغرب (46)
- البهجة السنية (47)
- البهجة المرضية في شرح الالفية (48)

### حرف التاء :

- تاخير الظلمة الى يوم القيامة (49)
- تاريخ الخلفاء (50)

- (43) اورده سركيس في محجيه . توجد نسخة منه مخطوطة في الرباط ( د 1100 )  
وفي القرويين بناس تحت رقم ( ق 1011 مجموع ) . وفي دار الكتب بمصر  
تحت رقم 3334 ح واخرى 21615 ب .  
مطبوع متداول مشهور .
- (44) ذكره بروكلمان في الفيل 196/2 وحاجي خليفة 251/1 وهن مقالة انشأها  
(45) في وصف روضة مصر . توجد نسخة منه خطية في المكتبة الاحمدية بتونس  
ضمن مجموع كتبت بخط مشرقي رقم المجموع 6182 توجد هذه المقالة فيه  
بين الورقة 28 الى 32 .  
توجد نسخة خطية منه في خزنة القرويين بناس تحت رقم ( 1011 ق ) .
- (46) مؤلف في اسماء خير الخليفة ، سكتب عليه مطولا فيها بعد ليسيه « الرياض  
(47) الامية في شرح اسماء خير الخليفة » سنكره في الرء .  
هذا كتاب مطبوع الان توجد منه نسختان مخطوطتان في المتحف العراقي  
الاولى تحت رقم 305 والثانية تحت رقم 3285 . الف ابراهيم البغدادي بن  
مصطفى التوملي حاشية على البيهجة المرضية ، توجد نسخة من هذه  
الحاشية في دار الكتب بمصر تحت رقم ( 483 هـ ) وتسمى كذلك « البيهجة  
المرضية » . كما ترك لنا محمد بن ابراهيم بن حسين الاحسائي الشهير  
بالحكيم المتوفى سنة 1083 هـ ( 1672 م ) حاشية على البيهجة ، توجد نسخة  
من هذه الحاشية في مكتبة المتحف العراقي تحت رقم 2784 .
- (49) مخطوط من اربع اوراق موجود بدار الكتب بمصر ضمن مجموعة رقمها  
22729 ب .
- (50) توجد منه بغزاة الرباط ثلاث نسخ 592 د و 1082 د و 901 د .

## التبويب عند التبييت (51)

تحرير شرح الاعشى والبصير (52)

تمتعة الكرام في خبر الاحرام (53)

تحفة المجتهدين في اسماء المجدين (54)

تعظيم والمنة في ان ابوي النبي صلى الله عليه وسلم في

## جنسة (55)

تعليق على سنن النسائي (56)

- (126) توجد هذه الرسالة في مجموعة من ورقة 47 الى 59 ب ، مسطرتها 23 مقياسها 140 x 190 وقد كتبت بخط مشرقى جميل . اوردها الاستاذ الفرت في مكتبة برلين ، الجزء الثانى ص 515 تحت رقم 2258 .
- (127) رسالة في مصطلح الحديث، انظر كشف الظنون ، الجزء الاول، العمود 920
- (128) اول هذه الرسالة : « الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شكور ... » توجد نسخة منها مخطوطة بدار الكتب المصرية كتبها سنة 982 هجرية الناسخ محمد بن اركاس الحنفى في 26 ورقة ، مسطرتها مختلفة وهى بالدار المذكورة تحت رقم 316 23 ب وسبائى ملخص له في حرف النون في الحاشية رقم 390 .
- (129) رسالة في من الحديث ، ذكرها حاجى خليفة في الكشف، الجزء الثانى ، العمود 948 .
- (130) ذكر هذه الرسالة في فهرسة مؤلفاته ، فيها فوائد لغوية وحديثة .
- (131) رسالة في التاريخ ذكرها في فهرسته .
- (132) ذكرها حاجى خليفة في الجزء الثانى من كشف الظنون ، العمود 954 .
- (133) اورد السيوطى هذه الرسالة برمتها في الحاوي .

- الزهد بالاسم فيما يزوج به الحاكم (134)
- الازهار المتنصرة (135)
- زهر الربى على المجتبى (136)
- زوائد الرجال على تهذيب الكمال (137)
- زوائد شعب الايمان (138)
- زوائد نواذ الاصول (139)
- زيادة الجامع الصغير (140)

## حرف السين :

- سبل الهدى (141)
- سكرة العرف في اثبات المعنى للحرف (142)

(134) سبب تأليفه لهذه الرسالة كما ذكر وقترنه على أبيات سراج الدين البلقيني الذي جمع فيها الصور التي يزوج فيها الحاكم ، وهي 20 صورة ، نظامها 978 .

في خمسة أبيات وشرحها . توجد مخلوطة بالمكنة المناسبة في البصرة تحت رشم 143 ب .

(135) ذكر حاجي خليفة هذه الرسالة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 978 .

(136) المصدر نفسه ، صفحة 1301 .

(137) حاجي خليفة ، كشف ح 956/2 .

(138) المصدر السابق .

(139) المصدر السابق .

(140) ذيل فيه كتابه « الجامع الصغير في حديث البشير النذير » ويضم هذا الذيل حوالي 4543 حديثاً ، التزم فيه المنهج الذي اتبعه في ترتيب الجامع الصغير توجد نسخة من هذا الكتاب بمعهد المخطوطات العربية التابع لجامعة الدول العربية تحت رشم 2441 وهي نسخة جيدة بموارد تاريخها إلى سنة 990 هجرية كتبت بخط ممتاز ، وحملت الرموز فيها بالحبرة ، مسطرتها 21 سطراً . ذكرها حاجي خليفة في الجزء الأول صفحة 376 .

(141) نكره حاجي خليفة في كشف الظنون الجزء الثاني ، صفحة 978

(142) المصدر السابق الممود 982 .

- المراج المنير بشرح الجامع الصغير (143)
- السلسلة في تحقيق المتر والاستحالة (144)
- السلاف في التفضيل بين الصلاة والطواف (145)
- السلسلة الموشحة في العلوم العربية (146)
- سلوة الفؤاد في موت الاولاد (147)
- السماح في أخبار الرماح (148)
- سهام الاصابة (149) في الدعوات المستجابة
- السهم المصيب في نحر الخطيب (150)
- السيف الصقيل في حوائس ابن عقيل (151)
- السيف التنظار في الفرو بين الثبوت والانكار (152)

- (143) يوجد منه جزآن مخطوطان في دار الكتب المصرية بالقاهرة ، الاول والرابع  
الاول برقم 25-770 ب ، والرابع بنفس الرقم .
- (144) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 995 .
- (145) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني . الممود 995 .
- (146) المصدر السابق - الممود 996 .
- (147) المصدر السابق ، الممود 999 .
- (148) رسالة في فن الحديث . توجد نسخة من هذه الرسالة في معهد المخطوطات  
التابع للجامعة العربية مصدر عن دار الكتب المصرية تحت رقم 1517  
حديث ، نسخها ناسخ من القرن الثالث عشر بقلم معتاد وتقع الرسالة في  
16 ورقة مسطرتها 15 سطرا .
- (149) توجد نسخة منه في مجموعة من ورقة 8 الى 16 بدار الكتب المصرية مكتوبة  
بقلم مسند مرغ من كتابتها في 15 شوال 1309 هـ ومسطرتها 17 سطرا  
ورقمها بالمدار 544 20 ب .
- (150) ذكره في نهرسته .
- (151) توجد نسخة خطية من هذا الكتاب في المتحف الوطني ببغداد تحت رقم 5282  
وهو 223 لوحة . ذكره حاجي خليفة في موضعين في كشف الظنون . ذكره  
اولا في الجزء الاول الممود 152 وذكره ثانيا في الجزء الثاني في  
الممود 1017 .
- (152) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1019 .

## حرف الثمين :

- الشافى المي في مسند الشافى (153)
- شد الاثواب في سد الابواب (154)
- شد الرجال في ضبط الرجال (155)
- شد العطية للفضل بين عنان وعطية (156)
- شرف الاضافة في منصب الخلافة (157)
- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور (158)
- شرح الدئلة والحيطة (159)
- شرح الاستعاذة والبسطة (150)
- شرح الاحاديث الاربعين (161)

- (153) هناك كتابان وضع لشرح مسند الشافعي (توفي سنة 204) يقتصر على اسمها كائياً ، الاول شرح العلامة ابن السعادات المبارك بن محمد المعروف بابن الاثير الجزري (توفي سنة 606) المسمى بـ « شافعي على في شرح مسند الشافعي » والثاني كتاب السيوطي الذي يهينا . ويسمى « الشافعي ( بالتمريف ) على ( عوض في شرح ) مسند الشافعي »
- (154) نقله الامام السيوطي ، رفته في « الحاوي » . فانظره هناك .
- (155) في فن الحديث ، انظر فهرسته .
- (156) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون الجزء الثاني المود 1028 .
- (157) المصدر أعلاه ، المود 1042 .
- (158) انظر كشف الظنون الجزء الثاني المود 1042 .
- (159) اول تأليف سنة 886 .
- (160) الفه سنة 886 ايضاً . انظر كشف الظنون الجزء الثاني المود 1031 .
- (161) كشف الظنون الجزء الثاني المود 1038 .

- شرح عقود الجمان (162)
- شرح الشواهد (163)
- شرح ألفية السيوطي (164)
- شرح الكوكب الساطع (165)
- شرح نظم جمع الجوامع (166) في نظم جمع الجوامع
- شرح الصدور بشرح حال القبور (167)
- شعلة نثار (168)
- شفاء الليل في ذم صاحب والخليل (169)
- الشمعة المضيئة في علم العربية (170)

- (162) تطبیق علی أرجوئته التي نظلمها في علم المعاني والبيان ، توجد نسخة خطية من هذا التطبیق في المكتبة الاحمدية بثونس ( خزانة جامع الزيتونة ) تحت رقم 4403 نسخها حمدان بن صارة الفنبسي، ونسخة اخرى منه ، نفس المتنبية تحت رقم 6148 نسخها أحمد بن محمد الشرقي .
- (163) يتصد به شواهد البعث لابن هشام ، ترجم فيه لـ 57 عاد من الشعراء رتبهم على الحروف توجد نسخة منه مخطوطة بمعهد المخطوطات برقم 101 .
- (164) هذا كتاب الفه الشيخ عبد الرحمن بن عيسى بن مرشد المعري الحنسي المعروف بالمرشدي المتوفى سنة 1037 . الاصل وحده للسيوطي ويسمى « عقود الجمان في المعاني والبدیع والبيان » .
- (165) توجد منه نسختان بالخزانة العامة بالرباط ، الاولى تحت رقم 1414 والثانية تحت رقم د 374 . وقد فرغ المؤلف من تأليفها يوم الخميس 14 ذي القعدة سنة 877 .
- (166) توجد نسخة خطية منه في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 904 .
- (167) لعله « شرح الصدور بشرح حال القبور » مخطوط الخزانة العامة بالرباط رقم ك 2040 .
- (168) ذكره حاجي خليفة ، كشف الظنون ، الجزء الثاني ، ص 1048 .
- (169) بطول المؤلف الاثنى : « الشهاب الثاقب » .
- (170) شرحها الديباضي في كتابه « المشكاة » .

— الشهاب الثاقب في ذم الخليل والصاحب (171)

— التماريح في علم التاريخ (172)

— شواهد الابكار (173)

— الشواهد بشرح الانفية (174)

— شرح الفريسة (175)

### حرف الصاد :

— الصواعق على النواعق (176)

— صون المنطق والكلام عن نون المنطق (177)

### حرف الضاد :

— ضرب الاسل في جواز أن يضرب في العواظ والخطب من

الكتاب والسنة المثل (178)

— ضوء البدر في احياء ليلة عرفة والعبيدين ونصف ثمان

وليلة التسدر (179)



- (171) مختصر الكتاب المنتدم « ثناء العلیل ...  
 (172) ذكره حاجی خليفة في الكشف الجزء الثاني العمود 1059 .  
 (173) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1066 .  
 (174) مخطوط بکة المتحف العراقي تحت رقم 3464 .  
 (175) مخطوط الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 1735 .  
 (176) ذكره حاجی خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1083 .  
 (177) ذكره العلامة السيوطی في فهرس مؤلفاته .  
 (178) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1086 .  
 (179) ذكره الشيخ عبد الرحمن السيوطی في فهرسته .

— ضوء الشمعة في عدد الجمعة (180)

— ضوء الصباح في لغات النكاح (181)

### حرف الطاء :

- الطراز اللازوردي (182)  
 — الطب النبوي (183)  
 — الطرثوث في فوائد البرغوث (184)  
 — طرح السقط في نظم اللقط (185)  
 — طرز العمامة في التفرقة بين العمامة والقمامة (186)  
 — الطلبة الشمسية في تبين الجنسية من شرط  
 البيروسية ( 187 م )  
 — طوق الحمامة (187)  
 — طی اللسان عن ذم الطيلسان (188)

- 180 نقلها فی « الحاوی » برمتها .  
 181 رسالة فی علم اللغة . حاجی خلیفہ ج 1089/2 .  
 182 اسمہ الکامل هو : الطراز اللزوردي فی حواشی الجاربردي . وهو علی . الشافیه .  
 183 مرتب علی ثلاثة فنون — قواعد الطب — الادویه والاغذیه — علاج الامراض  
 184 توجد نسخة منه فی الاسكوريال بخط مشرفی جمیل .  
 185 وهو فی خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم — وهو فی فن الحديث .  
 186 كشف الظنون ، الجزء الثاني ، المبريد 1110 .  
 187 م رسالة فی فن النفع ، ذکرها فی فهرست مؤلفاته .  
 187 رسالة تستل علی مقدمة ومتمد وخاتمة .  
 188 انظر كشف الظنون ج 1119/2

### الطبقات

- المفسرين (189)  
 — البيانين (190)  
 — الحناظ ( ذیل ) (191)  
 — الاصوليس (192)  
 — الخطاطيين (193)  
 — الشمير (194)  
 — الكتاب (195)

### حرف الظاء :

- الظفر بقلم الظفر (196)

### حرف الصين :

- المجالاة الزرنبيه فی السالة الزرنبيه (197)  
 — المجائب فی تفضيل المشارق علی المغارب (198)

- (189) طبع سنة 1839 باشراف المستشرق Henrico Engelino Welljers  
 (190) انظر كشف الظنون ج 1096/2  
 (191) على الاصل الذي يسمى « طبقات الحفاظ » او « تذكرة الحفاظ » لابی عبد  
 شمس الدين محمد بن احمد الذهبي .  
 (192) كشف الظنون ، الجزء الثاني 1096 .  
 (193) انظر « هدية المارئين » الجزء الثاني ، العمود 540 .  
 (194) جمع فيه الذين يحتج بكلامهم من شعراء العرب .  
 (195) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1106 .  
 (196) هدية المارئين العمود 540 .  
 (197) اوردها بكاملها في حاوييه .  
 (198) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1127 .

- العذب المسلسل في تصحيح الخلاف المرسل (199)  
 — الحرف الوردي في أخبار المهدي (200)  
 — عقود الجمان في المعاني والبيان (201)  
 — عقود الزبرجد على مسند الامام أحمد (202)  
 — عين الاصابة فيما استدركته عائشة على الصحابة (203)  
 — العناية في مختصر الكفاية (204)

### حرف الغين :

- غاية الاحسان في خلق الانسان (205)  
 — غرس الانشأب في الرمي بالانشأب (206)

- (51) هذه ارجوزة في سؤال القبر من 150 بيتا. توجد منها في الخزنة العامة بالرباط ثلاث نسب 1227 د 63 د و 176 د . وتوجد نسخة منها بدار الكتب بالقاهرة ضمن مجموعة من الورقة 19 رقم المجموعة ( 3490 ح ) .
- الف أبو المحاسن يوسف بن محمد ( بن علي ) بن يوسف الناسي النهري المتوفى 1013 هجرية ( 1604 م ) شرحا على هذه المنظومة ، تحدث عنها بروكلمان في ملحقه ج 2 ص 187 . توجد ترجمة شارح التثيب في سلسلة الاناس ج 2 ص 306 - 313 وتوجد نسختان من هذا الشرح في الخزنة العامة بالرباط الاولى تحت رقم ( 1061 د ) والثانية ( 466 د )
- (52) هذا كتاب الفه جلال الدين السيوطي للرد على الشيخ محمد بن محمد بن جابر الاعمى البخوي المتوفى سنة 780 هجرية ( 1378 ميلادية ) . ولقد ألف شمس الدين البصير هذا شرحا على الفية ان مالك ، كما ألف شرحا على الفية ابن مطي في ثمانية اجزاء . وله ايضا « نظم نصيح نعلب » و « نظم كفاية المحتفظ » و « يدوية العميان » كلها على طريقة المنسئ الطلي ، سماها ايضا « الحلة السيرا في مدح خير البري » .
- وشرح الفية هذا الذي بهنا « مفيد نافع للمتدعي لاعتنائه بامراب الايات وتنقيحها وهل عباراتها » ورغم ذلك يرى السيوطي انه وقع فيه وهم لذا « تتبعته في تأليفه المسمى بتدوير شرح الاعمى والصير » ( اخلر كشف الظنون الجزء الاول ، المصود 152 ) .
- (53) توجد نسخة منه في مكتبة جامعة بايل في نيوها فن تحت رقم 359 .
- (54) توجد نسخة من هذا الكتاب في دار الكتب بالقاهرة تحت رقم 8260 ح .
- (55) انظر كشف الظنون الجزء الاول ، المصود 423 .
- (56) انتهى السيوطي من تأليف هذا الكتاب سنة 904 ، ولهذا نعتقد انه من الكتب التي ألفها في آخر حياته .

— تفسير الجلالين (57)

— تشييد الاركان في ليس في الامكان ابداع منا كان (58)

— تنبيه العبي بنبوة بن العربي (59)

— التنبئة بمن يبعثه الله على رأس كل مائة (60)

— تدوير الحوالك ( شرح على موطأ مالك ) (61)

— التوشيح (62)

حرف الشفاء :

— النبوت بضبط الفاظ القدوت (63)

— تلج الفؤاد في احاديث لبس السواد (64)

- (57) هذا كتاب معروف منذ ، وقصة تاليفه مشهورة ، وهو مطبوع .  
 (58) توجد نسخة خطية منه ، الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 911 ، مكتوبة بخط مشرقى جميل ، زها حاجى خليفة فى الجزء 1 العمود 286 . كما توجد نسخة منه فى مكتبة برانستون تحت رقم 2034 .  
 (59) يوجد مخطوطا فى المكتبة العامة للوثائق بالرباط فى مجموع من اللوحة 145 الى 153 ب تحت رقم 3697 .  
 (60) توجد نسخة منه مخطوطة بخط نسخى كتبت سنة 900 هـ اى قبل وفاة المؤلف ب 11 سنة كتبها يوسف بن عبد العزيز بن محمد الجبائى الانصارى وهى فى 17 ورقة من صفحة 346 الى صفحة 379 . انظر الرقم ك 486 .  
 (61) طبع سنة 1343 هجرية بمصر فى ثلاثة اجزاء .  
 (62) وهى حاشية على شرح الالفية الذى انجزه العلامة جمال الدين عبد الله بن يوسف المعروف بابن هشام النحوي المتوفى سنة 762 هجرية المسمى بـ « اوضح المسالك الى الفية ابن مالك » ، والمعروف عند الجميع بـ « التوضيح » .  
 (63) توجد نسخة من هذا الكتاب فى دار الكتب المصرية بخط اسى الفضل البدر اوى الشافعى ، فرغ من كتابتها يوم الاحد 20 جمادى الآخرة سنة 1087 هجرية تحت رقم 23038 .  
 (64) انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 523 .

### حرف الجيم :

- الجامع الكبير (65)
- جمع الجوامع (66)

### حرف الحاء :

- حاشية على تفسير البيضاوي (64)
- حاشية على تفسير « وأنزلنا عليك الكتاب » (69)
- حاشية على شرح الفية ابن مالك (70)
- الحاوي للفتاوي (80)
- حسن المحاضرة (81)
- حصول الرفق بأصول الرزق (82)

- 65 کتاب مشرور ، ارتقاۃ النسخ المخطوطة فی الخزائن العامة بالرباط ، ک 1964  
ک 1935 ، ک 1958 .
- 66 کتاب مشهور ، نسخه المخطوطة کثیرة ومنها ک 1980 بالکتبة العامة بالرباط
- 67 معرونة مداولة — انظر النسخة المخطوطة منه فی الخزائن العامة بالرباط  
رقم ک 2030
- 69 توجد نسخة مخطوطة من هذه الرسالة فی الخزائن العامة بالرباط تحت رقم  
ک 2234 .
- 70 نسخة خطية من حاشية محمد بن ابراهيم بن حسين الاحمسي الشهير بالحکم  
البتونی سنة 1083 هـ — 1672 على شرح النية السيوطی رقمها فی الخزائن  
العامة 2784 .
- 81 کتاب معروف ، الدم هنا هو « اختصار الحاوي » الذي توجد منه نسخة فی  
الخزائن العامة بالرباط تحت رقم د 1601 مكتوبة بخط مغربي جميل الا انی  
لم أعر على المؤلف
- 82 توجد نسختان خطيتان من هذا المؤلف بدار الكتب المصرية تحت الرقمین  
20146 ب و 27867 ب

### — حل عقود الجمان فی المعانی والبیان (83)

#### حرف الخاء :

- خادم النعل الشریف (84)
- الخبر الدال على وجود القطب والاولاد والنجباء (85)
- الخصائص النبوية (86)

#### حرف الدال :

- الدرر المنيفة فی الآباء الشریفة (87)
- الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور (88)
- الدرر المنتثرة فی الاحادیث المستثيرة (89)
- الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج (90)
- ديوان السيوطی ( كشف الظنون 1 : 793 )

- 83 وهو شرح للقصيدة التي نظمها السيوطي في تلخيص المفتاح وسماها «الجهان»
- 84 ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 298 .
- 85 انظر كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 700 .
- 86 ذكره بروكلمان في الجزء الثاني صفحة 146 وفي ملحقه التسم الثاني صفحة 181 . توجد نسخة منه بمكتبة الاوقاف بطرابلس الغرب ، بليبيا تحت رقم 23 .
- 87 توجد نسخة من هذه الرسالة في دار الكتب المصرية تحت رقم 23240 ب .
- 88 في دار الكتب من هذا الكتاب المجلد الاول تحت رقم 21 245 ب ونسخة اخرى لنفس المجلد تحت رقم 23 569 ب .
- 89 انظر ذيل بروكلمان ج 2 ، صفحة 185 ، وكذا سركيس ص 1079 .
- 90 مخطوط بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 2776 .

— بيوان الخطب (91)

— بيوان الحيوان (92)

— لدر المنظم في الاسم الاعظم (93)

### حرف الـ ذال :

— الذراري في انباء السرايري (94)

— ذم زيارة الامراء (95)

— ذم زيارة القضاء (96)

- (91) ذكره في الفهرست - انظر كشف الظنون الجزء الاول . العمود 788 .
- (92) هذا مختصر لحياة الحيوان لكمال الدين الدميري المتوفى سنة 808 .  
يقول السيوطي في اوله : « هذا تاليف لدليف اختصرت فيه كتاب حياة الحيوان  
حذفت من حشوه كثيرا وعوضت منه امري احدها زيادة فائدة في الحيوان  
الذي ذكره ، لغوية او اثرية او ادبية والثاني ذكر ما فات من الحيوان ملتبسا  
لذلك من كتب اللغة الحاضرة عندي كالغريب المصنف لابي عبيد والجمرة لابن  
دريد وديوان الادب للفارابي والصاحح للجوهري والجلد لابي فارس ،  
ومختصر المعين للزبيدي والداموس للفيروزآبادي وكتاب الطير للنضر بن  
شبل وكتاب الطير لابي حاتم وغير ذلك وسينته « ديوان الحيوان » وبدأت  
بالقسم الذي ذكره الدميري مزوجا بزيادته ميمزة في اولها - « قلت »  
وفي آخرها - « وذبلت بالقسم الثاني وهو الحيوانات التي زدتها مسرودة  
على حديثها ، مرتبة على حروف الميم مفردة بخط واسم لتكون كتابا على حدة  
يكتبه من اراد الانتصار على كتابته من عنده الاصل ، يسمى بي « ذيل  
الحيوان » توجد نسخة بقلم معناد واضح جيد ثبت كتابتها سنة 977 هـ في  
246 ورقة ومسطرتها 29 سطرا وهي مسجلة في دار الكتب . صرية تحت  
رقم 268 طيبيه .
- (93) نسخة مخطوطة منه في دار الكتب الظاهرية .
- (94) ذكره صاحب « الطراز المنقوش » .
- (95) انظر حاجي خليفة - كشف الظنون - الجزء الاول ، العمود 827 .
- (96) كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 827 .
- ذم المكس (97)
- ذم الوشاحين (98)
- الذوق السليم وضد ذلك المملوب الذوق السليم (99)
- ذيل الحيوان (100)

## حرف السراء :

- ربح النسر فيمن عاش من الصحابة مائة وعشرين (101)
- الرحلة الفيومية و عكية والدمياطية (102)
- الرد على من أخذ إلى الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل  
عصر فرض (3 1)
- رفع التعسف عن اخوة يوسف (104)
- رفع الحذر عن قطع السدر (105)



- (97) نفس المكان بالمصدر اعلاه .  
 (98) ذكره في فهرسته ، وهو من النواير ، انظر كشف الظنون الجزء الاول العمود 828 .  
 (99) توجد من هذا الكتاب نسخة خطية مكتوبة بقلم معناد ومسطرنا 19 سطرا ضمن مجموعة من ورقة 44 الى 55 مقياسها 15 x 21 توجد بدار الكتب المصرية تحت رقم 487 ج 3 .  
 (100) انظر الحاشية رقم 92 السابقة .  
 (101) اختصره من كتاب الحافظ ابي زكرياء ابن مندة رحمه الله « بمن عايش مائة وعشرين . انظر فهرس مخطوطات دار الكتب الظاهرية الذي وضعه السيد محمد ناصر الدين الالباني سنة 1390 - 1970 . رقم المخطوط في المكتبة الظاهرية 9016 عام .  
 (102)  
 (103) انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 839 .  
 (104) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 909 .  
 (105) في فن الحديث ، انظر فهرسته .

— رفع السنة في نصب الزنة (106)

— رفع شأن الحبشان (107)

— رفع اللباس عن ابن عباس (108)

— رفع اللباس وكشف الانتباس في ضرب المثل من القرآن والافتباس (109)

— رفع الصوت بدبح الموت (110)

— رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين (111)

— رسالة في أسماء المدلسين (112)

— رسالة في الحمى وأقسامها (113)

— رسالة في دم (114) المنطق

— رسالة في الصلاة على النبي عليه السلام (115)

— رسالة في صلاة الضحى (116)

- 106 ذکرہ فی فہرستہ مؤلفانہ — انظر كشف الظنون ايضا ج 1 العمود 910 .  
 107 رسالة استناد منها صاحب الطراز المنقوش في محاسن الجيوس  
 108 انظر كشف الظنون ، الجزء الاول ، صفحة 909 .  
 109 ذكره داجي خليفة في كشف الظنون — الجزء الاول ، صفحة 910 .  
 110 توجد نسخة مخطوطة من هذه الرسالة في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم  
 د 1256 . كما اوردها الاستاذ الفرات في فهرس مكتبة برلين في الجزء الثاني  
 من 264 وقال انه برقم 1594 .  
 111 رسالة في فن الحديث ، ذكرها في الفهرست .  
 112 توجد نسخة مخطوطة من هذا الكتاب في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم  
 د 1194 .  
 113 كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 862 .  
 114 توجد نسخة منها ضمن مجموعة بدار الكتب المصرية من ورقة 3 الى ورقة  
 4 مكتوبة بقلم مستاد ومسجلتها 21 سطرا رتبها بالدار 4489 ج  
 115 انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 876 .  
 116 ذكره حاضي خليفة في كشفه ج 1 من 876 .

- رسالة في بيان مراتب الارواح بعد الموت (117)  
 — رسالة في نزول عيسى ( المسيح ) (119)  
 — رسالة في المعاني والبيان (118)  
 — رسالة وهج الجمر في تحريم الخمر (120)  
 — رشف الزلال من السحر الحلال (121)  
 — رصف اللال في وصف الهلال (122)  
 — الروض الاريض في طهر المحيض (123)  
 — الروض الانيق في مسند الصديق (124)  
 — الروض في احاديث الحوض (125)

- (117) توجد نسخة منها بدار الكتب المصرية رقم 3489 ح ضمن مجموعة من ورقة 78 - 81 . وهي بالخط الاجوبة السبعة التي اجاب بها جلال الدين السيوطي عن الاجوبة التي وضعت عليه .
- (118) اورد بروكلمان هذه الرسالة في ملحقه الجزء الثاني في الصفحة 195 وفي الصفحة 268 كما ذكرها سركيس في معجمه ص 1074 . وتوجد نسخة منها مخطوطة في الخزنة العامة بالرباط تحت رقم د 587 في مجموع من ورقة 13 ب الى 16 ب
- (119) توجد من هذه الرسالة نسخة مكتوبة بخطوط مختلفة في دار الكتب المصرية تحت رقم 968 22 ب .
- (120) توجد نسخة منها مخطوطة بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 في مجموع من ورقة 61 ا الى 50 ا مقياسها 140 x 190 .
- (121) هذه رسالة في الثغبات ، وهي في احدى وعشرين عالما كل منهم وصف ابنه موريا بالفاظه .
- (122) ذكر هذه الرسالة في فهرسته - انظر كشف الظنون - الجزء الاول ، المود 903
- (123) انظر كشف الظنون لحاجي خليفة ، الجزء الاول ، صفحة 916 .
- (124) ذكرها حاجي خليفة في الجزء الاول من كتبه ، المود 918 .
- (125) رسالة في فن الحديث . انظر الكشف الجزء الاول ، المود 916

- رياض الطالبين في التعمود والبسملة (126)
- الروض المكلل والورد المعطل (127)
- الرياض الانيقة في شرح اسماء خير الخليفة (128)

### حرف الزاي :

- زاد المسير في فهرس الصغير (129)
- زبدة اللبق (130)
- الزبرجدة (131)
- الزجر بالجسر (132)
- الزند البوري في الجواب عن السؤال الاسكندري (133)

- (199) ہدیۃ المارین ، الجزء الثانی ، الممود 540 .  
 (200) کشف الظنون ج 2 ، الممود 1132 .  
 (201) وضع الاستاذ عبد القادر بن محمد بن سالم المجلس المتوفى سنة 1337 شرحا على هذا الكتاب يوجد مخطوطا بالمتحف الوطنى بنواكشوط .  
 كما وضع عليه شرحا آخر الاستاذ محمد يحيى بن سليم اليونسى المتوفى سنة 1354 هـ سماه « انوار الجنان وفتح اللسان على عقود الجنان في علم المعاني والبدیع والبيان » يوجد أيضا بالمتحف الوطنى بنواكشوط وله نظم عليه وللسيد محمد يحيى الولاى المتوفى سنة 1330 هجرية شرح سماه « مرئع الجنان على شرح عقود الجنان » وعليه تعليق انجزه السيد الروائى احمد الداودى الجعفرى الولاى المتوفى سنة 1368 هجرية . وعليه تعليق ثان انجزه السيد الشريف بن سيدا احمد بن صبار المجلس المتوفى سنة 1340 هجرية . توجد جميع هذه المؤلفات بالمتحف الوطنى بنواكشوط ماصمة بوريطانيا .  
 (202) كشف الظنون ، الجزء الثانی ، الممود 1156 .  
 (203) هوية المارین ، الجزء الثانی 540 .  
 (204) الممد السابق ، الجزء الثانی ، الممود 540 .  
 (205) كتاب مذكوك فيه . يذكر المؤلف ، ويحتمل أن يكون السيوطى ، انه جمع فيه كتب خلق الانسان للنحاس ولابى محمد ثابت وللزجاج ولابى القاسم عمر بن محمد المصاىي ومحمد بن حبيب .  
 (206) رسالة في فن الحديث مذكورة في فهرس مؤلفاته .

## حرف الفاء :

- الفارق بين المنصف والسارق (207)
- الثنائيد في خلاوة الاسانيد (208)
- الفتاش على التشناس (209)
- فتح الجليل للمبد الذليل (210)
- فتح الحى الة وم بشرح روضة الفهوم (211)
- فتح القريب في حواشى معنى اللبيب (212)
- فتح المطلب المبرور ويرد الكيد المحرور في الجواب عن الاسئلة الواردة من التكرور (213)
- فتح المغالط من أنت طالق (214)

- (207) « الفہ تالیف رجل استعان منه كتابه الخصائص وساق الالفاظ في ثلثيه وادعى انه له وهو مقاباته » . هكذا ذكره حاجي خليفة . الكشف ، الجزء الثاني ، العمود 1215 .
- (208) رسالة ذكرها حاجي خليفة ، 'الكشاف' ، الجزء الثاني ، العمود 1217 .
- (209) رسالة ذكر فيها من روى الأحاديث الموضوعة من أهل زمانه . ومعلوم ان للسيوطي كتابا في الأحاديث الموضوعة من طرف القصاص سماه « تحذير الخواص من أكاذيب القصاص » انتلره في مكانه .
- (210) رسالة في الانواع البديعية المستخرجة من قوله تعالى « الله ولي الذين آمنوا
- (211) وهو نظم « النقاية » الا في في النون .
- (212) ذكره حاجي خليفة مرتين في كشفه ، ذكره أولا في الجزء الثاني ، العمود 1234 وذكره ثانيا في نفس الجزء العمود 1753 .
- (213) كشف الثلثون الجزء 1232/2
- (214) نفس المصدر ، العمود 1235 .
- (215) ذكره السيوطي في فهرس مؤلفاته

- الفريضة (216)
- الفرج القريب (215)
- فصل الخطاب في قتل الكلاب (217)
- فصل الخطاب في حكم السلام (218)
- فجر الثمد في اعراب أكمل الحمد (219)
- فجر الدياجي في الاحاجي (220)
- فضائل يوم الجمعة (221)
- فضائل الجلد عند فقد الولد (222)
- الفضل المميم في اقطاع تميم (223)
- فضل القيام بالسلطنة (224)

- (216) هذا كتاب آخر في علم اللغة انظر الكشف ج 2 ع. 1259 . شرحها محمد بن المختار الاعشى العلوي بكتاب سماه « الثمن المعينة في شرح الفريدة » تولى هذا المؤلف سنة 1107 هجرية . والكتاب مخطوط بالمكتبة الوطنية بنواكشوط بموريطانيا ، كما شرح الفريدة مؤلف موريطاني آخر بكتاب سماه « المواهب النليدة في حل الفاظ الفريدة » يسمى هذا المؤلف المرواني ابن احمد الداودي الجعفري الولائي تولى سنة 1368 هجرية والكتاب ما زال مخطوطا بالمتحف الوطني بنواكشوط بموريطانيا . لقد اطلعت على المخطوطين في عين المكان ، ولم أجد بهما رقما .
- (217) ذكرها حاجي خليفة — كشف الظنون — ج 2 / 1260
- (218) المصدر اعلاه ، العمود 1261 .
- (219) وهي رسالة في فن النحر ، ذكرها السيوطي في فهرس مؤلفاته .
- (220) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1241 .
- (221) انظر « اللبسة » الآية الذكر .
- (222) رسالة ملاما بالاحاديث والاناير والنخب والحكايات .
- (223) رسالة في فن الحديث ، ذكرها السيوطي في فهرس مؤلفاته .
- (224) كشف الظنون ج 2 العمود 1279 .

- فطام اللبد ، اسماء الاسد (225)
- الفلك الدوار ، تفضيل الليل على النهار (226)
- الفلك المشحون في انواع الفنون (227)
- الفوائد البارزة والكامنة في النعم الظاهرة والباطنة (228)
- الفوائد الكامنة في ايمان السيد آمنة (229)
- الفوائد المتكاثرة في الاخبار المتواترة (230)
- الفوائد الممتازة في صلاة الجنابة (231)
- الفوز العظيم بقاء الكريم (232)
- فضائل الشام (233)

حرف القاف :

— التغاظة في تحقيق محل الاستمادة (234)

— التصيدة الكافية (235)

- (225) المصدر اعلاه ، الممود 1280 .  
 (226) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1291 .  
 (227) قال عنه في فهرس مؤلفاته انه في خمسين مجلدا .  
 (228) رسالة بمتعلقة بتفسير قوله تعالى : « واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة » .  
 (229) كشف الظنون ج 2 ع. 1301 .  
 (231) اورد السيوطي هذه الرسالة بتمامها في « الحاروي للتناوي » .  
 (230) اورد فيه ما رواه من الصحابة عشرة نصادا . ثم جرد مقاصده في كتاب ذكرناه سابقا هو « الازهار المكنانة » .  
 (232) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1303 .  
 (233) توجد نسخة منه خطية بكتبة جامعة برخشن تحت رقم 254 .  
 (234) رسالة في من الفقه ، ذكرها باكملها في الحاروي .  
 (235) كتاب شرح به السيوطي « التصديقه الكافية » في النحو . قال عنه « امليته في ثلاثة مجالس آخرها سابع عشر محرم سنة 884 هجرية .

- قطر النداء في ورود الهمزة للنداء (236)  
 — قطع الدابر من الفلك الدائر (237)  
 — قطع المجالة عند تغيير المعاملة (238)  
 — قطع الزند في السلم في القند (239)  
 — قطف الازهار في كشف الاسرار (240)  
 — قطف النور في موافقات عمر (241)  
 — قطف الزهر في الرحلة الجامعة بين البر والبحر (242)  
 — قلائد الفوائد (243)  
 — قمع المعارض في نصرة ابن الفارض (244)  
 — القول الجلي في احاديث الولي (245)  
 — القول الحسن في الذب عن السنن (246)

- (236) انظر كشف الظنون الجزء الثاني ، الممرد 1351 .  
 (237) المصدر السابق ، الممرد 1352 .  
 (238) اورده السيوطي في حوايه بنامه .  
 (239) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممرد 1352 .  
 (240) كتاب وضعه جلال الدين السيوطي في متشابه القرآن وصل فيه الى آخر سورة براءة .  
 (241) أرجوزة في فن الحديث مذكورة في التهرست .  
 (242) يذكر في هذه الرسالة الفوائد التي وجدها في رحلته الى ديبايل .  
 (243) قال عنها السيوطي رحمه الله : « اقتضبها من نظم مما أودعته نائبة ملية أو مسألة حكيمية أو نادرة بها يعنى كل ذي نفس أب ورتنبا على حرومه التافيه .  
 (244) كشف الظنون الجزء الثاني : ممد 1356 .  
 (245) أو « القول الجلي في تطوير الولي » الكشف ج 2 ، ممد 1363 .  
 (246) كشف الظنون ج 2 . 1363 .

- القول المشرق في تخريم الاستعمال بالمنطق (247)  
 — القول المعنى في الحنف الممعى (248)  
 — القول البديع في مدح النبي الشفيخ (249)

### حرف الكاف :

- الكاوي في تاريخ السخاوي (250)  
 — كتاب المتوكلي (251) ويعرف فقط بـ « المتوكلي » كشف ج 2 — 158 .  
 — الكر على عبد البر (252)  
 — كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة (253)  
 — كشف الدبابة في مسألة الاستنباط (254)  
 — كشف الطامة عن الدعاء بالمغفرة العامة (255)



- (247) نفس المصنوع ، الممود 1365 .  
 (248) وردت هذه الرسالة في الحارثي بأكملها .  
 (249) هو شرح لبديعية التي عارض بها بديعية تقي الدين أبي بكر ابن حجة الحيو في التورية باسم النوع البديعي . توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 في مجموع من ورقة 1 الى 13 .  
 (250) مقامة من مقامات السيوطي .  
 (251) شبيه به « المذهب » الذي بهنا . قال عنه الدكتور صبحي الصالح ، وقد رجعنا الى نسخة المديق الكريم الاستاذ احمد عبيد ، أحد أصحاب المكتبة العربية بدمشق وسنرمز اليها به « المتوكلي » لان السيوطي سماها بهذا الاسم في المقدمة ( دراسات في لغة اللغة صفحة 368 ) وقد أورده حاجي خليفة خطأ في باب الكاتب ، أورده في البيم منبها على ذلك .  
 (252) رسالة في النحو ، ذكرها سيوطي في فهرست مؤلفاته .  
 (253) نشره الدكتور السعداني ، له الى الفرنسية مديقي سعيد النجار ، طبع بالرباط سنة 1973 .  
 (254) ذكره حاجي خليفة في كتبه الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1491 .  
 (255) المصدر السابق ، الممود 1491 .

- كشف المعنى في فضل الحمى (256)  
 - الكشف عن مجاوزة هذه الامة الالف (257)  
 - كشف الغمة عن الضمة (258)  
 - كشف اللبس في حديث رد الشمس (259)  
 - كشف النقاب عن الالقاب (260)  
 - الكلم الطيب والقول المختار في الماثور من الدعوات والاذكار (261)  
 - كنز العمال في سنن الاقوال والافعال (262)  
 - كنه المراد في بيان باذات سماد (263)  
 - كوكب الروضة (264)  
 - الكوكب المنير في شرح جامع الكبير (265)

- (256) انظر فهرست مؤلفاته .  
 (257) يوجد هذا الكتاب مخطوطا بالخزانة العامة بالرباط في مجموع من ورقة 1 ب  
 الى 17 سطرته 21 ، مقياسه 210 / 155 . رقمه بالخزانة هو د 1241  
 ذكره بروكلمان في تاريخه ج 2 / 135 / 151 وهو مكتوب بخط مغربي لا  
 أساس به .  
 (258) انظر فهرس مؤلفاته .  
 (259) وهو في فن الحديث — انظر فهرسته .  
 (260) كشف الظنون ج / 1496 .  
 (261) ختم تالينه في شعبان 874 هجرية .  
 (262) انظر كشف الظنون ج 2 / 1518 .  
 (263) ذكره بروكلمان في الذيل 1 / 69 . توجد نسخة منه مخطوطة في المكتبة  
 الاحمدية بتونس تحت رقم 4473 نسخها محمد بن علي الشرف سنة  
 1191 بخط مغربي .  
 (264) توجد نسخة منه مخطوطة بمكتبة ياسين الخالدي بالقدس تحت رقم 292  
 تاريخ كتبها عبد السلام بن عمر بن جمال الدين الشافعي في 30 ورقة . انم  
 تالينه السيوطي في جمادى الاخرى سنة 895 هجرية .  
 (265) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، المصود 1523 .

— الكوكب الساطع (266) في نظم جمع الجوامع .

## حرف السلام :

- اللآلئ المصنوعة في الاحاديث الموضوعية (267)  
 — اللآلئ المكلفة في تفضيل الغلاة على المفضلة (268)  
 — لباب النقول فيما وقع في القرآن من العرب المنقول (269)  
 — اللبيب في خصائص الجيب (270)  
 — لبس اليب في الجواب عن ايراد أهل حلب (271)

- (266) وهو في 1473 بينا نظمها سنة 877 هجرية يوجد بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1414 في مجموع من ورقة 1/ب الى 32 ب سلسلوره 25 ، مئاسه 180 x 215 . أورده بروكلمان في ملحقته ج 2 ص 106 .
- شرحه كل من الاساذ محمد سالم بن المختار بن الها البدالي ذوى سنة 1393 والاساذ مولود بن احمد الجواد البعوى يوجد الشرحان مخلولين بالاحد الزمانى بنواكشوط حيث اتممت عليهما بعين المكان في ربيع 1977 .
- (267) حاجى خليفة كشف المكنون ج 1534/2 — وانظر ايضا كتابه « نكت البديعات على الموضوعات » الحاشية رقم 379 .
- (268) المصدر اعلاه ، المورد ، 1535 .
- (269) ذكر في الانتان انه في اسباب الزول ومدحه بكونه كنانا حافلا لم يؤلف مثله قال السخاوي : هو ما اختلفه من تمانيف شيخنا ابن حجر .
- (270) الاسم الحقيقي للكتاب هو «النوذج النيب في خصائص الحبيب» وهو مختصر « الخصائص النورية المذكورة في حرف الخاء » والنوذج اللب هذا هو الذي سسه كتيب الامام السيوطى المتأمة التى سبق ذكرها المرونة — « النارق بين الصنف والسارق »
- (271) قال السيوطى في اوله : « لها وصل كتاب الاعلام الى حلب وقف عليه واتف فرأى فيه قولى ان جبريل هو السنيير بين الله سبحانه وتعالى وبين انبيائه لا يعرف ذلك لغيره فكتب على الهامش « مل قد عرف ذلك لهففيه من الملائكة فاجاب ، فاجبت » .
- اللفظ الجوهري في رد خطاب « خيط » الجوجري (272)
- لباب في تحرير الانساب ( رواق الشام — الازهر 278 تاريخ ، وفي برنستن 681 )
- لقط المرجان في أخبار الجان (273)
- لم الاطراف وضم الاطراف (274)
- اللع في اسماء من وضع (275)
- لمعة الاشراق في الاشتقاق (276)
- اللمة في أجوبة الاسئلة السبعة (277)
- اللمة في تحقيق الركعة ، (278) لادراك الجمعة .
- لقط المرجان في أحكام الجان (279)
- اللمة في نكت القطمة (280)

- (272) يدور موضوعه حول مسألة الرؤيا للنساء ، وقد سبق أن ألف في هذا المعنى الكتاب الذي ذكرناه قبل ، وهو : « اسباب الكسا » الذي لخصه في كتاب آخره « باه » دلس الاس . . .
- (273) في فن حديث ذكره في فهرست مؤلفاته .
- (274) في فن الحديث ايضا رتب فيه الاحاديث على حروف المعجم بالنظر الى أول الحديث .
- (275) وهو في فن الحديث ايضا .
- (276) كشف الظنون ج 2 . الممودة 1564 .
- (277) اورد السيوطي هذه الرسالة بتمامها في حوايه .
- (278) انظر كشف الظنون ج 1565/2 .
- (279) هذا الكتاب لخص به جلال الدين السيوطي المؤلف المسمى « كتاب اكسام المرجان في احكام الجان » للفاضل بدر الدين السبلي . مسمى السيوطي هذا التخليص الذي اتخذ « لفظ المرجان في احكام الجان » . توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 1886 . وهي منسوخة بخط مغربي جله مشكوك .
- (280) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممودة 1564 .

- اللعمة في خصائص يوم الجمعة (281)
- اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة (282)
- اللوامع والبوارق في الجوامع والفوارق (283)

## حرف الميم :

- ما رآه السادة في الانتكاه على الوسادة (284)
- المامد لمساكن الزاهد (285)
- المباحث الزكية في المسألة الدورية (286)
- مباسم الملاح ، ومناسم الصباح (286)
- ما رواه الاساطين في عدم الدخول على السلاطين (287)
- ما رواه الواعين في اخبار الطاعون (288)
- مبهمات القرآن (289)

- 1281 قال السيوطي متحدثا عن هذه الرسالة : « ذكر ابن القيم في كتاب الهدى ليوم الجمعة خصوصيات بضا وعشرين ، وانه اضاف ما ذكره فرايت استيماها » .
- 1282 هذه رسالة في من الكلام كما اخبر بذلك السيوطي .
- 1283 كشف الخلفون الجزء الثاني ، المود 1569 .
- 1284 شكوك في نسبته للسيوطي .
- 1285 مختصر على مقربة احكام. لدين للامام الزاهد شهاب الدين احمد بن تربية البجلي .
- 1286 يتعلق بالوقف على اولاد ا لاد .
- 1286 كتاب اختصره في المؤلف الذي سنذكر في الحاشية رقم 398 .
- 1287 او « ما رواه الاساطين في عدم المجيء الى السلاطين »
- 1288 اختصر فيه كتاب ابن حجر المروزي بـ « بطل المأمون »
- 1289 استفاد السيوطي في نقله لهذا الكتاب من ثلاثة كتب بنفس العنوان هم للسيوطي وابن عساكر واهل شى بدر الدين ابن جماعة .

— المثابة في آثار الصحابة (290)

— مجمع البحرين ومطلع البدرين (291)

— المحاضرات والمحاورات (292)

— مرصد الاطلاع على اسماء الامكنة والبقاع (مختصر) (293)

— مرصد الطالع في تناسب المطالع والمقاطع (294)

— المرد في كراهية السؤال والرد (295)

— المصدرج الى الدرج (296)

— المرقاة المليية في شرح الاسماء النبوية (297)

— مر النسيم الى ابن عبد الكريم (298)

— المزمعي في روضة المشتى (299)

— ال بحر في علوم اللغة وأنواعها (300)

— ال اربعة الى المصارعة (301)

- (290) رسالة في فن الحديث ، ذكرها في فهرس مؤلفاته .  
 (291) شرح به التفسير الجامع المسمى « تحرير الرواية وتقرير الدراية .  
 (292) ذكره في : رسمه وهو فن الادب .  
 (293) هذا مختصر لكتاب « معجم البلدان » .  
 (294) انه في مناسبة فوئح السور وخواتمها .  
 (295) مؤلف في فن الحديث ايضا .  
 (296) رسالة في فن الحديث .  
 (297) انظر كشف الظنون الجزء الثاني المود 1657 .  
 (298) ذكره السيوطي في من النقه .  
 (299) ذكره السيوطي في فهرست مؤلفاته ، من النوادر .  
 (300) كتاب مشهور للسيوطي شرحه وضبطه وصححه وعنون موضوعاته وعلق حواشيه محمد احمد جاد المولى ومحمد ابو الفضل ابراهيم وعلى محمد البجاوي .  
 (301) رسالة ذكرها السيوطي في فهرست مؤلفاته في فن الحديث .

- مبائل الحنفيا في والدي المصطفى (302)  
 — مسامرة للسوموع في ضوء الشموع (303)  
 — المستطرفة في احكام دخول الحشفة (304)  
 — المستطرف في اخبار الجوازي (305)  
 — المسلسلات الكبرى (306)  
 — مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبي صلى الله عليه  
 وسلم (307)  
 — المصاعد العلمية في القواعد النحوية (308)  
 — المصاييح في صلاة التراويح (309)  
 — مصباح الزجاجاة في سنن ابن ماجة (310)  
 — مطلع البدرين فيمن يؤتى أجره مرتين (311)

- 302 رسالة اوردها في حاوية ثلثا .
- 303 رسالة ذكر فيها جوابا عن سؤال : هل ارتد النبي صلى الله عليه وسلم  
الشمع ؟
- 304 اشار اليه السيوطي في فهرست مؤلفاته .
- 305 توجد نسخة خطية من هذا الكتاب في المكتبة الاحمدية بتونس مكتوبة بخط  
مشرقي محفوظه فيها في مجموع من ورقة 117 الى 132 مسطر بها 23 .  
مقاسها 18 x 15 .
- 306 رسالة في فن الحديث ، جمع فيها خمسة وثمانون حديثا
- 307 ذكر السيوطي هذه الرسالة في فهرست مؤلفاته .
- 308 رسالة في علم اللغة انظر هدية المارني، لاسماعيل باشا البندادي ج 2 /  
542 .
- 309 كشف الطنون ج 2 ، المجلد 1702 .
- 310 انظر كشف الطنون ج 2 ، المجلد 1706 .
- 311 جمع فيه كل ما يتعلق بهذه القضية ونظمه في ابيات .

- المطالع السعيدة (312)
- المضبوط في أخبار أنيوط (313)
- المعاني الدقيقة في ادراك الحقيقة (314)
- معترك الاقتران في اعجاز القرآن (315)
- المختصر في تقرير عبارة المختصر (316)
- المعنى في تعدد صور الولا (317)
- مفاتيح الغيب (318)
- مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة (319)
- منجحات الاقتران في مبهمات القرآن (320)

- (312) اسبہ الکامل « المطالع السعيدة في شرح الفريدة » اثن مديہ العارفين الجزء الثاني ، الممود 542 آخره .
- (313) في فن التاريخ ، كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1712
- (314) قال السيوطي عن هذه الرسالة : « فبذه مسألة مهمة خفيت على كثير من الناس في مؤسسين أحدهما فيها ورد من الاحاديث ان الاعمال تعرض في صورة اشخاص ، الثاني فيها ورد من ان الموت يجاء به في صورة كيش ويزبح فاحتاجوا الى التأويل فالتفت مخضرا .
- (315) طبع هذا الكتاب في ثلاثة اجزاء بدار الفكر العربي بالقاهرة سنة 1969 بتحقيق الاستاذ علي محمد البجاوي .
- (316) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1731 .
- (317) هذه رسالة في فن الاصول .
- (318) مؤلف في التفسير ، كتب منه من سورة سبح الى آخر القرآن .
- (319) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، الممود 1760 .
- (320) استند انه مختصر ، وعلى كل فقد تناول فيه البيهية في القرآن الكريم . توجد نسخة خطية منه في دار الكتب الشعبية كديل في « صونيا » عاصمة الجمهورية الشعبية البلغارية تحت رقم 1618 ذكره بروكلمان في الجزء الثاني صفحة 145 وفي ذيله 2 / 179 . منه في دار الكتب النظارية دمشق نسخان 128 و 5881

- مقاطع الحجاز (321)
- المقامات (322)
- المكنون في ترجمة ذي النون (323)
- الملاحن في معنى المشاحن (324)
- الملتقط من الدرر الكامنة (325)
- المنابة في آثار الصحابة (326)
- مناهج الصفا في تخريج احاديث الشفا (327)
- منبع الفؤاد في ترتيب الضوابط والقواعد (328)
- منتهى الاعمال ، في شرح حديث انما الاعمال (329)
- المنجلى في غطور الولي (330)
- المنجم في المعجم (331)
- المحنة في السبحة (332)



- (321) كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1781 .  
 (322) انظر عناوين هذه المقامات في كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1785 .  
 (323) رسالة فن التاريخ ، ذكره ، فهرست مؤلفاته .  
 (324) ذكره السيوطي في فهرسته .  
 (325) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1814 .  
 (326) هدية المارفين ، الجزء الثاني ، العمود 543 .  
 (327) المحضر السابق ، نفس كان .  
 (328) انك في نسبه للسيوطي .  
 (329) كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1852 .  
 (330) ذكره جاهی خليفة بهذا العنوان « المنجلى في تلويح الولي » وهو خلاصا .  
 (331) ذكره السيوطي في فهرسه . نسخة منه مخطوطة بمعهد المخطوطات بالانقرة رقم 726 تاريخ .  
 (332) انظر هدية المارفين الجزء الثاني ، العمود 543 . بالخزانة العامة تحت رقم د 1370 .

- منع الثوران عن الدوران (333)  
 — المنقح الظريف في الموشح الشريف (334)  
 — نهج السنة ومفتاح الجنة (335)  
 — المنهج السوي في ترجمة النووي (336)  
 — مناقب فاعلة الزهراء (337)  
 — المنهج السوي والمنهل الروي في الطب النبوي (338)  
 — منهل اللطائف في الكفاة والقطائف (339)  
 — المكنى والكنى (340)  
 — موائد الفوائد (341)  
 — موشحة في النحوى (342)  
 — المذهب فيما وقع في القرآن من العرب (343)

- (333) المرجع السابق .  
 (334) توجد نسخة خطية منه بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 مكتوبة بخط مغربي وهي في مجموع من الورقة 150 الى 152 ، مسطرتها 22 رسالة في فن الحديث ، لم تتم .  
 (335) هدية العارفين الجزء الثاني ، المصود 543 . توجد نسخة منه في « توينجن » بالمانيا برقم 19 .  
 (337) قال حاجي خليفة عنه : « وفيها النفور الباسية في مناقب السيدة خاتمية »  
 (338) توجد نسخة منه مخطوطة بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 مكتوبة بخط مشرقي وهي ضمن مجموع من ورقة 94 الى 101 مسطرتها 23 .  
 (339) هكذا ، و مثبت في هدية العارفين وذكره حاجي خليفة في كشف ج 2 / 1888 « اله في الكتي »  
 (340) هذه را . اة في السيرة النبوية .  
 (341) هدية ا . ارفين . الجزء الثاني ، المصود 543 .  
 (342) شكر ال . يوطى هذه الرسالة في فهرست مؤلفاته  
 (343) وهو « الكتاب الذي تحفته اليوم .

- ميدان الفرسان في شواهد القرآن (344)  
 — ميزان المعدلة في شأن البسملة (345)

## حرف التـسـوـن :

- ناسخ القرآن ومنسوخه (346)  
 — نتيجة الفكر في الجهد بالذكر (347)  
 — نشر الزهور على شرح الشذور (347م)  
 — نشر الذئاب في الافراد والفرائب (348)  
 — نشر الكنان في الخشكنان (349)  
 — نشر الهميان ، في وفيات الاعيان (349 م)  
 — النجح في الاجابة الى الملح (350)  
 — نزول الرحمة في التحدث بالنعمة (351)  
 — نزعة الاخوان وتحفة الخلان (352)  
 — نزعة الجلساء في أسرار النساء (353)

- 344 لم يتسه .  
 345 انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، المود 1918 .  
 346 انظر كشف الظنون الجزء الثاني ، المود 1921 .  
 347 ذكره في حاوية يتساه .  
 347 م ( انظر الحاشية رقم 382 .  
 348 هدية المارقين ، الجزء الثاني ، المود 543 .  
 349 انظر الإشارة اليها في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، المود 1928 .  
 350 مقامة من مقامات السيوطي .  
 351 ذكرها في فهرست مؤلفاته .  
 352 كشف الظنون الجزء الثاني ، المود 1938 .  
 353 توجد نسخة من هذه الرسالة في المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763  
 ضمن مجموع من ورقة 133 الى 145 . مسطرتا 23 .

- زهرة المعمر في التفصيل بين البيض والسود والسمر (354)  
 — زهرة المتأمل ومرشد المتأمل (355)  
 — زهرة النديم (356)  
 — نشر المبير في تخريج أحاديث الشرح الكبير (357)  
 — نشر المعلمين المنيفين في احياء الابوين الشريفيين (358)  
 — النصيحة فيما ورد من الادعية الصحيحة (359)  
 — النصرة في أحاديث الماء والرياض والخضرة (360)  
 — نظام اللسد في أسماء الاسد (361)  
 — نظم البديع ، في مدح الشقيق (362)

- (354) توجد نسخة منه خطية بالكتابة الاحمدية بتونس تحت رقم 5682 ضمن مجموع ذكر هذه الرسالة بروكلمان في ذيله 197/2 .
- (355) فيه شك قد يكون لغيره .
- (356) ذكره في فهرست النوادر .
- (357) هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 543
- (358) كشف التنون ، الجزء الثاني ، العمود 1952 .
- (359) هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 543
- (360) توجد نسخة خطية من هذه الرسالة بالكتابة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 وهي في مجموع من الورقة 146 الى 152 مقياسها 15/18 مسطرتها 25 .
- (361) ننسج فيه المؤلفات التي كتبت في اسماء الاسد نجمع منها خمسة اسم ثم وقف والنظ من « الزئيل المدون » لابن خالويه اكثر من ما وخمسين اخرى افردنا بهذا التاليف .
- (362) توجد نسخة منه خطية بالكتابة الاحمدية بتونس تحت رقم 4523 ، نسخها محمد بن سلام الفيومي مقياسها 15/20 مسطرتها 19 . ومما شرحها الذي الله هو نفسه عليها . سمي هذا الشرح « الجمع والتفريق » ذكره بروكلمان في الذيل 197/2 . الف السيوطي هذا الكتاب ليعارض به بدعة بن حجة الحموي التونسي سنة 337 هـ .

- نظم الدرر في علم الاثر (363)
- نظم المقيان في اعيان الاعيان (364)
- نفع الطيب في مسئلة الخطيب (365)
- النفحة المسكية والتحفة المكية (366)
- النقاية في موضوعات العلوم (377)
- النقول المشرقة في مسئلة النفقة (378)
- نكت البديعيات على الموضوعات (379)
- نكت على الالوية (380)
- نكت على الدنيا (381)

- (363) النبیۃ فی علم الحدیث شرحها بؤلف سماء « البحر الذی زخر » لم یتسم .  
 (364) کشف الظنون ، الجزء الثانی ، الممبود 1963 .  
 (365) ذکرہ فی مہرست مؤلفہ .  
 (366) الفہمکۃ فی یوم واحد ، فیہ نحو و بدیع و معان و عروض .  
 (377) توجد نسخة منه خطبة بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1414 ضمن مجموع من ورقة 1 / ب 38 ب مقباسة 16 / 21 مسطورة 11 . أورده سركيس في معجمه ص 1084 .  
 نظم النقاۃ الشیخ عبد اللہ بن الحاج حماد اللہ الفلاوی المتوفی سنۃ 1209 هـ وشرح هذا النظم محمد سالم بن الامام اللتونی . یوجد النظم وشرحه بالمتحف الوطنی بنواکشیوط عاصمة موریطانیا .  
 (378) ذکرها السیوطی فی حاویہ .  
 (379) یعنی الامام السیوطی می « الموضوعات » « الموضوعات الکبری » للشیخ اسی الفرج عبد الرحمن بن علی المعروف بابن الجوزی البغدادی المتوفی سنۃ 597 هجرية وهو فی أربع مجلدات ذکر فیہ کل حدیث موضوع . والجلال یتبع حلة من الاحادیث لیست بموضوعة منها ما هو فی السنن الاربعۃ . ولقد لخص النکت البدیعات علی الموضوعات فی کتابہ السابق الذکر « اللالیۃ المصنوعة فی الاختیار الموضوعة » — انظر الحاشیة رقم 267 .  
 380 و 381 انظر کشف الظنون ، الجزء الثانی ، الممبود 1976 .

— نکت علی تذور الذهب (382)

— نکت علی الکافیۃ (383)

— نکت اللوامع علی المختصرات والمنهاج وجمع الجوامع (384)

— نکت علی النزعة (385)

— نواضر الایک (386)

— نواهد الایکار وشواهد الافکار علی البیضاوی (387)

— نور الحدیقة فی مختصر حدیقة الادب (388)

— نور الشقیق فی العقیق (389)

— النهجة السمویة فی الاسماء النبویة (390)

حرف الواو :

— الوافی فی شرح التنبیہ (391)

- (382) کتب جلال الدین السیوطی علی شرح شذور الذهب لابن هشام حاشیہ  
سماھا « نثر الزهور علی شرح الشذور » . انظر الحاشیة رقم 347 م
- (383) علی الخافیه فی النحو للشیخ جمال الدین ابی عمرو عثمان بن عمر المعروف  
بابن الحاجب المالکی النحوی المتوفی سنة 646 هجرية .
- (384) کتاب فی فن الاصول ، ذکره فی فهرست مؤلفاته .
- (385) ذکره حاشیة خلیفة فی کشفه الجزء الثاني ، المود 1976 .
- (386) اسمه الکامل « نواضر الایک فی التیک » وهو مختصر لکتاب سیاتی اسمه  
« الوشاح فی فوائد النکاح » يظهر انهما معا للسیوطی .
- (387) هذه حاشیة علی تنسیب البیناوی .
- (388) انظر کشف الظنون .
- (389) هذه رسالة فی فن الحديث ، ذکرها السیوطی فی فهرست مؤلفاته
- (390) هذا ملخص الکتاب السابق الفکر المسمى « الرياض الاتیفة فی شرح اسماء  
الخلیفة » انظر الحاشیة رقم 128 .
- (391) لم يظهر حاجی خلیفة فی کشف الظنون وفکره اسباعیل باشا البغدادي فی  
« هدية المارنین » الجزء الثاني ، المود 544
- (392) هكذا جاء اسمه فی هدية المارنین . ابا صاحب کشف الظنون نساه :  
« الوجه النضر فی ترجیع نبوة الخضر » .

— وجه النضر فی نبوة الخضر علیه السلام (392)

— الوجه الناضر فیما یقبضه الناظر فی الوقف (393)

— الوجیز فی طبقات الفقهاء الشافعية (394)

— الودیک فی فضل الدیک (395)

— ورقات فی الوقیات (396)

— الوسائل الی معرفة الاوائل (397)

— الوشاح فی معرفة النکاح (398)

— وصول الامانی بأصول التهانى (399)

— الوفیة فی مختصر الاتیفة (400)

— وقع الاثل فی ضروب المثل (401)

## حرف الهاء :

— هدم الجانی علی البانی (402)

- (393) نكره صاحب هدية العارفين ، الجزء الثاني ، المجلد 544 .
- (394) كتاب في فن التاريخ نكره في فهرست مؤلفاته .
- (395) ذكرها في ديوان الحيوان .
- (396) في فن التاريخ ايضا ، ذكر في فهرست مؤلفاته .
- (397) لخص فيه اوائل العسكري وزاد اضعافه ورتبه ترتيب النفع .
- (398) هذا كتاب مسود فيه مسودات متعددة منها المؤلف المذكور في الحاشية رقم 36 م واسمه الصحيح هو : « الانصاح في اساء النكاح » لا كما ذكر في تلك الحاشية . وكذا المؤلف المذكور في الحاشية رقم 286 م . وانتظر اينسما رتسم 407 .
- (399) كشف الظنون ج 2 — 2014 .
- (400) « هدية » ج 2 . 544
- (401) هكذا سماه صاحب هدية العارفين . واما الاسم الموجود في كشف الظنون فهو : « وقع الاسل في ضرب المثل »
- جمع الهوامع في نشر جمع الجوامع (403)
- لهيئة السنية في الهيئة السنية في الاخبار (404)
- ليد البسطى في تعيين الصلاة الوسطى (405)
- الينبوع فيما زاد على الروضة من الفروع (406)
- ليواقيت الثمينة في صفات السمينة (407)
- يواقيت في حروف الادب في توجيه قولهم لا اله الا الله اذن؟ 408

- (402) ذكرها السيوطى بنامها في الحاوي .
- (403) كتاب مشهور معروف متداول .
- (404) انتسبه السيوطى من النار والاعبار .
- (405) انتظر كشف الظنون الجزء الثاني ، المجلد 2050 .
- (406) المصدر السابق ، ج 2052 .

- (407) هذا مطول الكتاب المذكور في الحاشية رقم 398
- (408) ذكره في فهرست مؤلفاته .

## فہرست مؤلفات الإمام السيوطي

### فمن التفسير وتعليقات القرآن :

- ۱ - الدر المنثور في التفسير المأثور (اثنی عشر مجلداً كباراً).
- ۲ - التفسير المسند وسمى ترجمان القرآن (خمس مجلدات).
- ۳ - الإتيان في علوم القرآن.
- ۴ - الإكليل في استنباط التنزيل.
- ۵ - لباب النقول في أسباب النزول.
- ۶ - النسخ والمنسوخ في القرآن.
- ۷ - مقمحات الأقران في مهمات القرآن.
- ۸ - أسرار التنزيل (يسمى قطف الأزهار في كشف الأسرار)، كتب منه إلى آخر سورة براءة في مجلد ضخيم.
- ۹ - تكملة تفسير الشيخ جلال الدين المحلي وذلك من أول القرآن إلى آخر سورة الإسراء (مجلد ممزوج لطيف).
- ۱۰ - تناسق الدرر في تناسب السور.
- ۱۱ - حاشية على تفسير البيضاوي، تسمى نواهد الأبيكار وشواهد الأفكار (أربع مجلدات).
- ۱۲ - التحبير في علوم التفسير (جزء لطيف).
- ۱۳ - معترك الأقران في مشترك القرآن.



باب هفتم

۳۳۲

علامہ جلال الدین سیوطی

- ۱۴ - المَهْدُبُ فيما وقع في القرآن من المَعْرَبِ .
- ۱۵ - خمایل الزهر في فضائل السور .
- ۱۶ - مراصد المطالع في تناسب المطالع والمقاطع .
- ۱۷ - ميزان المَعْدَلَة في شأن البسملة .
- ۱۸ - شرح الإستعاذة والبسملة .
- ۱۹ - الأزهار الفاتحة على الفاتحة .
- ۲۰ - فتح الجليل للبعد الذليل في قوله تعالى : ﴿الله وليُّ الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات إلى النور﴾ الآية استنبط منها مائة وعشرون نوعاً من أنواع البديع .
- ۲۱ - اليد البطى في تفسير الصلاة الوسطى .
- ۲۲ - المعاني الدقيقة في إدراك الحقيقة يتعلق بقوله تعالى : ﴿وعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ﴾ الآية .
- ۲۳ - دفع التمسف عن إخوة يوسف .
- ۲۴ - نجام النعمة في اختصاص السلام بهداية الأئمة .
- ۲۵ - الحبل الوثيق في نصرة الصديق ، - يتعلق بقوله تعالى ﴿وسيجنبها الأتقى﴾ .
- ۲۶ - الفوائد البارزة والكاملة في اسم الظاهرة والباطنة تتعلق بقوله تعالى : ﴿واسمٌ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة﴾ .

باب ہفتم

۳۳۲

علامہ جلال الدین سیوطی

۲۷۔ المحزر في قوله تعالى ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا

تقدم من ذنبك وما تأخر﴾

۲۸۔ (فراغ في المخطوط) كتب منه من سنج

إلى آخر القرآن في مجلد.

۲۹۔ فراغ في المخطوط.

منه يسير.

۳۰۔ مجاز الفرسان إلى محاز القرآن، للشيخ

عز الدين بن محمد عبد السلام كتب

منه يسير.

۳۱۔ شرح الشاطبيه بمزوج

۳۲۔ الدر الثير في فداء اس كثير.

۳۳۔ منتقى من تفسير القرطبي

۳۴۔ منتقى من تفسير عبد الرزاق

۳۵۔ منتقى من تفسير اس أي حاتم مجلد

۳۶۔ القول الفصيح في تبين الذبيح

۳۷۔ الكلام على أول سورة الفتح وهو تصدير

النوكلي

## الحديث وتعلقاته

۱۔ التوشيح على الجامع الصحيح.

۲۔ الترشيح على الجامع الصحيح (لم يتم).

۳۔ الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج.

۴۔ مرقاة السعود إلى سنن أبي داوود.

۵۔ قوت المغتذي على جامع الترمذي.

۶۔ زهر الرب على المحتسب.

باب ہفتم

۳۴۴

علامہ جلال الدین سیوطی

- ۷ - مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجة .
- ۸ - إسعاف المبطل برجال الموطأ .
- ۹ - تنوير الحوالك على موطأ مالك .
- ۱۰ - الشافي العین على مسند الشافعي .
- ۱۱ - زهر الخمايل على الشاميل .
- ۱۲ - التعليقة الحنيفة على مذهب أبي حنيفة .
- ۱۳ - منتهی الآمال في شرح حديث (إنما الأعمال)
- ۱۴ - المعجزات والخصائص .
- ۱۵ - شرح الصدور شرح حال الموتى في القبور
- ۱۶ - النور العظيم في لقاء الكريم .
- ۱۷ - شری الکئيب بلقاء الحبيب .
- ۱۸ - الدور السافرة عن أمور الآخرة .
- ۱۹ - درر السحار في الأحاديث القصار
- ۲۰ - الجامع الصغير من حديث الشير النذير
- ۲۱ - زيادة الجامع
- ۲۲ - جمع الجوامع، في الحديث مرتب على حروف المعجم
- ۲۳ - بدیع الصنع
- ۲۴ - کُم الأطراف وضَمَّ الأطراف .
- ۲۵ - على حروف المعجم في أول الحديث، المرقاة العلية، في شرح الأسماء النبوية

۲۶۔ التریاض الانیقة فی شرح أسماء خبر الخلیقة.

۲۷۔ البهجة السنویة فی الأسماء النبویة.

۲۸۔ التلویء المصنوعة فی الأخبار الموضوعة

وهو تلخیص موضوعات، ابن الحوزی مع زیادات وتعقیبات.

۲۹۔ النکت البدیعات علی الموضوعات.

۳۰۔ القول الحسن فی الذب علی السنن.

۳۱۔ منهاج السنّة ومفتاح الحنّة (لم یتم)

۳۲۔ الروض الأتیق فی مسند الصّدیق.

۳۳۔ مناهل الصفا فی تخریج أحادیث الشفا

۳۴۔ قطف الأزهار المتسائرة فی الأخبار المتواترة.

۳۵۔ عقود الزبرجد فی أعزّاب الحديث.

۳۶۔ مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنّة.

۳۷۔ تمهید القوش فی الخصال الموجة لظل العرش.

۳۸۔ مختصره یرسم بزوغ الهلال فی الخصال الموجبة للظلال.

۳۹۔ ما رواه الواعون فی أخبار الطاعون.

۴۰۔ خصائص يوم الجمعة.

۴۱۔ نموذج اللیب فی خصائص الحیب.

۴۲۔ الدرر المنيرة فی الأحادیث المشهورة.

۴۳۔ الآیة الكبرى فی قصة الإسراء.

۴۴۔ الکلم الطیب.

٤٥ - القول المختار في المأثور من الدعوات

والأذكار.

٤٦ - الطب النبوي مختصر.

٤٧ - المنهج السوي والمنهل الروي في الطب

النبوي.

٤٨ - اهنية السنة في اهنية السنة.

٤٩ - وظائف اليوم والليلة.

٥٠ - داعي الفلاح في أذكار المساء والصباح.

٥١ - تخريج أحاديث شرح العقائد.

٥٢ - الإيفار عن قلم الأظفار.

٥٣ - الطفر بقلم الطفر.

٥٤ - المسلات الكبرى.

٥٥ - جباد المسلات المصايح في صلاة

التراويح.

٥٦ - جزء في صلاة الضحى.

٥٧ - وصول الأمان بأصول التهاى.

٥٨ - إعمال الفكر في فضل الذكر.

٥٩ - نتيجة الفكر في الجهر بالذكر.

٦٠ - الخير الدال على وجود القطب والأوتاد

والنجبا والأبدال.

٦١ - التنقيح في مشروعية التسيح.

٦٢ - المنحة في السبحة.

٦٣ - جزء في رفع اليدين في الدعاء يسمى

فضل الدعاء في أحاديث رفع اليدين في

الدعاء.

باب يفتح

(٣٢٤)

علامه جلال الدين سيده طم

- ٦٤ - القول الجلي في حديث الولي .  
٦٥ - رفع الصوت بذيح الموت .  
٦٦ - القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه .  
٦٧ - الجواب الخاتم عن سؤال الخاتم .  
٦٨ - الجواب الخزم عن حديث التكبير في الخزم .  
٦٩ - شد الأثواب في سد الأبواب .  
٧٠ - إنباه الأذكباء بحياة الأنبياء .  
٧١ - الإعلام بحكم عيسى عليه السلام .  
٧٢ - لبس الثلب في الجواب عن إيراد حلب .  
٧٣ - تزيين الأرايك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك .  
٧٤ - التعظيم والجنة في أن والدي المصطفى في الجنة .  
٧٥ - سالك الخفا في والدي المصطفى .  
٧٦ - الدرج المنيفة في الآباء الشريفة .  
٧٧ - سبل النجاة .  
٧٨ - نشر العلمين المنيفين في أحياء الأبرين الشريفين .  
٧٩ - إفادة الخبر بنصه في زيادة العمر ونقصه .

٨٠ - أدوات الفتيا .

٨١ - دم القضاء .

٨٢ - دم زيارة الأمراء .

٨٣ - الكواكب السابرات في العشاريات .

٨٤ - التنفيس في الاعتذار عن ترك الافناء

باب هفتم

۳۳۸

علامہ جلال الدین سیوطی

۸۵۔ مطلع البدرین فیمن یؤی أجرین الکلام  
على حديث (احفظ الله يحفظك) وهو  
تصديره الأخبار المأثورة في الإطلا  
بالنورة.

۸۶۔ جزء في موت الاولاد.  
۸۷۔ أبواب السعادة في أسباب الشهادة  
۸۸۔ كشف الغمة في فضل احمى.  
۸۹۔ الأحاديث الحسان في فضل الطيلسان  
۹۰۔ طي اللسان من ذم الطيلسان  
۹۱۔ التصلع في معنى التفتع.  
۹۲۔ سهام الإصابة على الدعوات المجابة.  
۹۳۔ الثغور الباسمة في مناقب السيدة  
فاطمة.

۹۴۔ فهرست المرويات تسمى انساب الكتب  
في انساب الكتب مجلد.  
۹۵۔ أذكار الأذكار (أربعون حديثاً) في ورقة  
۹۶۔ أربعون حديثاً في رواية مالك عن نافع  
عن ابن عمر.

۹۷۔ أربعون حديثاً في الجهاد.  
۹۸۔ الأساس في فضل العباس.  
۹۹۔ الأناف في فضل الخلاف.  
۱۰۰۔ كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة.

۱۰۱۔ جزء في ذم المكس.

۱۰۲۔ جزء في الشتاء.

۱۰۳۔ الحجاج المنيّة في التفضيل بين مكة  
والمدينة.

۱۰۴ - بغیۃ الراید فی الزیل علی مجمع الزوائد

(لم یتم)

۱۰۵ - تطریر العزیز فی تخریج مسامیہ من

الأحادیث.

۱۰۶ - تخریج أحادیث شرح المواقف.

۱۰۷ - العناية بتخریج أحادیث الکفاۃ (لم یتم).

۱۰۸ - توضیح المذکر فی تصحیح المستدرک

(کتب منه السیر).

۱۰۹ - زوائد شعب الإیمان للبیہقی علی

الکتب الستۃ کتب منه التلث.

۱۱۰ - تحرید أحادیث الموطأ.

۱۱۱ - إنحاز الوعد بالمنتقى من طبقات ابن

سعد

۱۱۲ - الساحة فی الساحة.

۱۱۳ - المسارعة إلی المضارعة.

۱۱۴ - النظرة فی أحادیث الماء والریاض

واخضرة.

۱۱۵ - عین الإصابة فیما استدرکته عائنة علی

الصحابة

۱۱۶ - المنتقى من الأدب المفرد للبخاري.

۱۱۷ - المنتقى من مستدرک الحاکم

۱۱۸ - المنتقى من شعب الإیمان للبیہقی.

۱۱۹ - أدب المملوک.

۱۲۰ - الزجر بالهجر.

۱۲۱ - المنتقى من مصنف عبد الرزاق.

۱۲۲ - جامع المسانید، (کتب منه جزء).



- ۱۲۲ - اخبارک فی أخبار الملائک .  
 ۱۲۳ - الدر المنظم فی الإسم الأعظم .  
 ۱۲۴ - حصول الرفق بأصول الرزق .  
 ۱۲۵ - الأمالی المطلقة .  
 ۱۲۶ - الأمالی علی القرآن الکریم .  
 ۱۲۷ - الأمالی علی الدرّة الفاخرة .  
 ۱۲۸ - جزء ارحموا ثلاثة: عزیز قوم ذل،  
 وغنی قوم افتقر، وعالمًا بین جهال .  
 ۱۲۹ - بلوغ المأرب فی أخبار العقب .  
 ۱۳۰ - التنبيه عمّن یبعثه الله علی رأس کل  
 مائة .  
 ۱۳۱ - فضل الخلد عند فقد الولد .  
 ۱۳۲ - الإحتفال بالأطفال .  
 ۱۳۳ - طلوع الثریا بإظهار ما کان خفیًا .  
 ۱۳۴ - مختصره یسمی ضوء الثریا .  
 ۱۳۵ - التثیت عند التبیث (وهی أرجوزة فی  
 فتنة النفس) .  
 ۱۳۶ - تشنیف السمع بتعداد السبع .  
 ۱۳۷ - الأحادیث المنیفة فی فضل السلطنة  
 الشریفة .  
 ۱۳۸ - تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص .  
 ۱۳۹ - قطف الثمر فی موافقات عمر (وهی  
 أرجوزة) .  
 ۱۴۰ - المنتخب فی طرق بحديث من کذب .  
 ۱۴۱ - جزء الذیل فی علم الخیل .

- ١٤٢ - عرق الأنساب في الرمي بالنشاب.
- ١٤٣ - السماح في أخبار الرماح.
- ١٤٤ - الكشف عن مجازة هذه الأمانة الألف.
- ١٤٤ - تلج القواد في أحاديث لبس السواد.
- ١٤٥ - طرح السقط ونظم اللقط.
- ١٤٦ - جزء. يسمى شعلة نار القسيط.
- ١٤٧ - الفانيد في حلاوة الأسانيد.
- ١٤٨ - الدرة الناجية على الأسئلة الناجية.
- ١٤٩ - ما رواه الأساطين في عدم المحيء إلى السلاطين.
- ١٥٠ - الرسالة السلطانية.
- ١٥١ - الأوج في خبر أعوج.
- ١٥٢ - شرف الإضافة في منصب الخلافة.
- ١٥٣ - أعذب المناهل في حديث من قال: أنا عالم فهو جاهل.
- ١٥٤ - حسن التسلية في حكم التشيك.
- ١١٥ - مسامرة الجموع في ضوء الشموع.
- ١٥٦ - جزء في الخصيان.
- ١٥٧ - أكمام السفیان في أحكام الخصيان.
- ١٥٨ - الأرج في الفرج.
- ١٥٩ - ضوء البدر في إحياء ليلة القدر.
- ١٦٠ - عرفة والعيدین.
- ١٦١ - نصف شعبان وليلة القدر.
- ١٦٢ - حسن السم في الصمت.
- ١٦٣ - الوديك في الديك.

- ۱۶۴ - الطرثوث في فوائد البرغوث.
- ۱۶۵ - طرق الحمامة.
- ۱۶۶ - التطريف في التصحيف.
- ۱۶۷ - نور الشقيق في العقيق.
- ۱۶۸ - جزء في طرق حديث: أنا مدينة العلم وعليّ باباء.
- ۱۶۹ - جزء في طرق حديث وطلب العلم.
- فريضة على كل مسلم.
- ۱۷۰ - الأزهار فيما عقده الشعراء من الآثار.
- ۱۷۱ - خدام النعل الشريف.
- ۱۷۲ - جزء في الغالية.
- ۱۷۳ - جزء في طرق حديث ومن حفظ على أمي أربعين حديثاً في الطيلسان.
- ۱۷۴ - إحياء الميت بفضائل أهل البيت.
- ۱۷۵ - إنحاف الفرقة في ثبوت نسب الخرقه.
- ۱۷۶ - بلوغ المأرب في قصر الشارب.
- ۱۷۷ - رفع الحذر عن قطع الصدر.
- ۱۷۸ - كشف الرئيب عن الخبيب.
- ۱۷۹ - العرف الوردي في أخبار المهدي.
- ۱۸۰ - لفظ المرجان في أخبار الجان.
- ۱۸۱ - المثابة في أخبار الصحابة.
- ۱۸۲ - الأغصا عن دعا الأعضاء.
- ۱۸۳ - مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبي ﷺ.
- ۱۸۴ - زاد السير في فهرست الصغير.
- ۱۸۵ - تحفة الأبرار بنكت الأذكار.

باب هفتم

۳۵۳

علامہ جلال الدین سیوطی

۱۸۶ - الباهر في حكم النبي ﷺ بالباطن والظاهر.

۱۸۷ - ما رواه السادة في الإتيان على الوسادة.

۱۸۸ - الفيض الجاري في طرق الحديث العشاري.

۱۸۹ - بلوغ المأمول في خدمة الرسول.

۱۹۰ - الفضل العميم في إقطاع تميم.

۱۹۱ - إعلام الأريب بحدوث بدعة المحارب.

۱۹۲ - الملاحن في معنى المشاحن.

۱۹۳ - كشف اللبس في حديث ردة الشمس.

۱۹۴ - تأخير الظلامه إلى يوم القيامة.

۱۹۵ - المراد في كراهة السؤال والرد.

۱۹۶ - الأجر الجزل في الغزل.

۱۹۷ - حصول النوال في أحاديث السؤال.

۱۹۸ - التصحيح لصلاة التسبيح.

۱۹۹ - الروض في أحاديث الخوض.

۲۰۰ - الاعتماد والتوكل على ذي التوكل

والتكفل.

۲۰۱ - جزء السلام من سيد الأنام عليه

أفضل الصلاة والسلام.

۲۰۲ - حسن التعهد في أحاديث التسمية في

التشهد.

۲۰۳ - الرد على من أخلد إلى الأرض وجهل

أن الاجتهاد في كل عصر فرض.

۲۰۴ - جزء في رد شهادة الرافضة.

۲۰۵ - القول المشرق في تحريم الاشتغال

بالنطق.

باب هفتم

۳۵۳

علامہ جلال الدین سیوطی

۲۰۶- صون المنطق والكلام عن فین المنطق

والكلام (مجلد).

۲۰۷- رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين.

۲۰۸- هدم الحافي على الباقي.

۲۰۹- سيف النظار في العرق بين الثبوت

والتكرار.

۲۱۰- النقول المشرقة في مسألة النفقة.

۲۱۱- شرح الرجبية في الفرائض ممزوج.

۲۱۲- الشلالة في تحقيق المقرر والاستحالة.

۲۱۳- المحاجة الزرنية في الرسالة الزينية.

۲۱۴- مَرَّ النسيم إلى ابن عبد الكريم.

۲۱۵- فتح المطلب المبرود ويرد القلب

المحرور في الجواب عن أسئلة

التكرور.

۲۱۶- رفع البأس وكشف الالتباس في ضرب

المثل من القرآن والاقتباس.

۲۱۷- المعتصر في تحرير عبارة المختصر.

۲۱۸- مختصر الشيخ خليل المالكي في

الكلام.

۲۱۹- بذل المجهود في خزانة محمود.

فن أصول الفقه وأصول الدين

والتصوف

- الكوكب الساطع في نظم جمع الجوامع

وشرحه.

- ۲ - شرح الکوکب الرقلا في الاعتقاد.
- ۳ - نظم العلم.
- ۴ - تشييد الأركان من ليس في الإمكان  
أبدع بما كان.
- ۵ - تأييد الحقيقة العلية وتشييد الطريقة  
الشاذلية.
- ۶ - تنزيه الاعتقاد عن الحلول والإتحاد.
- ۷ - اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة.
- ۸ - الممتلي في تعدد صور الولي.
- ۹ - تسوير الخلق في إمكان رؤية النبي  
والملك.
- ۱۰ - جهد القرينة في تجديد النصيحة (وهو  
مختصر).
- ۱۱ - نصيحة أهل الإيمان في الرد على منطق  
اليونان لابن تيمية وهو مختصر.
- ۱۲ - تنبيه الغبي بتبرية ابن عربي.
- ۱۳ - البرق الوامض في شرح بائية ابن  
الفارض وهي التي أولها سابق الأصفاد.  
يطوي اليد طي.
- ۱۴ - جزء في رؤية النساء للباري تعالى يسمى  
أسبال الكساء على النساء.
- ۱۵ - مختصره يسمى رفع الأسى عن النساء.
- ۱۶ - اللفظ الجوهري في رد خبط الجوهري.
- ۱۷ - تحفة الجلساء برؤية الله للنساء.
- ۱۸ - النكت اللوامع على المختصر.
- ۱۹ - والمنهاج وجمع الجوامع.

## فن اللغة والنحو والتصريف

- ۱ - المزهري في علوم اللغة علم اخترعته ولم  
أسبق إليه وهو خمسون نوعاً على نمط  
أنواع الحديث.
- ۲ - غابة الإحسان في خلق الإنسان.
- ۳ - الإنصاح في أسماء النكاح.
- ۴ - ضوء المصباح في لغات النكاح.
- ۵ - الإلماع في الإتياع.
- ۶ - الأوضاح في زوائد القاموس على  
الصحاح.
- ۷ - جمع الخوامع في النحو والتصريف والخط  
لم يؤلف مثله.
- ۸ - شرحه يُسمى همع الخوامع مجلدان
- ۹ - شرح ألفية ابن مالك.
- ۱۰ - ممزوج ألفية تسمى الفريدة شرحها  
يسمى المطالع السعيدة.
- ۱۱ - النكت على الألفية والكافية والشافية.
- ۱۲ - وشذور الذهب و النزهة في مؤلف  
واحد.
- ۱۳ - الأشباه والنظائر لم أسبق إليه، وهو  
سبعة أقسام، كل قسم مؤلف مستقل،  
له خطبة واسم ومجموعة هو الأشباه  
والنظائر.
- ۱۴ - الأول يسمى المصاعد العلية في القواعد  
النحوية.

- ۱۵۔ والثانی یسمیٰ تدریب اولیٰ الطلب فی ضوابط کلام العرب.
- ۱۶۔ والثالث یسمیٰ سلسلۃ الذهب فی البناء من کلام العرب.
- ۱۷۔ والرابع یسمیٰ التلمع والبرق فی الجمع والفرق.
- ۱۸۔ والخامس یسمیٰ الطراز فی الألفاظ.
- ۱۹۔ والسادس فی المناظرات والمحادثات والمطارحات.
- ۲۰۔ والسابع یسمیٰ الشر الذائب فی الأفراد والغایب.
- ۲۱۔ الفتح القریب فی حواشی مغنی اللیب.
- ۲۲۔ شرح شواهد مغنی اللیب.
- ۲۳۔ تحفة الحیب بنجاة مغنی اللیب.
- ۲۴۔ الإقتراح فی أصول النحر وجدله علی غلط أصول الفقه.
- ۲۵۔ التوشیح علی التوضیح (لم ینم).
- ۲۶۔ حاشیة علی شرح الألفیة لابن عقیل تسمیٰ السیف الصقیل.
- ۲۷۔ المصنف علی ابن المصنف.
- ۲۸۔ التاج فی إعراب مشکل المنہاج.
- ۲۹۔ حاشیة علی شرح الشذور یسمیٰ نثر الزهور.

۳۰۔ دُر التاج فی إعراب مشکل المنہاج.

۳۱۔ الوفیة باختصار الألفیة.



## ما يتعلق بمصطلح الحديث.

۱ - تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي.

۲ - شرح ألفية العراقي.

۳ - نظم الدرر في علم الاثر وهي الفية شرحها تسمى البحر الذي زخر (لم يتم).

۴ - التذنيب في الزوائد على التقريب.

۵ - لب اللباب في تحرير الأنساب.

۶ - المدرج في المدرج.

۷ - تذكرة الموصني بمن حدث ونسي.

۸ - كشف التليس عن قلب أهل التدليس.

۹ - حسن التلخيص لبيان التلخيص.

۱۰ - جزء في أسماء المدلسين.

۱۱ - جزء فيمن وافقت كنيته كنية روجه من الصحابة.

۱۲ - ربح النسرین فیمن عاش فی الصحابة مائة وعشرين.

۱۳ - عين الإصابة في معرفة الصحابة (لم يتم).

۱۴ - در الصحابة فیمن دخل مصر من الصحابة.

۱۵ - اللمع في أسماء من وضع.

۱۶ - اللمع في أسباب الحديث.

۱۷ - جزء فيمن غير النبي ﷺ أسماءهم.

۱۸ - مختصر نہایۃ ابن الاثیر یسمى الدر النثر.

۱۹ - التعریف بآداب التألیف.

۲۰ - التذیل والتذنیب علی نہایۃ الغریب.

۲۱ - زواید اللسان علی المیزان.

۲۲ - شد الرحال فی ضبط الرجال.

۲۳ - التنقیح فی مسألة التسبیح.

### فن الفقه

۱ - شرح التنبیه ممزوج.

۲ - مختصر التنبیه یسمى الوافی.

۳ - دقائق الأشباه والنظائر.

۴ - الأزهار الغضة فی حواشی الروضة.

۵ - الوهبة الكبرى كتب منها الحواشی الصغرى.

۶ - الیسوع فیما زاد علی الفروع.

۷ - مختصر الروضة مع زواید كثيرة تسمى الغیثة (لم يتم).

۸ - نظم الروضة مع زواید تسمى الخلاصة كتب من الاول إلى الحیض.

۹ - ومن الجراح إلى السرقة.

۱۰ - دفع الخصاص وهو شرح النظم المذكور.

۱۱ - شرح القدر الیذی نظم فی مجلدين أولاً فاولاً.

باب ہفتم

۳۶۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۲ - مختصر الخادم یستی تحصین الخادم کتب

منه من الزکاة إلى آخر الحج.

۱۳ - العذب السلسل فی تصحیح الخلاف

المرسل فی الروضة.

۱۴ - شوارد الفوائد فی الضوابط والقواعد.

۱۵ - مقدمة / الإبتهاج / فی نظم المنهاج (لم

یتم).

۱۶ - مختصر الأحکام السلطانية.

۱۷ - شرح الروض لاسن المقری کتب منه

السير.

۱۸ - اللوامع والهاوارق فی الخوامع والفوارق

۱۹ - الفتاوى النعمة فی نکت القطعة.

۲۰ - تحفة الناسک نکت المناسک.

۲۱ - تحفة الإنحاب مسألة المنحاب.

۲۲ - المتظرفة فی أحكام دخول الحشفة.

۲۳ - الروض الأریض فی طهر المحیض.

۲۴ - بذل المسحد لسؤال السحد.

۲۵ - بسط الکف فی إتمام الصف.

۲۶ - اخظ الوافر من المغنم. فی استدراک

الکافر إذا أسلم.

۲۸ - القذاذة فی تحقیق محل الإستعادة.

۲۹ - دفع التشنیع فی مسألة التسمیع.

۳۰ - ضوء الشمعة فی عدد الجمعة.

۳۱ - اللمعة فی تحقیق الركعة لإدراک الجمعة.

۳۲ - انفايد الممتازة فی صلاة الجنائزة.

۳۳ - بلغة المحتاج فی مناسک الحاج.

- ۳۴ - قطع المجادلة عند تغير المعاملة .
- ۳۵ - قدح الزند في السلم .
- ۳۶ - إزالة الوهن عن مسألة الرهن .
- ۳۷ - بذل الهمة في طلب براءة الذمة .
- ۳۸ - البارع إقطاع الشارع .
- ۳۹ - الإنصاف في تمييز الأوقاف .
- ۴۰ - المباحث الزكية في مسألة الدوركية .
- ۴۱ - كشف الضباب في مسألة الإستانة .
- ۴۲ - القول المشيد في وقف المؤيد .
- ۴۳ - البدر الذي انجلا في مسألة الولا .
- ۴۴ - اجهر بمنع البروز على شاطئ النهر .
- ۴۵ - النهر لمن رام البروز على شاطئ النهر ، وهو قصيدة رائية .
- ۴۶ - أعلام النصر في إعلام سلطان العصر .
- ۴۷ - في مسألة البروز .
- ۴۸ - إرضا وهو ثلاثة أقسام : حديث ، وفقه ، وإنشا .
- ۴۹ - الزهر الباسم فيما يزوج فيه الحاكم .
- ۵۰ - القول المضيء في الخث المضيء .
- ۵۱ - فتح المفاقر في أنت طالق .
- ۵۲ - حسن المقصد في عمل المولد .
- ۵۳ - حسن التصريف في عدم التحليف .
- ۵۴ - تنزيه الأنبياء عن تسفيه الأغنياء .
- ۵۵ - الطلعة الشمسية في تبين الجنسية . من شرط البيرونية .

- ۵۶ - جزیل المواہب فی اختلاف المذاهب ..  
 ۵۷۱ - إرشاد المبتدین إلى نصرۃ المجتہدین .  
 ۵۸ - تقرير الاستناد فی تفسیر الاجتهاد .  
 ۵۹ - شرح اللمعة ممزوج .  
 ۶۰ - الشمعة المضیئة فی علم العربیة .  
 ۶۱ - شرح القصيدة الکافیة فی التصريف .  
 ۶۲ - تعريف الاعجم بحروف المفجم .  
 ۶۳ - موشحة فی النحو .  
 ۶۴ - قطر الندی وورود اہمزة للنداء .  
 ۶۵ - مختصر اللمعة .  
 ۶۶ - ألوية النصر .  
 ۶۷ - فی القصور .  
 ۶۸ - القول المحمل فی الرد علی المہمل .  
 ۶۹ - الأخبار المرویة فی سبب وضع العربیة .  
 ۷۰ - المنی فی الکنی .  
 ۷۱ - رفع السنة فی نصب الزنة .  
 ۷۲ - الکلام مسألة ضربی زیداً قائماً .  
 ۷۳ - تحفة النجباء فی قولہم هذا بسر الطیب  
 منه رطباً .  
 ۷۴ - الزند السوری فی جواب السوال  
 السکندري .  
 ۷۵ - فخر الثمد فی اعراب کمال احمد .  
 ۷۶ - الکسر علی عین الباء فی اعراب آية  
 الاعراض والتولي . ممن لا یحسن یصلی .  
 ۷۷ - فی ضبط ولا یعز من عادیث .

باب ہفتم

۳۱۳

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۷۸۔ حسن التعبير في ما في القوس من أسماء الطير.

۷۹۔ حاشية على شرح التصريف للفتازاني يسمى التصريف للفتازاني.

۸۰۔ توجيه العزم إلى اختصاص الاسم بالجر والفعل باجزم.

۸۱۔ ديوان الحيوان.

۸۲۔ ذيل الحيوان.

۸۳۔ مخوان الديوان في أسماء الحيوان.

۸۴۔ نظام اللسد في أسماء الأسد.

۸۵۔ التهذيب في أسماء الذيب.

۸۶۔ التبري من معرفة المعري.

۸۷۔ في أسماء الكلب.

۸۸۔ البواقيت في الأدوات.

۸۹۔ الأذن إلى توجيه قولهم لاها الله إذن.

۹۰۔ الطراز السلازوردي في حواشي الجاربردي.

۹۱۔ كشف الغمة عن الصفة.

## في المعاني والبيان والبديع

۱۔ ألقية تسمى عقود الجمان في المعاني والبيان.

۲۔ شرحها يسمى حل العقود.

۳۔ النكت على تلخيص المفتاح.

باب هفتم

٣٦٣

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

- ٤ - الدیعیۃ تسمى نظم البدیع فی مدح الشئع موری فیها باسم النوع.
- ٥ - شرحها الجمع والتفریق بین الأنواع الدیعیۃ.
- ٦ - التخصیص فی شواهد التلخیص.
- ٧ - حنی الجناس.

## الكتب الجامع لفنون عديدة

- ١ - التذکرۃ تسمى: الفلک المشحون (خبرون محلاً).
  - ٢ - النقایۃ کراسۃ فی أربعة عشر علماً.
  - ٣ - شرحها يسمى إتمام الدرایۃ.
  - ٤ - قلاید الفوائد (من نظمی).
  - ٥ - اللمعة فی أحویۃ الأسئلة السبعة.
  - ٦ - الأحویۃ الزکیۃ علی الألفاظ السکیۃ.
  - ٧ - تعریف ألفیۃ بأحویۃ الأسئلة المایۃ.
  - ٨ - نفع للطیب فی أسئلة الخطیب.
- فن الأدب والنوادر والإنشاء والشعر
- ١ - الروشاح فی فواید النکاح.
  - ٢ - البواقیت الثمینه فی صفات السمینه.
  - ٣ - شقایق الأترنج.
  - ٤ - رفیع شأن الحشار.
  - ٥ - أزمار العروش فی أخبار الحبوش.
  - ٦ - الرسائل إلى معرفة الأوائل.
  - ٧ - المحاضرات والمجازوات.

- ۸ - النفحة المسكية على نمط عنوان الشوق.
- ۹ - درز الكلم وغرس الحكم.
- ۱۰ - المقامات المجموعة وهي سبع مقامات.
- ۱۱ - المقامات المفردة وهي ثلاثون مقامة في وصف مكة والمدينة تسمى ساجعة الحرم المقامة القدسية.
- ۱۲ - في والدي أشرف البرية النبي ﷺ.
- ۱۳ - مقامة الأزواد في موت الاولاد.
- ۱۴ - مقامة تسمى النجع في الإجابة.
- ۱۵ - المقامة الذهبية في الحمى.
- ۱۶ - مقامة في وصف روضة مضر تسمى بلبل الروضة.
- ۱۷ - مقامة الرياحين وتسمى المقامة الوردية في الورد والترجس والباسمين والبان والنسرین والبنفسج والنبلوفر والاس والريحان.
- ۱۸ - مقامة الطيب وتسمى المقامة المسكية في المسك والعنبر والزعفران والزباد.
- ۱۹ - مقامة النساء تسمى رشف الزلال من السحر الحلال وهي في أحد وعشرين عالماً تزوج كل منهم ووصف كل ليلة

مؤدياً بالفاظ.



- ۲۰۔ المقامۃ التفاحیۃ.
- ۲۱۔ المقامۃ الزمردیۃ.
- ۲۲۔ المقامۃ الفستقیۃ.
- ۲۳۔ المقامۃ الباقویۃ.
- ۲۴۔ المقامۃ اللؤلؤیۃ.
- ۲۵۔ التنفیس فی الإعتذار عن ترک الإفتاء والتدریس.
- ۲۶۔ المقامۃ البحریۃ.
- ۲۷۔ المقامۃ الدریۃ.
- ۲۸۔ مقامۃ تسمی الفناش علی القصاص.
- ۲۹۔ الخارق لعبد الخالق.
- ۳۰۔ مقامۃ الإستنصار بالواحد القہار.
- ۳۱۔ مقامۃ تسمی قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض.
- ۳۲۔ مقامۃ تسمی الدوران الفلکی علی ابن الکرکی.
- ۳۳۔ مقامۃ تسمی الصارم الهندکی فی عنق ابن الکرکی.
- ۳۴۔ مقامۃ تسمی طرز العمامة فی التفرقة بین المقامۃ والقمامۃ.
- ۳۵۔ الجواب الذکی عن قمامۃ ابن الکرکی.
- ۳۶۔ الإفتراض فی ردّ الإعتراض.
- ۳۷۔ نزل الرحمة فی التحدث بالنعمة.
- ۳۸۔ منع الثوران عن الدوران.
- ۳۹۔ الصواعق علی النواعق.

۴۰۔ مقامہ تسمى الفارق بين الضيف والسارق.

۴۱۔ المقامة الكلاجية في الأسئلة الناجية.

۴۲۔ مقامہ تسمى ساحب سيف على صاحب ضيف

۴۳۔ مقامہ تسمى الفرج القريب.

۴۴۔ منهل اللطائف في الكنافة والقطايف.

۴۵۔ مختصر شفاء العليل في ذم صاحب والخليل يسمى الشهاب الثاقب.

۴۶۔ تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء وهي قصيدة رائية.

۴۷۔ كوكب الروض (مجلد).

۴۸۔ المزوى في روضة المنتهى.

۴۹۔ الإقتباس في محاسن الإقتباس.

۵۰۔ نور الحديقة (من نظمي).

۵۱۔ ديوان شعري وثري.

۵۲۔ ديوان خطب.

۵۳۔ مقاطع الحجاز.

۵۴۔ فخر الدياجي في الأحاجي.

۵۵۔ وصف اللال في وصف الهلال.

۵۶۔ وقع الأسل في ضرب المثل.

۵۷۔ مختصر معجم البلدان لياقوت (لم يتم).

۵۸۔ قطف الوريد في أمالي ابن دريد.

۵۹۔ إتحاف النبلاء بأخبار النبلاء.

۶۰۔ نزہۃ العمر فی التفضیل بین البیض والسمر.

۶۱۔ نزہۃ الجلساء فی أشعار النساء.

۶۲۔ المستظرف فی أخبار الجوارى.

۶۳۔ ذو الوشاحین.

۶۴۔ نثر الکتان فی الخسلتان.

۶۵۔ زبدة الناح.

۶۶۔ البارق فی قطع السارق.

۶۷۔ نزہۃ التذیم.

۶۸۔ الدراری فی أولاد السراى.

۶۹۔ المنقح الظریف فی الموشح الشریف.

### فن التاريخ

۱۔ طبقات الحفاظ.

۲۔ طبقات اللغویین والنحاة.

۳۔ الوجیز فی طبقات الفقهاء الشافعیة.

۴۔ طبقات المفسرین (لم یتم).

۵۔ تاریخ الخلفاء.

۶۔ حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهرة

(ثلاث مجلدات).

۷۔ مختصره یتسمى (الزبرجد) - جزء.

لطیف.

۸۔ رفع الباس عن بنی العباس.

۹۔ الشماریخ فی علم التاريخ.

۱۰۔ ترجمة النووي.

۱۱۔ ترجمة شيخنا البلقيني.

باب هفتم

۳۶۹

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۲- معجم شیروخی یسّی المنجم فی

المعجم.

۱۳- نظم العقبان فی أعبان الأعیان.

۱۴- التحدث بنعمة الله.

۱۵- الملتفط من الدرر الكامنة.

۱۶- الملتفط من الخطط.

۱۷- جزء فی جامع عمر.

۱۸- جزء فی جامع ابن طولون.

۱۹- جزء فی جامع الصلاحية.

۲۰- جزء فی الزاوية الحشاشية.

۲۱- جزء فی الخانقاه البیروية یسّی حسن

التیة وتلویغ الأمانة فی الخانقاه الركبة.

۲۲- جزء فی الخانقاه الشیخونية.

۲۳- جزء فی أخبار السیوط. یسّی المضبوط

المکنون فی ترجمة ذی النون.

۲۴- تحفة الکرام بأخبار الأهرام.

۲۵- نثر الهمیان فی وفيات الأعیان.

۲۶- الورقات فی الوفيات.

۲۷- تبیض الصحیفة بمناب الإمام أبی

حنيفة.

۲۸- تزیین الممالک بمناب الإمام مالک.

تمت بحمد الله وعونه وحسن توفيقه والحمد لله رب العالمين

وصلی الله تعالى علی سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

تسليماً كثيراً كثيراً.

باب ہفتم

۳۷۰

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

## فہرست اردو مآخذ و مراجع

(۱) الافاضات الیومیہ من الافادات القیومیہ۔ اشرف علی تھانوی۔ اشرف المطابع

تھانہ بھون ۱۹۴۱ء

(۲) نوائل جامعہ بر عجائب نافعہ محمد عبدالحلیم چشتی۔

نور محمد 'صح المطابع کراچی' کارخانہ تجارت کتب ۱۳۶۴ھ

(۳) مجموعۃ الفتاویٰ، عبدالحی لکھنوی۔ لکھنؤ، مطبع یوسفی، ۱۳۲۰ھ

(۴) ایام ابوالحسن کبیر سندھی، مقالہ محمد عبدالرشید نعمانی (پاکستان ہسٹری کانفرنس)

۱۹۶۱ء

(۵) وفیات المشاہیر، جمنپور، جادو پریس

## فہرست فارسی مآخذ و مراجع

- (۱) اخبار الاخیار۔ عبدالحق دہلوی۔ دہلی مطبع مجتہائی، ۱۳۳۱ھ
- (۲) بہستان المحدثین فی تذکرۃ المحدثین والمحدثین۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی۔  
دہلی۔ نصرت المطابع، ۱۲۹۳ھ
- (۳) عجائب نافہ۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ دہلی۔ مطبع مجتہائی
- (۴) فتاویٰ عزیزی۔ عبدالعزیز دہلوی۔ دہلی مطبع مجتہائی، ۱۳۱۱ھ
- (۵) ملفوظات عزیزیہ۔ میرٹھ مطبع مجتہائی، ۱۳۱۲ھ
- (۶) الاغنیاء فی سلاسل اولیاء الہ ووارثی اسانید رسول اللہ۔ شاہ ولی اللہ، قلمی نسخہ
- (۷) قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین۔ دہلی، مطبع مجتہائی ۱۳۱۰ھ
- (۸) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- لاہور، مطبع محمدی، ۱۳۰۲ھ۔ یہ رسالہ عقد الجید کے ساتھ طبع کیا گیا تھا
- (۹) اتحاف المبلّغ المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین۔ صدیق حسن خان قنوجی۔  
کانپور، مطبع نظامی۔ ۱۲۸۸ھ
- (۱۰) الاکسیر فی اصول التفسیر۔ کانپور، صدیق حسن مطبع نظامی ۱۲۹۰ھ
- (۱۱) خزینۃ الاصفیاء۔ عالم سرور لاہوری۔ کانپور، نو لکھنور ۱۹۱۴ء

## فہرست عربی مآخذ و مراجع

- (۱) بدائع الزهور فی وقائع الدهور محمد بن محمد، ابن ایاس مصری،  
مصر، مطبع بولاق ۱۳۱۱ھ
- (۲) خزائن الادب و لب لباب لسان العرب. عبدالقادر بن عمر البغدادی،  
تحقیق عبدالسلام محمد ہارون مصر، مکتبہ الخانجی ۱۴۰۶ھ
- (۳) نصیحة ذوی الایمان فی الرد علی منطلق اليونان. احمد بن عبدالحلیم  
ابن تیمیة، بمشی مکتبۃ القیمۃ سے ۱۹۳۹ء میں یہ الرد علی المنطق کے نام سے بھی  
شائع کی گئی۔
- (۴) مسند الامام احمد بن حنبل، مصر، المطبعة المینية ۱۳۱۳ھ
- (۵) مفاہکۃ الخلان فی حوادث الزمان. محمد ابن طولون، تحقیق محمد  
مصطفی، قاہرہ المؤسسة المصرية العامة ۱۹۶۲ء
- (۶) شذرات الذهب فی اخبار من ذهب عبدالحئی ابن العماد، الحنبلی  
القاہرہ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۰ھ
- (۷) البداية والنهاية، اسماعیل بن عمر ابن کثیر  
القاہرہ، مطبعة السعادة ۱۳۵۱ھ
- (۸) قر الامام السيوطی و تحقیق موضعه احمد تیمور باشا. القاہرہ ۱۳۲۶ھ
- (۹) الاسلام فی نائجیریا والشیخ عثمان بن فودیو الفلانی. عبد اللہ الالوری  
۱۹۷۶ء
- (۱۰) الجمل علی الجلالین سلیمان بن عمر العجیلنی الشافعی
- (۱۱) الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الخفیة مصر لمکتبۃ

## التجارية الكبرى ١٣٧٧ هـ

(١٢) كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون . مصطفى عبدالله المعروف

بحاجي خليفة معه ترجمه الى اللغة اللاتينية، فلو حل لندن، ييزك ١٨٥٨ء

(١٣) كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون

استانبول . مطبعة حكوميه، ١٣٦٠ هـ

(١٤) الثقافة الاسلاميه في الهند عبدالحنى الحسنى . دمشق، المجمع

العلمي العربي، ١٣٧٧ هـ

(١٥) ديول تذكرة الحفاظ الحسيني ابن فهد والسيوطي،

دمشق مطبعة التوفيق . ١٣٤٧ هـ

(١٦) نسيم الرياض شرح شفاء القاضي عياض احمد بن عمر الخفاجي

الآستانه المطبعة العثمانية، ١٣١٥ هـ

(١٧) روضات الجنات في احوال العلماء والسادات محمد باقر

الموسوي الاصفهاني الخوانساري . طهران ١٣٥٧ هـ

(١٨) طبقات المفسرين محمد بن علي، شمس الدين الداودي .

بيروت : دار الكتب العلمية، ب . ت

(١٩) حجة الله البالغه، دهلوي شاه ولي الله، القاهره ١٣٢٣ هـ

(٢٠) اتحاف السادة المتقين، بشرح أسرار إحياء علوم الدين للغزالي .

محمد مرتضى الزبيدي . مصر مطبعة الميمية، ١٣١٩ هـ

(٢١) تاج العروس من جواهر القاموس الزبيدي القاهرة . المطبعة

الخيرية : ١٣٠٦ هـ



باب ہفتم

۳۷۴

علامہ جلال الدین سیوطی

(۲۲) الارشاد والموعظة لزاعم رؤية النبي ﷺ بعد موته في اليقظة. محمد بن عبدالرحمن السخاوى (لم يطبع) التبر المسبوك في ذيل السلوك، مصر، مطبعة بولاق : ۱۸۹۶ھ

(۲۳) ترجمة صاحب الضوء اللامع السخاوى. القاهرة. مكتبة القدسي ۱۳۵۴ھ

(۲۴) الضوء اللامع لاهل القرن التاسع. السخاوى. القاهرة : مكتبة القدسي ۱۳۵۳ھ

(۲۵) فتح المغيث بشرح الفية الحديث. السخاوى. لکھنؤ. مطبعة انوار محمدی. ۱۳۰۳ھ

(۲۶) مقاصد الحسنة في بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنه

السخاوى. القاهرة. مكتبة الخانجي، ۱۳۵۶ھ

(۲۷) الاتقان في علوم القرآن. جلال الدين عبدالرحمن بن كمال الدين

ابى بكر السيوطى. تحقيق: محمد ابو الفضل ابراهيم القاهرة. مطبعه

المصطفى البابى الحلبي، ب. ت.

(۲۸) اعذب المناهل في حديث من قال انا عالم فهو جاهل

الحاوى للفتاوى من موجود ہے

(۲۹) الاقتراح في علم اصول النحو تحقيق احمد محمد قاسم، القاهرة.

مطبعة السعادة. ۱۹۷۶ء

(۳۰) الاتقان في علوم القرآن. دهلى مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ

(۳۱) الأشباه والنظائر في الفروع. القاهرة دار احياء كتب العربية

۱۳۹۵ھ

(۳۲) الاشباه والنظائر. تحقيق عبدالرؤف سعد القاهرة، مكتبة الكليات

الازهرية. ۱۳۹۵ھ

(۳۳) الأشباه والنظائر فی النحو . حیدر آباد دکن

مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية . ۱۳۵۹ھ

(۳۴) الفیة السیوطی فی علم الحدیث ، تحقیق احمد محمد شاكر، بیروت، المكتبة العلمية، ب.ت

(۳۵) ألوية النصر فی خصیصی بالقصر

یہ الحاوی للفتاویٰ میں شائع کیا گیا ہے

(۳۶) درج اللیب فی خصائص الحبيب تحقیق عباس احمد صقر

المدينة، دار المادینة ۱۹۹۶/۱۷۱۶

(۳۷) بذل الجمهور فی خزائن محمود . رسالہ المجمع العلمی علی گڑھ

(۳۸) بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة

مصر . مطبعة السعادة ، ۱۳۲۶ھ

(۳۹) بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة

تحقیق محمد ابو الفضل ابراهیم . مصر عیسی البابی الحلبي ۱۳۸۴ھ

(۴۰) تاریخ الخلفاء . تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید

القاهرة (عیسی البابی الحلبي) ۱۳۵۲ھ

(۴۱) تاریخ الخلفاء . تحقیق : محمد محی الدین عبدالحمید

کراچی . نور محمد کارخانہ تجارت کتب ۱۳۹۷ھ

(۴۲) تدرب الراوی فی شرح تقریب النواوی

مصر ، المطبعة الخيرية . ۱۳۰۷ھ

(۴۳) تعريف الفقه فأجوبة الأسئلة المثة،

باب ہفتم

۳۷۶

علامہ جلال الدین سیوطی

یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے

(۴۴) التحقیقات علی الموضوعات مصر. المطبعة الادبية. ۱۳۱۷ھ

(۴۵) تفسیر الجلالین. القاہرہ. دار الشعب. ۱۳۷۰ھ

(۴۶) تفسیر الجلالین : بکتاب لباب النقول فی اسباب النزول

بیروت، دار الفکر. ب. ت

(۴۷) تفسیر الجلالین مع الکمالین والزلازلین. لکھنؤ، نو لکشور، ۱۳۱۷ھ

(۴۸) تناسق الدرر فی ترتیب السور. بیروت. دار الکتب العلمیہ. ۱۴۰۰ھ

(۴۹) تنویر الحوالک فی امکان رؤیۃ النبی والملك الحاوی میں موجود ہے

(۵۰) تنویر الحلالک القاہرہ مکتبہ مصطفی البابی (ب. ت)

(۵۱) التہنۃ بالفضائل العلمیۃ والماقب الدینیۃ یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے

(۵۲) جمع الجوامع فی الحدیث القاہرہ، مجمع البحوث الاسلامیۃ، ۱۳۹۰ھ

(۵۳) جمع الجوامع فی الحدیث القاہرہ، المہمۃ المصریۃ العامۃ للکتاب ۱۹۷۸ء

(۵۴) جہد القریحۃ فی تجرید النصیحۃ مختصر اہل ایمان لابن تیمیہ

بھی شائع کی گئی۔

(۵۵) الحاوی للفتاویٰ القاہرہ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ۱۳۵۱ھ

(۵۶) حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاہرہ مصر. المطبعة الوہبیۃ. ۱۳۹۹ھ

(۵۷) حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاہرہ تحقیق : محمد

ابو الفضل ابراہیم القاہرہ، دار احیاء الکتب العربیۃ. ۱۳۸۷ھ

(۵۸) حسن المحاضرۃ، تحقیق خلیل منصور، بیروت، دار الکتب العلمیۃ

: ۹۹۹۷/۹۴۹۸

(۵۹) خصائص الکبریٰ حیلر آباد، الدکن، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۱۰ھ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۳۷۷)

باب ہفتم

- (۶۰) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور مصر المطبعة المیمنیة ۱۳۱۴ھ
- (۶۱) الدر النثیر فی تلخیص نہایۃ ابن الاثیر، مصر، مطبعة المیمنیة ۱۳۲۳ھ
- (۶۲) الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرة بهامش الفتاویٰ الحدیثہ لابن حجر الہیثمی القاهرۃ ۱۳۲۹ھ
- (۶۳) ذیل طبقات الحفاظ للذهبی . دمشق . مطبعة التوفیق ۱۳۴۷ھ
- (۶۴) صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام . تحقیق : علی سامی النشار . القاهرہ . مطبعة السعادة ۱۳۶۶ھ
- (۶۵) طبقات الحفاظ ، بیروت ، دارالکتب العلمیة ۱۴۹۲/۱۹۸۱ھ
- (۶۶) القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق . یہ رسالہ الحاوی میں موجود ہے
- (۶۷) کتاب الإعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام یہ رسالہ الحاوی میں موجود ہے
- (۶۸) عقود الجمان فی نظم المعانی والبیان . القاهرہ . مصطفی البالی، ۱۹۳۹ھ
- (۶۹) مفحمت الأقربان فی مہمات القرآن . مصر، احمد البالی، ۱۳۰۹ھ
- (۷۰) المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب . الرباط، إحياء التراث الإسلامی المشتركة بین المملكة العربیة والإمارات المتحدة العربیة . ۱۹۷۰ھ
- (۷۱) ثباب النزول فی اسباب النزول، بیروت، دار إحياء العلوم ۱۹۷۸ھ
- (۷۲) کتاب التحدث بنعمة الله . تحقیق الیزابت ماری سارتن . القاهرہ . المطبعة العربیة الحدیثة . ۱۹۷۲ء
- (۷۳) اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة - ط : ۲ مصر، المكتبة التجاریة الکبری . ۱۹۶۳ء
- (۷۴) المزهر فی علوم اللغة وانواعها . تحقیق محمد احمد جاد المؤوبک

باب هفتم

(٣٤٨)

علامه جلال الدين سيوطي

وغیره. ط: ٣ القاهرة. عيسى البابي الحلبي، ب. ت.

(٧٥) مسالك الحنفاء في والدى المصطفى. ط: ٢.

(٧٦) مقامات السيوطي - الأستانه، مطبعة الجوائب. ١٣٩٨ هـ

(٧٧) نظم العقيان في اعيان الاعيان. نيويارك. مطبعة السورية الامريكية. ١٩٢٨ء

(٧٨) همع الهوامع شرح جمع الجوامع. تحقيق: عبدالسلام محمد هارون

عبدالعال سالم مكرم. الكويت. دار البحوث العلمية ١٩٧٥ء/١٩٧٩ء

(٧٩) ذيل الطبقات. عبدالوهاب بن احمد انصارى الشعرانى. القاهرة،

مطبعة السلفيه ١٣٦٦ هـ

(٨٠) لطائف المنن والاخلاق في بيان وجوب التحدث بنعمة الله على

الطلاق مصر. ١٣١١ هـ

(٨١) لوائح الانوار القدسية في بيان العهود المحمدية القاهرة. مطبعة

مصطفى البابي الحلبي. ١٩٦١ هـ

(٨٢) لوائح الانوار القدسية في بيان العهود المحمدية مصر ١٣٨١ هـ

(٨٣) المتوكلى فيما ورد في القرآن باللغة الحشية والفارسية والتركية

والنبطية والعبرانية والرومية مصر. مطبعة عثمان عبدالرزاق، ١٣٠٦ء/١٨٨٨ء

(٨٤) الميزان الشعرانيه المدخلة لجميع اقوال الائمة المجتهدين و تعديلهم

ومقلديهم في الشريعة المحمدية القاهرة. المطبعة الميمية. ١٣٠٦ هـ

(٨٥) محمد على يمنى صنعانى. الشوكانى.

(٨٦) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن التاسع قاهره. مطبعة السعادة.

١٣٦٨ هـ

(٨٧) فتح القدير الجامع بين فنى الرواية والدراية فى علوم التفسير

مصر . مطبعة المصطفى البابى الحلبي . ١٣٤٩ هـ

(٨٨) المنكة البديعيات على الموضوعات . مصر ، المطبعة الادبية ١٣١٧ هـ

(٨٩) نيل الاوطار شرح امتنى الاخبار القاهرة . مطبعة مصطفى البابى الحلبي

(٩٠) عقود الجواهر فى تراجم من لهم خمسون تصنيفات فمأة فاكتر،

جميل بك العظم . بيروت المطبعة الاهلية . ١٣١٦ هـ

(٩١) الخطط التوفيقية الجديدة لمصر القاهر ومدنها و بلادها القديمة

والشهيره . على مبارك . مصر ، مطبع بولاق . ١٣٠٦ هـ

(٩٢) النور السافر عن اخبار القرن العاشر ، عبدالقادر العبد روسى ،

بغداد ، مطبعة الفرات . ١٣٥٣ هـ

(٩٣) الكوكب السائر فى اعيان ائمة العاشرة . نجم الدين محمد الغزى ،

بيروت . المطبعة الاميريكانية ، ١٩٤٥ ء

(٩٤) فهرس الخزانة التيمورية مصر . مطبعة دار الكتب المصرية ، ١٣٦٧ هـ

(٩٥) فهرس المكتبة الازهرية ، مصر . مطبعة الازهرية . ١٣٧١ هـ

(٩٦) مرقاة المفاتيح لمشكاة المصابيح . ملا على قارى .

مصر . المطبعة الميمنية . ١٣٠٩ هـ

(٩٧) التنبية والا يقاظ فى ذيول تذكرة الحفاظ . احمد رافع حسنى

قاسمى دمشق ١٣٤٨ هـ

(٩٨) فهرس الفهارس والا ثبات و معجم المعاجم والمشىخات

والمسلسلات . فاس . الكنانى . عبدالحى المطبعة الجديدة . ١٣٤٦ هـ

(٩٩) فهرس الفهارس ، تحقيق احسان عباس ، بيروت ، دار العرب الاسلامي

باب ہفتم

۳۸۰

علامہ جلال الدین سیوطی

۱۹۸۱/۵۱۴۰۶ء

(۱۰۰) فیض الباری علی صحیح البخاری. لا نور شاہ کشمیری. القاہرہ .

مطبعة حجازی ۱۳۵۷ھ

(۱۰۱) تبصرة الراشد برد تبصرے الناقد. تالیف: عبدالحي فرنگی محلی

اللكنوی . لكهنؤ، انوار محمدی ۱۳۰۱ھ

(۱۰۲) التعليق الممجّد علی موطا محمد كراچی، نور محمد اصح المطابع . ۱۹۶۳ء

(۱۰۳) الفوائد البهية مع التعليقات السنية مطبع چشمه فیض . ۱۳۰۴ھ

(۱۰۴) كنز العمال فی الاقوال والافعال علی المتقی . علی ط : ۵

بیروت . مؤسسة الرسالة ۱۴۰۱ھ

(۱۰۵) منتخب كنز العمال علی هامش مسند احمد بن حنبل

مصر . مطبعة الميمنية . ۱۳۱۳ھ

(۱۰۶) خلاصة الاثر فی اعيان القرن الحادى عشر . محمد امين فضل الله

مصر المطبعة الوهيبية ۱۳۸۴ھ

(۱۰۷) فیض القدیر شرح جامع الصغیر . عبدالرؤف المناوی . القاہرہ ۱۹۳۸ء

(۱۰۸) الفتح الكبير فی ضم الزیادة إلى الجامع الصغیر . يوسف النبهانی

القاہرہ . ۱۳۲۰ھ

## تعارف مؤلف

نام: محمد عبدالحلیم چشتی

ولادت: ۱۶ اپریل ۱۹۲۹ء ذوالقعدہ ۱۳۴۷ھ بے پور

ابتدائی تعلیم: مدرسہ تعلیم الاسلام بے پور

درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم دیوبند (قیام دیوبند: ۱۳۶۳-۱۳۶۹ھ ۱۹۴۴-۱۹۴۹ء)

کراچی یونیورسٹی - ایم - اے اسلامیات ۱۹۶۷ء

ایم - اے لائبریری سائنس ۱۹۷۰ء

پی - ایچ - ڈی: لائبریری سائنس ۱۹۸۱ء

لائبریریوں میں پیشہ ورانہ اور انتظامی خدمات: ملک ویرن ملک  
کے مشہور کتب خانوں میں مختلف عہدوں پر چونتیس سالہ خدمات

تدریسی خدمات: جامعہ العلوم الاسلامیہ، عوری ٹاؤن کراچی میں پہلے التخصّص

فی الفقہ الاسلامی کے مشرف و نگران رہے۔ پھر قسم التخصّص فی

علوم الحدیث النوی الشریف کا مشرف و نگران بنایا گیا۔ تا حال اس

خدمت پر سہ ماہی خدمات:

الف. مستقل مطبوعہ کتب

۱۔ حیات وحید الزمان (اردو)

۲۔ اسلامی کتب خانے۔

۳۔ البضاعة المزجاة لمن يطالع المرقاة فی شرح المشکواة (مطبوعہ)

۴۔ دور جالبی میں عربوں کے کتب خانے (مطبوعہ)

ب: تحقیقات و مقدمات:

۱۔ سید احمد شہید کی اردو تصانیف و اردو ادب پر ان کا اثر اور ان کا فقہی

مسلک (مطبوعہ)

۲۔ تذکرۃ الخلیل، ذیلی سرخیاں۔ از عاشق الہی میرٹھی (مطبوعہ)

۳۔ مشارق الانوار بترتیب فقہی (مطبوعہ)



۳۸۲

۴۔ نصیحة المسلمین (تحفہ) (مطبوعہ)

۵۔ مقدمة قول متین ترجمہ حسن حصین (مطبوعہ)

۶۔ چہل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مطبوعہ)

۷۔ الاتقان فی علوم القرآن کے اردو ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ (مطبوعہ)

۸۔ مقدمہ مسند ابوداؤد الطیالسی

(ج) ترجمہ: عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا اردو ترجمہ و شرح

”فوائد جامعہ“ (مطبوعہ)

اس کے علاوہ ہندوپاک کے مشہور و معروف رسائل میں ۱۹۵۶ء سے تحقیقی مقالات شائع ہو رہے ہیں۔

۱۔ تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطی (مطبوعہ)

۲۔ زادالمتقین فی سلوک طریق الیقین از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی و شیخ عبدالوہاب متقی اور ان صوفیہ کا تذکرہ جن سے شیخ محدث کی انشاء قیام حرمین شریفین میں ملاقات ہوتی رہی، اس کتاب کا اردو ترجمہ اور حواشی میں مفید معلومات کا اضافہ (مطبوعہ)

زیر طبع کتابیں:

۳۔ تحصیل التعرف فی الفقه والتصوف۔ تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حصہ فقہ کے متن کی تصحیح و تحفیہ۔ (عربی)

۴۔ تذکرۃ الحفاظ المستخرج من الانساب اللسمعانی۔ تالیف المیرزا محمد بن رستم البدخشی النخاطب بمعتمد خان۔ متن کی تصحیح و تعلیقات (عربی)

۵۔ ضیاء القلوب الشیخ ابواللہ التھانویؒ ثم المکی کتاب ہذا کے عربی متن پر حاشیہ اور ان کے سلاسل مشائخ چشتیہ، قادریہ سروردیہ وغیرہ کا تذکرہ ہے جس کا نام ”الاعلام“ لمن ورد فی سلاسل الشیخ اعداد اللہ التھانوی المکی من المشائخ الأعالم ہے

۶۔ امام محمد شیبانیؒ عیثیت زاوی کتاب الآثار امام اعظم ابوحنیفہؒ وموطا امام مالکؒ حقائق اور ازالہ شکوک وشہات

ہے۔ تنقید فی التقليد از مولانا سید الدین بن رشید الدین دہلویؒ

<http://fb.com/ranajabirabbas>

## TAZKIRAH JALALUDDIN AL-SUYUTI

The name Al-Suyuti or As-Suyuti is by itself enough introduction for a student of Islamic/Arabic literature. In Urdu knowing literary circles of the sub-continent too, Al-Suyuti needs little introduction as he is very well-known for his **Jalalayn** (begun by his namesake Jalaluddin al-Mahilli and finished by him; hence called **Jalalayn**) and for his **Tarikhul Khulafa**. The former being a commentary of the Holy Qur'an is included in Dars-e-Nizami while the latter is indispensable for a student of Islamic history. Besides **Tarikhul Khulafa**, some of his other works are also available in Urdu and are being fully utilised for writings on various subjects.

Though belonging to a family of Persian origin settled in Egypt (Suyut), he was born in Cairo in 1445 AD and lived up-to 1505 AD. During this span of 60 years he is reported to have written on all subjects of Arabic/Islamic literature. The number of his works according to Concise Encyclopaedia of Arab Civilisation (Stephen and Nandy Ronart) is 561 while according to Haji Khalifa it is 504. However, it is held that the total number of pages of his works exceed the number of days of his life. His biographer, E. M. Sartain, says:

"The number of Al-Suyuti's works was certainly remarkable. When he wrote, he had the advantage of his wide reading, his good memory and his time-saving handwriting."

The extraordinary variety of his subjects which he covered has drawn tributes even from those who disagree with him.

The readers would certainly find a detailed discussion of his life and works in my book. It would, however, be pertinent to quote from the introduction given by Major H. B. Jarret, the well-known translator of **Tarikhul Khulafa** (History of the Caliphs):

Extensive as is the reputation of as-Suyuti as a distinguished author and scholar, and unsurpassed for the number of and range of the works which in every branch of literature known to his age, his unwearied pen never ceased to produce, we are indebted to the malice or envy of but one of his contemporaries and to his own testimony, for the few details of his life and studies that we possess. Reference to one or other of his multitudinous volumes is made by writers of his own and succeeding times where the kindred subject of which they treat naturally calls for it, but only one contemporary biographical notice of him besides his own, is extant ... these I shall presently refer.

For the Urdu knowing literary circles of the sub-continent for whom this **Tazkirah** is specifically intended, I refer to the famous lines from the English poem, Psalm of Life,

Lives of great men all remind us  
We can make our lives sublime,  
And departing leave behind us  
Footprints on the sands of time.

(Longfellow)

And as all know, Napoleon inspires those also who are not in the battlefield